# بذل المنفعة لإيضاح الأركان الأربعة

طبع في مطبع مفيد عام الكائن
في بلدة آگره في سنة ١٣١١
الهجرية
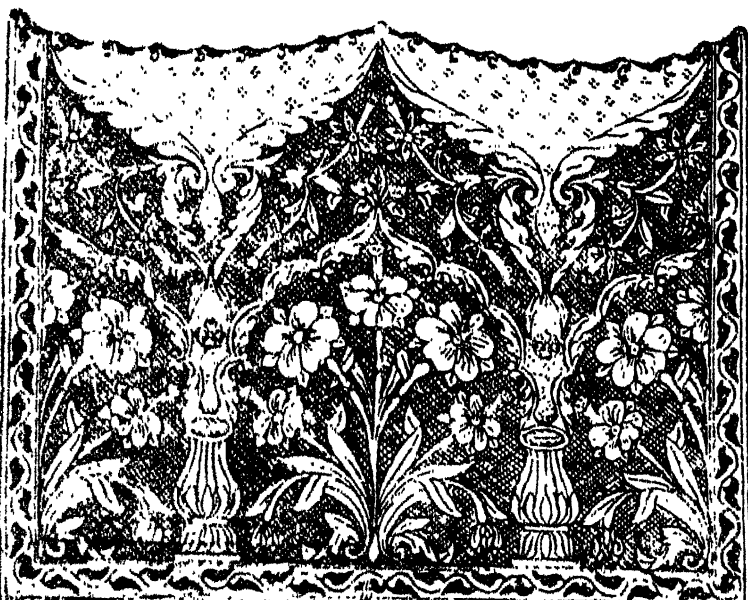
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی دعی عبادہ الی افضل العبادات واکمل العادات لینالوا حسنات النعیم
ولیفوزوا بالنعیم المقیم والصلوۃ والسلام علی نبیہ و رسول الرؤف الرحیم وعلی آلہ
وصحبہ وکل من تبعہم بالاحسان علی الصراط المستقیم **اما بعد** ہدیہ پیشکش اس سے پہلے دو
رسالے بیان میں شہادت کلمۂ طیبہ و نماز و روزہ و زکوۃ و حج کے لکھے ہیں ایک کا نام وسیلۃ النجاۃ
دوسرے کا نام ضوء الشمس لیکن اس رسالہ میں بحکم [illegible] بیان انہیں
ارکان اربعہ اسلام کا کیا جاتا ہے ہر رسالے کی شان اپنے بیان میں جداگانہ ہے اگرچہ بعض مقامات
مسایل یکدیگر کے یوں ہوں لیکن تفاوت الفاظ کا ضرور ہے اور فرق معانی کا بھی کس قدر لازم
اس رسالہ میں بیان ان ابنیۂ اسلام کا دوسرے طور پر کیا گیا ہے جو کوئی مطابق اس بیان ان
چاروں عبادت کو بعد اقرار شہادتین کے ادا کریگا مع رسول او سکے لئے حسب شہادت احادیث
صحیحہ مغفرت و جنت کا ضامن ہوتا ہے لیکن اس شرط سے کہ شرک خفی و جلی و انواع بدعت
و ضلالت سے محفوظ اور مہلکات خصال سے دور اور منجیات فعال سے محفوظ ہو میں اللہ سا

دوا عی ہون کہ سب سے اوّل خود مجکو توفیق عمل کی بخشی پہر میری اولاد کو پہر سارے مسلمانونکو بہت سے
نام کے مسلمان نماز روزہ زکوۃ حج بجالاتے ہین اور محنت اوٹہاتے ہین لکن موافق رسم وعادت
کے نہ مطابق طریقۂ عبادت کے اس صورت مین اونکی مشقت برباد جاتی ہے بلکہ نفع کے عوض
نقصان پہچاتی ہے پس جس تقدیر پر کہ وہ اِن کامون کو ظاہر مین ادا کرتے ہین اگر باطن بہی
ان کامون کا موافق مرضی شرع کے کرلین تو کچہہ اونکو بڑی تکلیف نہو گی اور عمل بہی صحیح
ہو کر نتیجۂ نیک بخشیگا اور اوتنا ہی وقت اِس کام مین بہی صرف ہوگا جتنا کہ بے موافقت شرع
بجالانے مین ان امور کے پہلے صرف ہوتا تہا اور یہ ظاہر ہے کیونکہ جو پانچ وقت واسطے
نماز کے مقرر ہین نماز اوسی وقت مین پڑہیگا اور تمام سال مین روزہ بہی خاص ماہ رمضان
ہی مین رکہیگا زکوٰۃ بہی بعد سال تمام کے دیگا حج بہی تمام عمر مین ایک ہی بار کریگا کچہہ اخلاص
نیت وتصویب عمل سے مقدار عبادت فرض کا بڑہتا نہین ہے یعنی ہر دن مین دس نمازین ہوتی
ہین اور نہ ہر سال مین دو رمضان آتے ہین اور نہ دو زکوتین اور نہ تمام عمر مین دو حج ہان شوقمند
کو اختیار ہے کہ وہ نوافل عبادات سے اپنی طاعات کو بڑہائے تطوعات سے حسنات کو زیادہ کرے
ومن زاد زاد اللہ فی درجاتہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جسطرح ترغیب اصلاح پر صورت
ظاہر عبادت کی فرمائی ہے اسیطرح اصلاح پر صورت باطن طاعت کی بہی رغبت دلائی ہے
پہر کوئی وجہ اسکی نہین ہے کہ مسلمان نرے پوست پر قناعت کرے مغز کو نہ لے یہ ترجیح بلا شک
بے مرجح ہے اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ اصل مقصود ہر شئے سے نتیجہ اوس شئے کا ہوتا ہے نہ
نری صورت اوس شئے کی یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت مین جس عمل صالح کا ذکر کیا ہے وہان
عامل سے ظاہر وباطن عمل دونون کو طلب فرمایا ہے مثلاً باب طہارت ونماز مین ارشاد کیا ہے
ما من امرء مسلم تحضرہ صلوٰۃ مکتوبۃ فیحسن وضوءہا وخشوعہا ورکوعہا الا کانت
کفارۃ لما قبلہا من الذنوب ما لم یؤت کبیرۃ وذلک الدہر کلہ رواہ مسلم عن
عثمان رضی اللہ عنہ مرفوعاً یعنی جو مسلمان وقت نماز فرض کے اچہی طرح پر وضو کرکے

نمازکو خشوع وخضوع سے پڑہتاہے تو یہ نماز اوسکے اگلے گناہون کا کفارہ ہوجاتی ہے جبتک اوسنے کوئی گناہ کبیرہ نہین کیا ہے سوا اسجگہہ اداحسان وضو وخشوع صلوۃ سے نزدیک طہارت ونماز سے درستی ظاہر وباطن دونون کا اعتبار کیا ہے نرے ظاہر پر اکتفا نہین فرمایا اسیطرح حدیث عقبہ بن عامر مین فرمایا ہے ما من مسلم یتوضأ فیحسن وضوءہ ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبلا علیهما بقلبه ووجهه الا وجبت له الجنة رواہ مسلم یعنی جو مسلمان خوب طرح وضو کرکے ظاہر وباطن سے متوجہ ہوکر دو رکعت نماز پڑہتاہے اوسکے لئے جنت واجب ہوجاتی ہے لفظ قلب ووجہ سے مراد یہی صلاح ظاہر وباطن ہے پہر اس طلب کے مقابلہ مین ترک کرنے پر اس مطلوب کے وعید شدید فرمائی ہے وہ بہی شامل ہے حالت ظاہر وباطن دونون کو مثلا دربارہ ظاہر نماز حدیث ابوقتادہ مین ذکر کیا ہے اسوء الناس سرقة الذی یسرق من صلوته قالوا یا رسول الله کیف یسرق من صلوته قال لا یتم رکوعها ولا سجودها او قال لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود رواہ ابن خزیمة فی صحیحه ورواہ مالک واحمد والدارمی عن النعمان بن مرة بطوله واخرجه احمد ایضا والطبرانی والحاکم عن ابی قتادہ مثله یعنی بڑا چور وہ ہے جو نماز کو چراتاہے پوچھا کیونکر فرمایا تمام نہین کرتا ہے رکوع وسجدہ کو یا سیدہی نہین کرتاہے پیٹہہ اپنی انمین دوسرا لفظ علی ابن شیبان کا نزدیک ابن حبان کے یہ ہے لا صلوۃ لمن لا یقیم صلبه فی الرکوع والسجود یعنی اوسکی نماز ہی نہوئی جسنے رکوع وسجود مین پیٹہہ اپنی سیدہی نرکہی طلق بن علی حنفی سے مرفوعا کہتے ہین لا ینظر الله الی صلوۃ عبد لا یقیم صلبه بین رکوعها وسجودها رواہ الطبرانی فی الکبیر یعنے الله بندہ کی ایسی نماز کو آنکہہ اوٹہاکر نہین دیکہتا کہ رکوع وسجدہ اوسکا سیدہا نہو بلکہ حدیث ابوعبد الله اشعری مین یون فرمایا ہے لو مات هذا علی حالته هذه مات علی غیر ملة محمد صلعم رواہ ابن خزیمة یعنی ایسا نمازی اگر اسطرحکی نماز پڑہ پڑہکر مرجائیگا تو وہ ملت اسلام پر نمریگا یہ وعید نہایت سخت ہے بخاری کا لفظ زید بن وہب سے یون ہے کہ حذیفہ نے ایکمرد کو دیکہا کہ

پورا کوع و سجدہ نہین کرتا ہو کہا ما صلیت ولو مت مت علی غیر الفطرۃ التی فطر اللہ علیہا محمدا صلعم امام ابو یوسف و شافعی کے نزدیک اطمینان فرض ہے اور یہی حق بھی ہے یہ حدیثین دلیل ہین اسبات پر کہ اعتدال و اقامت نماز مین فرض ہے بے اسکے نماز نہین ہوتی ہے سلف صالح اسی عقیدہ پر گزرے ہین ایک شخص نے اسی طرح کی نماز بے ربط و ضبط پڑہی تہی حضرت نے انسے دوبارہ اوسکو فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل رواہ الشیخان یعنی جا پہر نماز پڑہ تو نے نماز نہین پڑہی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اول ہر نمازی اپنی نماز کی صورت ظاہری درست کرے تب کہین وہ نماز اوسکی معتبر ٹہیرے گی پہر اگر بعض صورت درست کی اور بعض ناقص رہی تو بقدر درستی کے وہ نماز ہوئی باقی نہوئی اوسکا وبال قائم رہا کیونکہ حدیث عمار بن یاسر مین فرمایا ہے ان الرجل لینصرف وما کتب لہ الا عشر صلوتہ تسعہا ثمنہا سبعہا سدسہا خمسہا ربعہا ثلثہا رواہ ابو داؤد یعنی آدمی نماز پڑہکر پہرتا ہے اور اوسکے لئے فقط دسوان نوان آٹھوان ساتوان چھٹا پانچوان چوتہا تہائی حصہ نماز کا لکہا جاتا ہے سو اگر یہ حصے لکھے بہی گئے تو کچھ زیادہ نفع دینے والی نہین ہین ولہذا حدیث ابو الیسر مین رفعاً آیا ہے منکم من یصلی الصلوۃ کاملۃ ومنکم من یصلی النصف والثلث والربع والخمس حتے بلغ العشر رواہ النسائی اسکا مطلب بہی یہی ہوا کہ کوئی تم مین پوری نماز پڑہتا ہے اور کوئی آدہی تہائی چوتہائی الخ سو ایسی نماز بے فائدہ ہوتی ہے اسیلئے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے کہ اول ما یحاسب بہ العبد یوم القیامۃ من عملہ صلوتہ فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر وان انتقص من فریضۃ قال اللہ تعالی انظروا ھل لعبدی من تطوع یکمل بہا ما انتقص من الفریضۃ ثم یکون سائر عملہ علی ذلک رواہ الترمذی یعنی قیامت کے دن سب سے پہلے حساب اسی نماز کا ہوگا اگر درست نکلی تو چہار رہا سستا چھوٹا اور اگر خراب نکلی تو نکمانہ زیان کار ہوا اور اگر کسی فرض مین کچھ نقصان رہگیا ہوگا تو اللہ فرمائیگا کہ اوسکی نفل نماز دیکہو اوس سے فرض کو پورا کرو پہر باقی عمل

اوسکے اسی طرح پر دیکھ بہالتے جاوینگے رہا باطن عمل سو دہ بارہ باطن حدیث مین عثمان بن ابی
دہرش کے رفعاً یون آیا ہے لا یقبل اللہ من عبد عملاً حتی یشہد قلبہ مع بدنہ
رواہ محمد بن نصر المروزی فی کتاب الصلوٰۃ ہکذا مرسلاً یعنی اللہ کوئی عمل
بہی نماز ہو یا روزہ یا زکوٰۃ یا حج یا اور کچھ قبول نہین کرتا ہے جب تک کہ دل بندہ کا ہمراہ
بدن کے حاضر نہو معلوم ہوا کہ اگر صورت ظاہری ان اعمال کی موجود بہی ہوئی اور سارے
ارکان و آداب بہی پورے ہوئے اور کوئی نقصان شکل ظاہرہ مین باقی بہی نہین ہے
تب بہی وہ ظاہر کا عمل مقبول نہین ہوتا ہے مگر اوسی وقت کہ بدن اور دل دونون اتفاق
یکدیگر ہوان ولہذا اہل معرفت و بصیرت نے حضور دل کا ہر عبادت مین بموجب اخلاص واسطے
صحت عبادت کے شرط ٹہرایا ہے ابو الدردا نے مرفوعاً کہا ہے اول شیٔ یرفع من
ہذہ الامۃ الخشوع حتی لا یری فیہا خاشعاً رواہ الطبرانی یعنی سب سے پہلے
جو چیز کہ اس امت سے اوٹہا لیجائیگی وہ گڑگڑانا عاجزی کرنا ہے یہانتک کہ ایک شخص بہی
نماز مین عاجزی فروتنی کرنے والا نظر نہ آئیگا یہ خبر مخبر صادق نے دی تہی اب مصداق
اس خبر کا اکثر نمازیون مین موجود ہے عاملہ ناصبہ محنت برباد گناہ لازم اب ہر نمازی
روزہ دار زکوٰۃ دینے والا حج کرنیوالا اپنے جی مین سوچے سمجھے کہ میری عبادت کیسی ہے
نرا ظاہر اوسکا درست ہے یا باطن بہی صاف و پاک و جانفزا ہے اگر وہ نرے پوست پر ہیا
ہوا ہے تو پہر امید قبول کی ہرگز نہ رکہے اور جو پوست بہی درست نہین ہے تو پہر خدا ہی حافظ
ہے کیونکہ ایسا شخص حکم مین تارک نماز کے ہے اور تارک ایک نماز کا عمداً کافر واجب
القتل ہو جاتا ہے لائق اسکے نہین ہے کہ مقابر مسلمین مین دفن ہو بلکہ اوسکا حشر ہمراہ
قارون و فرعون و ہامان و ابی بن خلف کے ہوگا مگر یہ کہ فی الفور توبہ کرلے غرضکہ اسجگہ
تین چیزین درکار ہوتی ہین تب نفع اوس عمل کا دنیا و آخرت مین مترتب ہوتا ہے ورنہ
وہی کہاوت ہوتی ہے کہ آہن سرد کوٹا ہوا گوشت سے ناپاک ایک صواب یعنی عمل کا

موافق سنت صحیحہ کے ظاہر و باطن مین صادر ہونا دوسرے اخلاص یعنی شرکت غیر اللہ سے پاک صاف ہونا تیسرے نیت کا درست ہونا کیونکہ بے نیت کوئی عمل مقبول نہین ہوتا ہے گو کیسا ہی اچھا کام کیون نہو جیسے اگر کسی نے سارا مال اپنا صدقہ کر دیا مگر نیت زکوٰۃ کی نہ تھی تو زکوٰۃ ادا نہوئی حدیث عمر بن خطاب مین فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرء مانوی رواہ الشیخان یعنی اعتبار ہر عمل کا نیت سے ہے ہر کسیکو وہی ملیگا جو اسکی نیت ہے یعنی خیر و شر دونون مین اور دربارۂ اخلاص ارشاد کیا ہے یا ایھا الناس اخلصوا اعمالکم فان اللہ تبارک وتعالیٰ لا یقبل من الاعمال الا ما خلص الحدیث رواہ البزار عن الضحاک بن قیس یعنی اے لوگو تم اپنے اعمال خالص کرو کیونکہ اللہ سوا عمل خالص کے قبول نہین کرتا ہے حضرت نے معاذ بن جبل کو طرف یمن کے بھیجا تھا معاذ نے کہا مجھے کچھ وصیت کرو فرمایا اخلص دینک یکفیک العمل القلیل رواہ الحاکم یعنی تو اپنے دین کو خالص کر تجھے تھوڑا سا عمل کفایت کریگا بیان اخلاص دین کا کتاب دین خالص مین خوب شرح کیا گیا ہے مراد تھوڑے عمل سے یہ ہے فرائض بجا لانا ہے یہ فرائض پانچ ہین پس ایک اقرار شہادتین دوسرے نماز پڑھنا تیسرے روزہ رکھنا چوتھے زکوٰۃ دینا پانچوین حج کرنا سو جس مسلمان نے فقط اتنی ہی عبادت پر کفایت کی مگر ہمراہ اخلاص و صواب کے تو وہ بے شک جنتی ہوگا حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ایک گنوار نے آکر حضرت سے کہا تھا مجھے ایسا کام بتاؤ کہ جب مین وہ کام کرون تو جنت مین جاؤن فرمایا تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوٰۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوٰۃ المفروضۃ وتصوم رمضان یعنی اللہ کی عبادت بلا شرک کر نماز زکوٰۃ روزہ بجا لا اوسنے کہا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ یعنی واللہ مین نہ اس مقدار پر زیادہ کرون نہ اس سے کم فرمایا من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا متفق علیہ یعنی جو کوئی کسی مرد بہشتی کو دیکھنا چاہے تو وہ اس شخص کو دیکھے

یہ حدیث دلیل ہے اسبات پر کہ نتیجہ عمل فرائض پنجگانہ جنت ملتی ہے اور نوافل عبادات [illegible]
اسمین ذکر حج کا نہین آیا مگر دوسری حدیثون سے ثابت ہے اور جو شخص فرائض کے سوا
نوافل نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج بھی ادا کرتا ہے تو وہ اسکا پھر کیا پوچھنا ہے وہ تو مقربین مین
ہوگا اللہ اوسکو دوست رکھتا ہے اور اوسکی ساری حرکات و سکنات اللہ کی مرضی کے
کے موافق ہوتے ہین اور پھر جو شخص اوسکا دشمن اوسکا ایمان گھٹ جاتا ہے بلکہ اس سے زیادہ
ہوتا ہے یہانتک کہ اللہ سے جا ملے حدیث معاذ بن جبل مین ایسے شخص کے لئے جو مشرک
نہین ہے اور نماز پنجگانہ پڑھتا ہے اور رمضان کا روزہ رکھتا ہے وعدہ مغفرت کا آیا ہے
رواہ احمد الحاصل جب یہ چارون بنیادین اسلام کی موجب مغفرت اور جنت کی ہین تو
انکو اوسطرح ادا کرنا چاہئے کہ نتیجہ اونکے بجالانیکا حاصل ہو سو اس رسالہ مین ترکیب ان ارکان
اربعہ کے بجالانے کی لکھی جاتی ہے اسلیئے نام اس رسالہ کا **بذل المنفعہ بایضاح
الارکان الاربعہ** رکھا ہے یہ رسالہ مشتمل ہے ایک مقدمہ چار باب ایک خاتمہ پر و باللہ التوفیق وبہ المستعان

## مقدمہ بیان مین طہارت کے

اسمین کئی فصلین ہین

### فصل بیان مین فضیلت طہارت کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین یہ طہارت شامل ہے طہارت
ظاہر و باطن دونون کو اور حدیث ابی مالک اشعری مین فرمایا ہے الطہور شطر الایمان
رواہ مسلم دوسرا لفظ ایک صحابی بنی سلیم کا رفعاً یہ ہے الطہور نصف الایمان رواہ
الترمذی وحسنہ یہ طہارت بھی شامل ہے ظاہر بدن و باطن دل کو معلوم ہوا کہ واسطے
عبادت کے بدن اور جامہ و دل کا پاک ہونا ضرور ہے اور اللہ نے فرمایا ہے فیہ رجال

یحبون ان یتطہروا اور کہا ہے ما یرید اللہ لیجعل علیکم فی الدین من حرج ولکن یرید
ان یطہرکم اور حدیث مرفوع جابر مین آیا ہے مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ ومفتاح الصلوٰۃ الطہور
رواہ احمد یعنی جنت کی کنجی نماز ہے نماز کی کنجی طہارت ہے بصیرت والون نے ان ظواہر
نصوص سے یہ بات سمجھی ہے کہ امر اہم یہی پاک کرنا باطن اور سر کا ہے کیونکہ یہ بات دور ہے کہ
نرا پانے بہا کر بدن کا پاک کرنا نصف ایمان ہو سو طہارت کے چار مرتبے ہین ایک یہ کہ باطن
دلکو پاک صاف کرے سوا حق کے دلمین کچھ نہو قل اللہ ثم ذرہم فی خوضہم یلعبون
جب دل غیر حق سے خالی ہوتا ہے تو پھر حق ہی مین مستغرق ومشغول رہتا ہے کلمۂ لا الہ
الا اللہ کا مضمون ثابت ہوجاتا ہے یہ طہارت صدیقین کی ہے یہ پاکی آدہا ایمان ہوئی
دوسرے یہ کہ دل کو پلید عادتون سے پاک کرے جیسے حسد کبر ریا حرص عداوت رعونت
وغیرہا اور اچھی عادتون سے آراستہ کرے جیسے خاکساری قناعت توبہ صبر خوف ورجا
ومحبت وغیرہا یہ طہارت متقین کی ہے اخلاق مذموم سے پاک ہونا آدہا ایمان ہوتا ہے تیسرے
یہ کہ اعضا کو گناہون سے پاک رکھے جیسے غیبت کرنا جھوٹ بولنا حرام کہانا خیانت کرنا نامحرم
کو دیکھنا وغیرہا یہ طہارت پارسا لوگون کی ہے یہ پاکی بدن کی ان سب حرام چیزون سے نصف
ایمان ہے چوتھے یہ کہ بدن اور جامہ کو پلیدیون سے پاک رکھے تاکہ سارا تن بدن ارکان نماز
ورکوع وسجود سے آراستہ ہو یہ طہارت درجہ ہے ہر مسلمان کا کیونکہ مسلمان وکافر مین یہی
فرق نماز کا ہوتا ہے یہ پاکی بہی نصف ایمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ سب طبقات طہارت
مین پاکی نیمۂ ایمان ہوتی ہے دین کی بنیاد نظافت پر ہے احیاء الاحیاء مین کہا ہے الطہارۃ
فی کل رتبۃ نصف العمل ما فی عمل السرفلان نہایتہ ان ینکشف لہ جلال اللہ ولا
یحل معرفۃ اللہ فی سرلہ بہ یحل عنہ ما سوی اللہ قال تعالیٰ ما جعل اللہ لرجل
من قلبین فی جوفہ واما عمل القلب فغایتہ عمارتہ بالاخلاق المحمودۃ ولن یتحلی بہا ما لم
یتخل عن نقائضہا وکذا تطہیر الجوارح احد الشطرین وتزیینہا بالطاعات شطر آخر

وہذہ مقامات الایمان ولا ینال العبد الی مقام عال ما لم یجاوز ما دونہ ومن ... ت
بصیرتہ لم یفہم من مراتب الطہارۃ الا المرتبۃ الاخیرۃ فیمعن فیہا انفاسہ بحکم
الوسوسۃ والحق ان الطہارۃ المطلوبۃ ہی ہذہ وجہلا منہ بسیرۃ الاولین انتہی
غرضکہ یہ طہارت جامہ وتن کی جسپر سب لوگ جہک پڑے ہین پچھلا درجہ طہارت کا ہے لیکن نرے
اس پاکی سے دل حسد وریا ومحبت دنیا سے اور تن گناہ ومعصیت سے پاک نہیں ہوتا ہے
ظاہر کو خلق دیکہتی ہے باطن کو خالق دیکہتا ہے تو چونکہ یہ نظارہ خالق کی ہے اوسکا پاک نظارہ
خلق سے مقدم تر ہے اگرچہ یہ پچھلی پاکی بہی فضیلت رکہتی ہے لیکن جبکہ اوسکے آداب کو انکا درجہ
اور وسوسہ واسراف سے دور ہو صحابہ وتابعین کا اہتمام طہارت باطن مین بہ نسبت طہارت ظاہر
کے زیادہ تہا ولہذا برہنہ پا چلتے مٹی پر نماز پڑہ لیتے خاک پر بیٹہ جاتے کہانا کہا کر ہاتہہ
تلوون سے پونچہہ لیتے چوپایون کے پسینے سے زیادہ پرہیز نہ کرتے حضرت نے ایک مشرک
کی لوٹے سے اور عمر نے ایک نصرانیہ کے گہڑے سے وضو کر لیا تہا اور بعض نے خاک پر بے حجاب سوتے

## فصل بیان مین انواع طہارت کی

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ طہارت ظاہر کی علیحدہ ہے اور طہارت باطن کی علیحدہ اور طہارت
باطن کی تین طرح پر ہے جوارح کی گناہون سے دل کی اخلاق بد سے سر کی غیر حق سے تو
طہارت ظاہر بہی تین قسم پر ہے ایک طہارت نجاست سے نجاست وہ چیز ہے جس سے اہل طبع
سلیم گہن کرتے اور نجس سمجہتے ہین اور کپڑے کو لگ جائے تو اوسکو دہو ڈالتے ہین جیسے پاخانہ پیشاب
مگر پیشاب طفل شیر خوارہ کا اگر لڑکا ہے تو چہڑکنا پانی کا کافی ہے اور اگر لڑکی ہے تو اوسکا دہونا
چاہیے یہی مذہب ہے سلف کا احادیث بہی اسیکے موافق آئی ہین تیسری نجاست لعاب
سگ ہے جس برتن مین وہ منہہ ڈالدے اوسکو سات بار دہو ڈالے چوتہی نجاست خون حیض
ہے جس کپڑے مین لگ گیا ہو اوسکو دہو کر اوسمین نماز پڑہے یہی حکم خون نفاس کا ہے

ر ہے اور خون اونمین اختلاف ہے برارت اصلیہ ہمراہ اونکے ہے جب تک کوئی دلیل
خالص معارضہ سے راجح یا برابر کی آئے پانچوین نجاست گوشت خوک ہے اللہ نے
قرآن مین اوسکو رجس فرمایا ہے یعنی نجس ہے اور جسکے نزدیک پاک ہے اوسکے نزدیک
بھی خشک کا چھیلنا ناخن یا انگلی سے اور تر کا دہونا پانی سے ثابت ہے اسلئے اصل
اشیاء مین طہارت ہے نجاست کسی شئے کی جب ثابت ہو سکتی ہے کہ کوئی دلیل مساوی
یا مقدم دلیل طہارت پر آئے واذلیس فلیس یہ بات کلیات وجزئیات شریعت سے
ثابت ہے سو مجرد رای سے کوئی چیز نجس نہین ٹہیر سکتی ہے بلکہ جس شئے سے اللہ نے
سکوت کیا ہے وہ معاف ہے وما کان ربک نسیا اسی طرح حرام ہونا کسی شئے
کا مستلزم اوسکی نجاست کا نہین ہوتا ہے خمر و مردار و خون حرام ہین مگر نجس نہین ہین
قائلین نجاست سے اسجگہ استدلال مین غلطی ہوئی ہے ہان جس حرام کو شرع نے نجس کہدیا ہے
وہ بیشک نجس ہے پہر نجس کے پاک کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز لائق دہونیکے ہو اوسکو
پانی سے دہو ڈالے یہانتک کہ نہ وہ چیز خود باقی رہے اور نہ اوسکی رنگت اور نہ بو اور نہ مزہ
پاپوش اور موزہ کو پونچھ ڈالے زمین سے رگڑ دے استحالہ یعنے بدل جانا کسی شئے کا
ایک حالت سے دوسری حالت پر مطہر ہوتا ہے اور جو نجس چیز ایسی ہو کہ دہونے مین
نہ آسکے جیسے زمین تو اوسپر پانی بہادے اور کنوئین سے پانی نکال ڈالے یہانتک کہ
اثر نجاست کا باقی نرہے اصل تطہیر مین یہی پانی ہے اسکی جگہہ دوسری چیز قائم
نہین ہو سکتی ہے مگر اذن شارع سے اور کیفیت تطہیر وہی ہے جو حق مین جس شئے
کے شارع سے آچکی ہے پانی خود بھی پاک ہے اور پاک کرنیوالا بھی ہے جب تک کہ کوئی نجاست
اوسکی بو یا رنگ و مزے کو بدل نہ دے تب تک یہ دونون وصف اوسمین موجود
رہینگے اور اگر کوئی پاک چیز پانی مین گر کر اوسکو بدل دیگی تو وہ طاہر ہوگا نہ مطہر کچھہ
فرق تھوڑے اور بہت پانی کا اور دو قلون سے کم و زیادہ ہونیکا اور متحرک و ساکن

ومستعمل وغیر مستعمل ہونے کا اسجگہ بموجب دلائل صحیحہ ثابت نہین ہے اگرچہ یہ مسئلہ پانی کا ایسا
مشکل ہے کہ ایک جہان اوسکے حل مین غوطے کہا رہا ہے مگر جو اسجگہ لکہا گیا ہے اقوی مذاہب
وہی ہے واللہ اعلم دوسری قسم نجاست کی حدث وجنابت ہے حدث سے وضو یا تیمم کیا جاتا
اور جنابت سے غسل لازم آتا ہے سو جو کوئی بیت الخلا مین جاوے اوسپر واجب ہے کہ نظر مردم سے
چھپ جائے اور جب تک زمین سے قریب نہو تب تک برہنہ نہو میدان مین دور تک جاوے اور
آبادی مین اندر پاخانہ کے فراغت حاصل کرے حالت قضاء حاجت مین بات نہ کرے کوئی چیز
حرمت والی پاس نرکہے جیسے انگوٹھی کہ اوسپر اللہ یا رسول کا نام ہو یا کوئی کلمہ یا آیت یا حدیث
نقش ہو اور راہ مین جا ہو لینے بیچے جہان پاخانہ پہرنیسے شرع نے منع فرمایا ہے جیسے زیر درخت سایہ دار
یا بر سر راہ یا آب دائم یا جو جگہ ہو بات چیت کرنیکی ہو یا جہان عرف مین قضاء حاجت نہین کرتے
ہین پہر اس حال مین طرف قبلہ کے نہ منہ کرے نہ پشت اس مسئلہ مین آٹھ قول ہین قوی
قول یہی ہے کہ صحرا مین یہ استقبال استدبار ناجائز ہے اور آبادی وگہر مین جائز مگر اگر پرہیز
کرے تو بہتر ہے اور تین ڈہیلے لے اور گوبر وہڈی سے بچے جو احادیث بمقدمہ استجمار
آئی ہین وہ شامل بول بہی ہین اور جمع کرنا درمیان کلوخ وآب کے مستحب ہے اور تنہا آب بہی
کفایت کرتا ہے شروع سے پہلے اعوذ پڑہنا اور بعد فراغ کے استغفار وحمد کرنا مندوب ہے
حدیث انس مین آیا ہے حضرت جب خلا مین جاتے کہتے اللهم انی اعوذ بک من الخبث
والخبائث اخرجہ الجماعۃ جب باہر آتے کہتے الحمد لله الذی اذهب عنی الاذی
اخرجہ ابن ماجۃ باسناد صالح عائشہ نے کہا غفرانک کہتے رواہ ابن حبان وغیرہ
اسکے سوا اور الفاظ بہی آئے ہین لکن اس قدر ذکر مختصر تو ضرور ہی کرے اور سوراخ مین حدث
وبول نکرے اور نہ کہڑے ہوکر مگر عذر سے اور بائین چپ پر معتمد ہو اور جس جگہ وضو کرے
یا نہائے وہان پیشاب نکرے داہنے ہاتہہ سے پانی ڈالے بائین ہاتہہ سے بدن ملے اور
وقت استنجا کے بدن کو سست چہوڑ دے باطن مین پانی پہنچانا ضرور نہین ہے

# ترکیب وضوکی یہ ہے

جو شخص مکلف ارادہ نماز کا کرے تو بعد طہارت کے حدث سے پہلے بسم اللہ کہے کیونکہ حدیث ابوہریرہ مین آیا ہے لا وضوء لمن لم یذکر اسم اللہ علیہ اخرجہ احمد وابوداؤد وابن ماجۃ والترمذی فی العلل وغیرھم یعنی بے بسم اللہ کہنے کے وضو نہین ہوتا ہے اس حدیث کی سند مین کوئی شئے ایسی نہین ہے جو اوسکو درجۂ اعتبار سے گرادے اور جس حدیث ابن عمر مین یہ آیا ہے من توضأ ولم یذکر اللہ کان طھورا لاعضاء وضوئہ اوسکی سند مین متروک ہے اسلئے محققین نے کہا ہے کہ وجوب تسمیہ کا ذاکر پر ہے نہ ساہی و ناسی پر پہر کلی کرے ناک مین پانی ڈالے کیونکہ قرآن مین ذکر وجہ کا کیا ہے وجہ مین دہن و بینی داخل ہین اور احادیث صحیحہ مین ثبوت مضمضہ و استنشاق کا آیا ہے یہ دونون امر وضو مین واجب ہین سنت کہنا انکا ضعیف ہے اسلئے کہ انکا امر کیا ہے اور امر واسطے وجوب کے آتا ہے پہر سارا منہہ دہوئے اسکا ثبوت کتاب و سنت دونون سے ہے اسکے وجوب مین کسیکا اختلاف نہین ہے پہر دونون ہاتہون کو مع کہنیون کے دہوئے بنص قرآن و سنت اسمین بہی کچہ خلاف نہین ہے خلاف کہنیون مین ہے حق یہی ہے کہ کہنیون کا دہونا واجب ہے اسلئے کہ حدیث جابر مین آیا ہے ادار الماء علی مرفقیہ رواہ الدار قطنی والبیہقی پہر فرمایا ھذا وضوء لا یقبل اللہ الصلوٰۃ الا بہ اسکی سند مین ایک راوی ضعیف ہے مگر مسلم مین حدیث ابوہریرہ سے آیا ہے انہ توضأ حتی شرع فی العضد ثم قال ھکذا رأیت رسول اللہ صلعم پہر سر پر ہاتہ پہیرے مسح کرنے مین کچہ خلاف نہین خلاف تعیین مین ہے کہ سارے سر پر مسح کرے یا بعض پر سو دونون طرح پر ثابت ہے پیشانی و عمامہ پر بہی مسح کرنا آیا ہے اور عمامہ کو اوٹہاکر مقدم راس پر بہی مسح کیا ہے سر کے ہمراہ دونون کانون کا بہی مسح کرے بہرحال مسح کرنا تنہا سر پر

اور مسح عمامہ پر اور بعض سر پر سب طرح پر صحیح و ثابت ہے پھر دونون پاؤن دہونے
غسل ہر دو پا کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے مسح انکا ثابت نہین اور جمع کرنا مسح و
غسل کا رائی مجرد ہے پاؤن مین دونون ایڑیان بھی داخل ہین ہان موزون پر مسح
کرنا آیا ہے اور حضرت کے قول و فعل سے بتواتر ثابت ہوا ہے مقیم ایک رات دن مسافر
تین دن تک مسح موزون پر کرے وضو شرعی جب ہی ہوگا کہ بہ نیت استباحت نماز کے
کریگا وضو مین دہونا ہر ایک عضو کا تین تین بار سواے سر کے اور بڑہانا غرہ و تحجیل کا
اور وضو سے پہلے مسواک کرنا اور دہونا دونون ہاتہون کا پہنچے تک قبل شروع کے
غسل دیگر اعضا مین مستحب ہے احادیث مین فضائل وضو کے بہت آئے ہین ہر عضو کے
آخر قطرہ پر گناہ ہر ایک عضو کے نکل جاتے ہین حتی کہ پاک صاف ہو جاتا ہے پورا وضو
کرکے نماز پڑہنے سے ایسا ہوتا ہے جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو مکارہ مین
وضو کرنا حکم رباط مین ہے وضو پر وہی شخص محافظت کرتا ہے جو ایماندار ہوتا ہے بلال رضی
عنہ جب وضو کرتے دو رکعت نماز پڑہ لیتے حضرت نے آواز اونکی جوتیون کی بہشت مین
آگے آگے اپنے سنی تہی رواہ ابن خزیمة مسواک کو مطہرۃ للفم مرضاۃ للرب فرمایا ہے
ہر وضو کے ساتہ مسواک کرنیکا اشارہ کیا ہے مسواک کرنا سنت مرسلین سے ہے جب وضو کر چکے
تب یہ ذکر کرے اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا
عبده ورسوله اسکو مسلم و ابو داود نے عمر رض سے رفعًا روایت کیا ہے اور فرمایا ہے
کہ جو کوئی بعد وضو یہ کہتا ہے تو اوسکے لئے آٹہون دروازے جنت کے کہل جاتے ہین
جس در سے چاہے وہ اوسمین جا سکے ترمذی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے اللهم اجعلني من التوابين
واجعلني من المتطهرين طبرانی مین حدیث ابو سعید خدری سے اتنا اور آیا ہے سبحانك
اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك پہر فرمایا ہے کہ
اسکو ایک کاغذ مین لکہہ کر مہر لگا کر چہوڑ دیتے ہین وہ مہر قیامت تک توڑی نہین جاتی

وانیٰ الجہنی زید بن خالد جہنی سے مرفوعاً کہا ہے من توضأ فاحسن وضوءہ ثم صلی رکعتین لا یسہو فیہما غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ روا ابوداؤد اس نماز کو تحیۃ الوضوء کہتے ہیں

## ترتیب تیمم کی

تیمم کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے جو کام وضو سے ہوتا ہے وہی کام تیمم سے بھی درست ہے یہ عوض ہے وضو اور غسل دونوں کا اسکے اعضا یہی چہرہ اور دونوں کف دست ہیں زمین پاک پر ایکبار ہاتھ مار کر وجہ و کفین پر مسح کرے یہ بات احادیث صحیحہ سے قولاً و فعلاً ثابت ہے جمہور بھی اسی طرف گئے ہیں اگرچہ بعض فقہا قائل دو ضربہ کے ہیں ایک واسطے وجہ کے دوسرا واسطے ہر دو دست کے کہنی تک اسمیں بھی نیت و بسم اللہ کہنا چاہئے نواقض اسکے وہی نواقض وضو کے ہیں یعنی جو چیز فرجین سے نکلے خود یا ریح یا جو چیز موجب غسل ہو جیسے جماع یا انزال اور خواب دراز اور اکل لحم شتر اور قی او رعاف و مس ذکر

## ترتیب غسل کی

غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے اگرچہ تفکر سے نکلے احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہیں اور التقاء ختانین اور حیض و نفاس و احتلام سے ہمراہ پائے جانے تری کے اور مرنے سے اور اسلام لانے سے کیفیت اس غسل واجب کی یہ ہے کہ پہلے نجاست کو دور کرے پھر وضو کرے پھر سر پر تین بار پانی ڈالے اور بالونکی جڑ میں پانی پہنچائے پھر سارے بدن پر پانی بہائے یا پانی میں غوطہ لگائے اور جس جگہ کا ملنا ممکن ہو اوسکو ملے یہ غسل جب ہی شرعی ہوگا کہ نیت رفع جنابت کی کریگا اسمیں بھی مضمضہ و استنشاق کرنا فرض ہے اور ستر کو ہاتھ نہ لگائے پھر سب کے بعد پاؤں دھولے صحیحین میں حدیث عائشہ آیا ہے کہ حضرت جب جنابت سے نہاتے تو پہلے دونوں ہاتھ دھوتے پھر دست راست

سے دست چپ پر پانی ڈالکر شرمگاہ کو دہوتے پہر نماز کاسا وضو کرتے پہر سارے بدن پر پانی بہاتے پہر دونون پاؤن دہوتے غسل مین شروع کرنا جانب راست سے مسنون ہے یہ بات حضرت سے قولاً و فعلاً و عموماً و خصوصاً صحیحین مین ثابت ہے اور غسل کرنا واسطے نماز جمعہ و عیدین کے اور اوسکو جسنے کسی میت کو نہلایا ہے اور واسطے احرام حج یا عمرہ کے اور واسطے داخل ہونیکے مکہ مین مشروع ہے سلف غسل جمعہ کو واجب جانتے تہے حدیث سے بہی اسکی ترجیح نکلتی ہے تیسری قسم طہارت کی پاکی ہے فضلات بدن سے یہ فضلات دو طرح پر ہوتے ہین ایک وہ میل کچیل ہے جو سر اور داڑہی کے بالونمین ہوتا ہے اوسکو کنگہی کرکے اور سر مین مٹی ڈالکر اور حمام مین نہاکر پاک کرے حضرت ہمیشہ سفر و حضر مین کنگہی رکہتے تہے میل کچیل سے صاف ستہرا رہنا سنت ہے آنکہہ کان کی میل کو انگلی وغیرہ سے صاف کرے دانتون کی میل کو مسواک سے پاک کرے باقی اعضاء بدن کا میل آلات سے دور ہو سکتا ہے اگرچہ میل کے ہونیسے طہارت باطل نہین ہوتی ہے دوسرے وہ فضلات ہین جنکی گنتی سات عدد ہے ایک سر کے بال انکا منڈانا پاکی سے نزدیک تر ہے مگر اہل شرف کو اور بعض کا رکہنا اور بعض کا مونڈنا شان اہل لشکر کے منع ہے دوسرے سبلت اسکا پست رکہنا سنت ہے تیسرے بغل کے بال اگر اوکہیڑ سکے بہتر ورنہ حلق کرے چالیس دن سے زیادہ تاخیر نکرے چوتہے موی شرمگاہ انکا دور کرنا آہک سے یا حلق سے سنت ہے ایک چلہ سے زیادہ دیر نکرے پانچوین ناخن انکو کترے تاکہ میل جمع نہو انگشت مسبحہ سے شروع کرکے ابہام پر ختم کرے ہاتہہ پاؤن سے اور جانب راست جانب چپ سے افضل تر ہے چہٹے ناف یہ وقت ولادت کے کاٹی جاتی ہے ساتوین ختنہ یہ مرد و عورت دونون کے لئے ہوتا ہے داڑہی یک مشت رکہے زیادہ کو تراش دے تاکہ حد سے تجاوز نکرے ابن عمر اور ایک جماعت تابعین اسی طرح کرتے تہے اور بعض نے کہا ہے کہ چہوڑ دے لکن اول اولی تر ہے *

# باب اول بیان مین اذان و نماز کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

## فصل بیان مین اذان کے

ابو سعید نے سمو عامرفوعاً کہا ہے لا یسمع مدا ہی صوت المؤذن جن ولا انس ولا شیٔ الا شهد له یوم القیامة رواه البخاری یعنی جہانتک موذن کی آواز جاتی ہے جن و انس اور جو چیز اوسکو سنتی ہے وہ دن قیامت کے موذن کے لئے گواہی دیگی یعنی ایمان کے اس طرح پر کہ یہ وہ شخص ہے جسنے تیرا نام پکارا تہا اس گواہی کا ثمرہ مغفرت ہے نار سے کیونکہ حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے یغفر للموذن منتهی اذنه ویستغفر له کل رطب ویابس رواه احمد وروی النسائی نحوه عن ابی هریرة وزاد وله مثل اجر من صلی معه یعنی موذن کو اوتنا اجر ملتا ہے جتنا کہ اوسکے ساتہہ کے نمازیون کو ملتا ہے بلکہ دوسری روایت ابو ہریرہ مین نزدیک ابو داؤد کے حضرت نے اذان کہنے والون کو دعا دی ہے اور فرمایا ہے اللهم اغفر للمؤذنین یہ دعا رسول صلعم کی انشاء اللہ تعالی خالی نہ جائیگی حدیث جابر مسلم مین فرمایا ہے کہ شیطان جب اذان نماز سنتا ہے چھتیس ۳۶ میل تک بھاگ جاتا ہے رواه مسلم معاویہ کی حدیث مین رفعاً آیا ہے کہ المؤذنون اطول اعناقاً یوم القیامة رواه ابن عمر نے رفعاً کہا ہے جسنے اذان دی بارہ برس اوسکے لئے جنت واجب ہوگئی ہر دن ساٹھہ نیکیان اذان پر اور تیس نیکیان اقامت پر اوسکے لئے لکھی جاتی ہین رواه الحاکم اور فرمایا ہے من بنی مسجدا لله بنی الله له قصرا فی الجنة اور فرمایا اذا رأیتم الرجل یعتاد المسجد فاشهدوا له بالایمان حدیث عمر مین ارشاد کیا ہے کہ جو کوئی اذان کا جواب دیتا ہے دل سے وہ جنت مین جائیگا رواه مسلم یعنی جو موذن کہے وہی سننے والا

بھی کہے مگر بجائے حی علی کے لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے یہ اجر سے جواب لفظی پر ملتا ہے
پھر پوری اجابت کا کیا ذکر ہے اجابت کامل یہ ہے کہ اذان سنکر حاضر مسجد ہو کر نماز جماعت سے
ادا کرے غرضکہ سننے والے کو لازم ہے کہ الفاظ اذان کے کان دیکر سنے اور جواب ہر لفظ کا جو
موذن کہتا جائے کہتا رہے کہ ثواب اسکا بہت پائیگا الفاظ اذان کے یہ ہین کہ اول
کہے اللہ اکبر مطلب چار بار کہنے کا اسطرح سمجھے کہ اللہ علم و قدرت و رحمت و شرف
کی راہ سے بہت بڑا اور سب سے زیادہ ہے اور کمال ان اوصاف کا سوا اوسکی ذات کے
کسی مین نہین ہوسکتا ہے جواب اللہ اکبر کا اللہ اکبر ہے اور جب وہ اشہد ان
لا الہ الا اللہ کہے تو یہ گواہی ہے توحید کی باواز بلند اور حاصل دو بار کہنے کا یہ ہے کہ
اول بار گواہی دیتا ہے زبان سے دوسری بار دل سے اور سننے والا بھی یہی کہے جب وہ
اشہد ان محمدا رسول اللہ کہے اور یہ گواہی ہے باواز بلند حضرت کی نبوت و رسالت
پر زبان و دل دونون سے سننے والا بھی یہی کہے جب وہ کہے حی علے الصلوۃ یعنی نماز کو
آؤ اول بار اشارہ ہے کہ تن سے آؤ دوسری بار اشارہ ہے کہ دل و جان سے آؤ اسکا جواب
اسطرح کہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ یعنی مجکو طاقت گناہ سے پھرنے کی اور قوت نیک
کام کرنے کی نہین ہے مگر اللہ کی توفیق سے کہ وہی صاحب طاقت و قوت ہے حی علے الفلاح
کہے تب بھی یہی جواب دے اور فجر کی اذان مین دو بول اور ہین الصلوۃ خیر من النوم یعنی نماز
بہتر ہے سونے سے اسکا جواب یہ ہے صدقت و بررت اور اللہ اکبر کا جواب وہی اللہ اکبر
ہے اول آخر اللہ کی بڑائی اور سب الفاظ کے آخر مین اللہ کی توحید ہے کہ یون کہے لا الہ الا
اللہ اسکے بعد دعا ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے جسنے اذان سنکر یہ کہا اللھم رب ہذہ الدعوۃ
التامۃ والصلوۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما محمودا الذی
وعدتہ حلت لہ شفاعتی یوم القیامۃ رواہ البخاری یعنی اس دعا پڑھنے والے
کی حضرت شفاعت کرینگے زہے نصیب سعد بن ابی وقاص سے رفعا کہا ہے جسنے اذان

سنکر یہ کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ و
رسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم رسولا
اوسکے اگلے گناہ بخشے گئے رواہ مسلم والترمذی حدیث انس بن مالک مین رفعاً
یہ بھی آیا ہے کہ دعا درمیان اذان واقامت کے مردود نہین ہوتی ہے پوچھا کیا دعا مانگین
فرمایا اللہ سے سوال عافیت کا دنیا وآخرت مین کرو رواہ الترمذی اقامت نماز مین بعد
اذان کے یہ الفاظ زیادہ ہین قد قامت الصلوۃ یعنی قائم ہوئی نماز اسکا جواب ایک
تو یہ ہے اقامھا اللہ وادامھا دوسرا جواب یہ ہے کہ جو کوئی اس لفظ کو سُنے وہ کھڑا ہو اور
نماز پڑھے اور بے عذر بیٹھا نرہے **مسئلہ** اذان دینا واجب ہے اسلئے کہ حضرت نے
اوسکا حکم دیا ہے ہر شہر مین ایک موذن کا ہونا چاہیے جو کہ بالفاظ مشروعہ بلا اجرت اذان
دے اور نماز کے وقت پر لوگونکو آگاہ کرے یہ اذان ایک عمدہ شعائر اسلام سے ہے روزگار
نبوت مین جب غازی لوگ کسی اہل قریہ کا حال نہ جانتے تو نماز کے وقت تک حرب نکرتے
اگر اذان سُنتے لڑنیسے باز رہتے اگر نہ سُنتے تو لڑتے جسطرح کہ مشرکون سے لڑتے تھے اور
جو شخص شہر مین نہو جیسے مسافر یا بیابان مین رہتا ہو تو وہ اپنے لئے آپ اذان واقامت
کہے اگر جماعت ہو تو اقامت سے نماز پڑھے اذان مین تربیع اور ترجیع شہادتین کی ثابت ہے
اور دلیلین افراد اقامت کی قوی تر ہین تشفیع کی دلیلون سے لکن تشفیع مشتمل ہے
زیادت پر جو بطریق معتبر ثابت ہے اسلئے عمل کرنا اوپر تشفیع پر متعین ہے یہ اذان وقت
دخول وقت نماز کے کہی جاتی ہے مگر اذان فجر کہ قبل دخول وقت کے بھی جائز ہے بدلیل
حدیث مرفوع سالم بن عبداللہ ان بلالا یوذن بلیل فکلوا واشربوا حتی تسمعوا اذان
ابن ام مکتوم رواہ الشیخان اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ رمضان مین دو اذان واسطے
صبح کے درست ہین

## فصل

نماز گزار پر واجب ہے کہ اپنا کپڑا اور بدن اور مکان پاک رکھے ستر چھپائے جمہور اسیکے قائل ہین اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ امور شرط صحت صلوۃ ہین دوسرون نے کہا سنت ہین لیکن حق یہی ہے کہ واجب ہے اگر بحالت ملابست نجاست نماز پڑہ لی ہے تو ہوگئی مگر واجب مین خلل آیا نہ نفس نماز مین آئیگا اوله مختلف ہین محل بسط اوسکا اور نہ ریشمی کپڑے مین نماز نہ پڑہے اور مخلوط مین اختلاف ہے اور نہ شہرت کے کپڑے مین اور نہ غصب کے کپڑے مین صحیحین مین بروایت ابو ہریرہ رفعاً نہی آئی ہے اشتمال صما سے کہ ایک چادر یا ازار پہنکر سر سے پاؤن تک ڈالے اور کوئی طرف اوسکے نہ اوٹھائے اسی طرح کپڑا لٹکانے اور ازار نیچا کرنے سے نہی آئی ہے کپڑے کو کمر مین نہ کہولنے اور بالون کو تاگے سے نہ باندہے نمازی پر یہ بہی واجب ہے کہ اگر کعبہ کو دیکہتا ہو یا حکم مشاہد مین ہو تو اوسکی طرف منہ کرے اور جو مشاہد نہو تو وہ بعد تحری کے رو بقبلہ ہوکر نماز پڑہے ✤

## فصل

نماز دین مسلمانی کا ایک ستون ہے اور بنیاد اسلام و پیش رو جملہ عبادات ہے جو کوئی نماز پنجگانہ کو وقت پر موافق اوسکے شرطون کے بجا لاتا ہے اللہ کے ساتہہ اوسکا عہد ہوجاتا ہے کہ وہ امن و حمایت مین رہیگا اور جب وہ کبائر سے بچا تو اب ہر گناہ جو اوسکے اوپر ہے تنہا یہ نماز اوسکو کفایت کریگی حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے لو ان نہرا بباب احدکم یغتسل فیہ کل یوم خمس مرات ھل یبقی من درنہ شیٔ قالوا لا یبقی من درنہ شیٔ قال ذلک مثل الصلوات الخمس یمحو اللہ بہن الخطایا رواہ الشیخان یعنی جو شخص ہر دن پانچ بار کسی نہر مین نہائیگا اوسکا میل کچیل کچہہ باقی نرہیگا یہی مثال نماز پنجگانہ کی ہے کہ سارے خطا

اوس سے دور ہوجاتی ہین ابو الدرداء کا لفظ مرفوع یہ ہے خمس من جاء بھن مع ایمان دخل الجنۃ الحدیث رواہ الطبرانی ابو ہریرہ کہتے ہین قبیلۂ قضاعہ مین دو بہائی تھے وہ مسلمان ہوگئے ایک شہید ہوگیا دوسرا ایک سال تک زندہ رہا طلحہ نے اوس دوسرے کو خواب مین دیکھا کہ وہ شہید سے پہلے بہشت مین گیا تعجب کیا اور حضرت سے یہ حال کہا فرمایا کیا اوسنے بعد شہید کے روزہ رمضان کا نہین رکھا اور چھہ ہزار رکعتین نہین پڑہین ایک سال کی نماز کا شمار بتایا دونون مین آسمان وزمین کا بُعد ہے رواہ احمد وابن حبان ابن عمر کہتے ہین ایک مرد نے حضرت سے پوچھا افضل اعمال کون عمل ہے تین بار سوال کیا ہر بار یہی فرمایا نماز پہر فرمایا جہاد راہ خدا مین الحدیث رواہ ابن حبان ثوبان کا لفظ مرفوعا یہ ہے اعلموا ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ رواہ الحاکم دوسرا لفظ یہ ہے کہ مینے حضرت سے کہا وہ عمل بتاؤ جس سے مین جنت مین جاؤن فرمایا علیک بکثرۃ السجود للہ تعالیٰ فانک لن تسجد للہ سجدۃ الا رفعک اللہ بہا درجۃ وحط بہا عنک خطیئۃ رواہ مسلم یعنی ہر سجدہ پر درجہ بڑہتا ہے گناہ مٹتا ہے ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے اقرب ما یکون العبد من ربہ عزوجل وھو ساجد فاکثروا الدعاء رواہ مسلم یعنی بڑا قرب اللہ کا بندہ کو سجدہ مین حاصل ہوتا ہے سو بہت سی دعا سجدہ مین کیا کرو حذیفہ کا لفظ یہ ہے ما من حالۃ یکون العبد علیہا احب الی اللہ من ان یراہ ساجدا یعفر وجھہ فی التراب رواہ الطبرانی مراد اس سجدہ سے نزدیک محققین کے نرا سجدہ ہے کہ یہ ایک عبادت مستقل ہے اسی لئے اسمین دعا کرنیکا حکم دیا ہے اور بعض کے نزدیک مراد نماز ہے کہ اوسمین سجدہ ہوتا ہے لکن اول اقوی واولیٰ ہے سو جب تنہا سجدہ سوجب قرب وحب خدا کا ٹھیرا تو پہر نماز جو بہت سے سجدون پہ مشتمل ہے جبکہ موافق شروط وارکان کے بحضور دل پڑہی جائیگی تو پہر اوسکی فضیلت کا کیا شمار ہوسکتا ہے یہ محض احسان عظیم ہے رب کریم کا اپنے بندۂ ظلوم وجہول پہ کہ اوسکو

رستہ نجات کا بتایا وسیلہ مغفرت کا بخشا ذریعہ حصول جنت کا عطا کیا ابن مسعود نے حضرت سے
پوچھا تھا کہ اَیُّ العمل احبُّ الی اللہ فرمایا الصلوٰۃ علی وقتھا رواہ الشیخان ام فروہ
کا لفظ اوّل وقتہا ہے رواہ ابو داؤد نماز کو آخر وقت پر کسل سے پڑھنا کام منافقین کا
ہوتا ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے صلوٰۃ الرجل فی جماعۃ تضعف علی صلواتہ فی بیتہ
وسوقہ خمسا وعشرین ضعفا الحدیث رواہ الشیخان یعنے نماز جماعت نماز سفر دسے
پچیس گنی ہوتی ہے انس نے رفعاً کہا ہے من صلی للہ اربعین یوما فی جماعۃ یدرک
التکبیرۃ الاولی کتب لہ براءۃ من النار وبراءۃ من النفاق رواہ الترمذی
یعنی چالیس دن تک جماعت سے نماز پڑھنا کہ تکبیر اولی فوت نہو موجب بچاؤ کا دوزخ
سے اور علحدگی کا نفاق سے ہے وللہ الحمد عمر کا لفظ مرفوع مسموع یہ ہے کہ ان اللہ
تعالی لیعجب من الصلوٰۃ فی الجمیع رواہ احمد یعنی اللہ کو نماز کا جماعت مین پڑھنا
بہت پسند آتا ہے پھر جتنی جماعت زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے
اور جو شخص جنگل و میدان مین اچھی طرح نماز باتمام رکوع وسجود پڑھتا ہے اوسکی نماز
پچاس گنی ہوتی ہے رواہ ابو داؤد عن ابی سعید الخدری یعنی اسکا درجہ نماز
جماعت سے بھی بڑھ کر ہے یہ حکم نماز فرض کا ہے رہی نماز نفل اوسکا گھر مین پڑھنا افضل ہے
اس امر کا حکم حدیث ابن عمر مین آیا ہے فرمایا ہے اجعلوا من صلواتکم فی بیوتکم
ولا تتخذوھا قبورا رواہ الشیخان ابن مسعود نے حضرت سے پوچھا تھا کہ کیا افضل ہے
نماز پڑھنا میرا گھر مین یا مسجد مین فرمایا تو نہین دیکھتا کہ میرا گھر کس قدر مسجد سے نزدیک
تر ہے سو اگر مین اپنے گھر مین نماز پڑھون تو یہ دوست تر ہے مجھکو اس بات سے
کہ مسجد مین پڑھون مگر نماز فرض رواہ ابن خزیمۃ زید بن ثابت کا لفظ یہ ہے کہ
حضرت نے فرمایا صلوا ایھا الناس فی بیوتکم فان افضل صلوٰۃ المرء فی بیتہ الا الصلوٰۃ
المکتوبۃ رواہ ابن خزیمۃ یعنی ای لوگو تم اپنے گھر مین نماز پڑھا کرو بہتر نماز وہ ہے

جو گھر مین ہو مگر نماز فرض اسی جگہہ سے علما نے کہا ہے کہ اگر مدینۂ منورہ مین بھی ہو تو
بھی بہ نسبت مسجد نبوی کے گھر مین نماز نفل و سنت کی پڑہنا افضل ہے انتظار کرنا نماز کا
بعد نماز کے حکم رباط مین ہوتا ہے منتظر کو ویسا ہی ثواب ملتا ہے جیسے کہ نماز گزار کو
ہر نماز کے لئے نمازہای پنجگانہ سے فضیلت جداگانہ احادیث صحیحہ مین آئی ہے اور تاکید
محافظت کی نماز صبح و عصر وغیرہا پر فرمائی ہے اسی طرح اختیار صف اول و تسویہ صفوف
و وصل صف و سد شگاف پر رغبت دلائی ہے اور ترک نماز سے عمداً اور اخراج وقت سے
بہت ڈرایا ہے حدیث جابر بن عبد اللہ مین فرمایا ہے بین الرجل وبین الشرك والکفر
ترك الصلوٰة رواه مسلم واهل السنن بالفاظ یعنی درمیان شرک و کفر و ایمان
کے یہی نماز کا فرق ہے اگر نماز ہے تو مومن ہے اور اگر نہین ہے تو کافر و مشرک
ہے زیاد بن نعیم حضرمی نے کہا ہے کہ حضرت نے فرمایا اربع فرضهن الله فی الاسلام
فمن اتی بثلاث لم یغنین عنه شیئاً حتی یاتی بهن جمیعا الصلوٰة والزکوٰة
وصیام رمضان وحج البیت رواه احمد وهو مرسل یعنے ان چارون چیز
کا ایک حکم ہے اگر تین کام کئے اور ایک کام انمین کا نہ کیا تو گویا کوئی کام بھی نہ کیا
یہ حدیث نہایت خوفناک ہے لکن اکثر خلق اس سے غافل ہے بہت لوگ نماز پڑھتے
ہین لکن زکوٰة نہین دیتے کوئی نماز و روزہ بجالاتا ہے مگر حج سے باوجود استطاعت کے
محروم ہے اسحق بن راہویہ نے کہا ہے حضرت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تارک نماز
کا کافر ہے ولذلك كان رأى اهل العلم من لدن النبی صلعم ان تارکها عمداً
من غیر عذر حتی یذهب وقتها کافر ایوب نے کہا ہے ترك الصلوٰة کفر لا یختلف
فیہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایک وقت کی نماز کا ترک کرنا موجب کفر ہے اگر اسی
حالت پر او سدم مر جائیگا تو کافر مریگا اوس شخص کا ذکر نہین ہے جو بالکل نماز نہین پڑہتا
ہے یا فقط رمضان و عیدین و جمعہ مین پڑھ لیتا ہے باقی ایام مین ناغہ کرتا ہے یہ حکم

ترک نماز کا ہے رہا تاخیر کرنا نماز کا وقت مقرر سے سو اللہ نے فرمایا ہے الذین ھم
عن صلوتہم ساھون سعد نے کہا مراد اس سہو سے حدیث انس وغیرہ نہین ہے
بلکہ اضاعت وقت ہے کہ اسمین یہانتک رہتے کہ وقت جاتا رہے ایک نوع تاخیر
کی یہ ہے کہ دو نمازون کو بغیر عذر کے ایک وقت مین پڑہے حدیث ابن عباس مین رفعا
اسکو منجملہ کبائر کے گنا ہے روا الحاکم ہان سفر اس حکم سے مستثنی ہے سفر مین
تقدیماً و تاخیراً جمع کرنا دو نماز کا حالت سیر مین احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ؛

## فصل

نماز شرعی نہین ہوتی ہے مگر نیت کے ساتھ سارے ارکان نماز کے فرض ہین جیسے قیام
رکوع اعتدال سجود پہر اعتدال پہر سجود پہر اعتدال پہر قعود واسطے تشہد کے مگر قعود تشہد
اوسط اسلئے کہ کوئی دلیل بالخصوص اسکے وجوب پر مثل تشہد اخیر کے نہین آئی ہے
اسی طرح جلسہ استراحت کہ وہ بہی بسبب نہ آنے دلیل وجوب کے مستحب ہے رہے اذکار
نماز سو منجملہ اونکے ایک تو تکبیر تحریمہ واجب ہے دوسرے فاتحہ پڑہنا ہر رکعت مین
اگرچہ مقتدی ہو بدلیل حدیث لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب تیسرے تشہد اخیر کیونکہ اسکا
حکم آیا ہے اور تشہد کے لیے کئی الفاظ وارد ہین سو نماز گزار جونسا تشہد پڑہے گا وہ کو
کافی ہوگا اصح تشہدات تشہد ابن مسعود ہے جو صحیحین مین آیا ہے اس لفظ سے التحیات
للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان
محمدا عبدہ ورسولہ بعض الفاظ مین اس حدیث کے یون آیا ہے کہ اذا قعد احدکم
فلیقل اسی تشہد کو حنفیہ نے بہی اختیار کیا ہے دوسرا تشہد ابن عباس کا ہے وہ مختار
شافعیہ ہے تیسرا تشہد عمر کا ہے وہ مختار مالک ہے سو اختلاف اختیار مین ہے نہ جواز ،

مین تشہد اول سب سے افضل تر ہے پھر ثانی پھر ثالث حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہر ہی کا حرف القرآن کلہا کاف شاف انتہی اور درود شریف کے الفاظ مین اصح تر یہ صیغہ ہے جو صحیح بخاری مین آیا ہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک حمید مجید اسکے سوا اور بہت صیغے آئے ہین سب کافی شافی وافی صافی ہین لکن یہ صیغہ اصح ہے اسی کا رواج بہی ہے محل اسکا تشہد اخیر ہے شافعی تنہا قائل اسکے وجوب کے ہین اور تشہد اوسط مین مستحب بتاتے ہین میرے نزدیک تشہد اول مین پڑھنا درود کا نہ پڑھنے سے بہتر ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے اذا فرغ احدکم من التشھد فلیتعوذ باللہ من اربع من عذاب جھنم ومن عذاب القبر ومن فتنۃ المحیا والممات ومن شر المسیح الدجال اخرجہ مسلم وغیرہ یہ صیغہ امر کا مفید ہے وجوب تعوذ کو اسکے سوا اور بہی ادعیہ آئے ہین جیسے اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم یہ دعا حضرت نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خاص نماز مین پڑھنے کے لئے سکہائی تہی رواہ الشیخان اور حدیث مرتضی علی مین آیا ہے کہ حضرت درمیان تشہد و تسلیم کے یہ دعا پڑھتے اللھم اغفر لی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی انت المقدم وانت المؤخر لا الہ الا انت اخرجہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی چوتہے سلام پہیرنا یہ بہی واجب ہے اسلئے کہ حضرت نے اسکو تحلیل نماز ٹہیرایا ہے بے اسکے نماز سے باہر نکلنا نہین ہو سکتا ہے تو تسلیم واجب ٹہیری گو ذکر اسکا حدیث مسیئی مین نہین آیا ہے حجۃ بالغہ مین بہی اشارہ طرف اسکے وجوب کے کیا ہے اسکو بقول ابن القیم پندرہ صحابی نے روایت کیا ہے کہ یمین و یسار

دونون طرف سلام کرتے تھے ان واجبات چہارگانہ کے سوا جو اور آداب وغیرہا نماز مین
ہین وہ سب سنن ہین اسلئے کہ ان مین کوئی دلیل ایجاب کی امر وغیرہا نہین آئی ہے وہ
سنن یہ ہین ایک یہ کہ چار جگہ مین ہاتھ اوٹھانے نزدیک تکبیر احرام کے اور وقت
رکوع کے اور نزدیک اعتدال کے رکوع سے اور وقت کھڑے ہونیکے تیسری رکعت
کے لئے احادیث صحیحہ اسپر دلیل ہین چار سو اخبار و آثار سے اوٹھانا ہاتھون کا ان جگہون
مین ثابت ہے گو نماز بے اسکے جائز کیون نہو دوسرے یہ کہ دونون ہاتھ وقت قیام
سینہ پر یا ناف پر یا دہیان ان دونون کے ضم کرے اس انضمام کو اٹھارہ صحابی نے
روایت کیا ہے خلاف اسکے حضرت سے نہین آیا خود امام مالک سے موطا مین روایت وضع
یدین علی الاخری کے آئی ہے اگرچہ مالکیہ ارسال کرتے ہین اونکو اس مسئلہ مین مغالطہ ہو گیا
امام صاحب کا ہاتھ زدوکوب خلیفہ کے وقت سے ٹوٹ گیا تھا اسلئے وہ ارسال مین معذور
تھے غیر اونکا ہرگز معذور نہین ہوسکتا ہے تیسرے یہ کہ بعد تکبیر تحریمہ کے دعا ی توجہ
پڑھے یہ دعا احادیث مین بالفاظ مختلفہ آئی ہے اور ہر صیغہ کافی ہے لیکن روایت ابوہریرہ
کی صحیحین مین جسکو متواتر کہا ہے یہ ہے اللہم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت
بین المشرق والمغرب اللہم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس
اللہم اغسلنی من خطایای بالماء والثلج والبرد واخرجہ ابوداؤد والنسائی
وابن ماجۃ ایضا تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے ہذا الحدیث اصح الاحادیث الواردۃ فی التوجہ
وینبغی العدول الی الاصح وان کان غیرہ من الصحیح مجزیا انتہی دوسرا صیغہ یہ ہے
وجہت وجہی للذی الخ اسکو مسلم نے علی مرتضی سے رفعا روایت کیا ہے تیسرا صیغہ
یہ ہے سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ
غیرک یہ حدیث عائشہ مین آیا ہے حنفیہ نے اسیکو اختیار کیا ہے مگر یہ موقوف ہے
نہ مرفوع اور شافعیہ نے وجہت وجہی کو اور اہل حدیث نے اللہم باعد کو ہی اولی و

افضل تر ہے بغوی نے کہا ہے کہ یہ اختلاف جو دعاء افتتاح و اذکار رکوع و سجود و مابعد
تشہد مین درمیان ائمہ کے ہے یہ اختلاف مباح ہے ہر کسی نے وہ ذکر جو نزدیک اوسکے
ثابت ہوا ذکر کیا مگر ایک دوسرے پر انکار نہین کرتا ہے انتہی یہ توجہ بلا خلاف بعد تکبیر کے
ہوتی ہے چوتھی سنت یہ ہے کہ بعد توجہ کے تعوذ کرے کیونکہ احادیث صحیحہ سے بعد
استفتاح اور قبل قرارت کے پڑہنا اوسکا ثابت ہوا ہے حدیث ابو سعید خدری مین آیا ہے
کہ حضرت اسطرح پر کہتے تھے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم و
من همزه ونفخه ونفثه اخرجه احمد واهل السنن قرآن مین آیا ہے فاذا قرات
القرآن فاستعذ باللہ من الشیطان الرجیم یعنے اعوذ کے بہی کئی طرح پر آئے
ہین اور سب کافی شافی ہین لکن یہ اصح ہے اسکے بعد بسم اللہ پڑہے اسلئے کہ یہ ایک
آیت ہے سورۂ فاتحہ سے بلکہ ہر سورت قرآن سے موافق قول قوی راجح کے اور جہر
واسرار بسملہ کا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے لکن بہتر ہے کہ نماز جہری مین جہر اور نماز سری
مین سر کرے کو ترک بسملہ جہر سے بہی نماز ہو جاتی ہے لکن فعل افضل کو جسمین کچہ زیادہ مشقت
بہی نہین ہے ترک کرنا دلیل ہوتا ہے تہاون و عدم رغبت کلی پر اور بعض نے یون
کہا ہے کہ ترک جہر بتسمیہ اولی تر ہے جہر سے اسلئے کہ روایات ترک جہر کی اکثر و اوضح تر
ہین روایات جہر سے واللہ اعلم پانچوین یہ کہ بعد فاتحہ کے آمین کہے اس باب مین قریب
سترہ حدیثون کے آئی ہین بلکہ مفید ہین وجوب تامین کو مقتدی پر جبکہ امام آمین کہے
جمہور اہل علم نے اوسکو مشروع کہا ہے حدیث عائشہ مین آیا ہے بڑا حسد یہود کو تمہاری
آمین کہنے کا ہے ابن القیم نے جہر بآمین کو راجح کہا ہے اور تنویر العینین مین فرمایا ہے
کہ تحقیق یہ ہے کہ جہر بآمین اولی تر ہے خفض سے اسلئے کہ روایت جہر اکثر و اوضح تر ہے
خفض سے انتہی حدیث وائل بن حجر مین تین بار کہنا آمین کا اور رب اغفرلی آمین کہنا اور
بصوت و رفع صوت کرنا باسناد صحیح و حسن آیا ہے رواہ احمد واهل السنن والطبرانی

والا بیہقی وغیرہ مر چپکے ہیں کہ سوا فاتحہ کے کچھ اور قرآن بھی ہمراہ پڑھے یہ بات احادیث
صحیحہ سے بخوبی ثابت ہے بلکہ نام سورتوں کے آئے ہیں کہ حضرتؐ نے نماز صبح مین فلان
سورۃ اور ظہر مین فلان اور عصر مین فلان اور مغرب مین فلان اور عشا مین فلان فلان
پڑھتے تھے لہذا افضل یہی ہے کہ اوسی طریقہ پر سالک ہو گو ہر سورت اور ہر سہ آیت
کتاب اللہ کی واسطے قراءت کے کفایت کرتی ہے حدیث قتادہ مین آیا ہے کہ حضرت
دو رکعت اول ظہر مین دو سورت پڑھتے اور دو رکعت اخیر مین فقط فاتحہ پڑھتے تو
قراءت سورت کی کچھ واجب نہین ہے بلکہ واجب قراءت قرآن بغیر تقیید کے ہمراہ
فاتحہ کے ہے بلکہ مجرد ایک آیت بھی کفایت کر سکتی ہے ظہر و عصر مین چپکے پڑھے
اور فجر و مغرب و عشا مین جہر کرے فجر مین ساٹھہ آیت سے سو آیت تک اور عشا مین
سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل اذا یغشی اور مثل انکے قراءت کرے اور
ظہر فجر پر اور عصر عشا پر محمول ہے اور بعض روایات مین حمل ظہر کا عشا پر اور عصر کا
مغرب پر آیا ہے اور بعض مین ذکر قصار مفصل کا مغرب مین مروی ہے ساتوین یہ کہ
تشہد اوسط کرے اسکے لیئے کوئی الفاظ خاصہ نہین آئے ہین وہی تشہد اخیر اس جگہ
بھی پڑھتے اتنی بات ہے کہ اس تشہد مین جلدی و شتابی کرے حدیث ابن مسعود
مین آیا ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحیات الخ
رواہ احمد والنسائی سو یہ کچھ نافی زیادت درود کو نہین ہے حدیث کعب
بن عجرہ مین شرعیت درود کی تشہد مین مقترن بسلام آئی ہے رواہ الشیخان
یہ تشہد اوسط اور اسمین بیٹھنا اسلیئے واجب نہین ہے کہ حضرتؐ نے اسکو سہواً ترک
کر دیا تھا جب صحابہ نے تسبیح کی تو آپنے اعادہ نہ کیا بلکہ سیدہے کھڑے ہو گئے اور سہو
کے لیئے سجدہ کیا اگر واجب ہوتا تو وقت آگاہ کرنیکے عود کر لیتے آٹھوین یہ کہ ہر
رکن کے ذکر کو جو جس جگہہ کے لیئے آیا ہے بجا لائے جیسے تکبیرات رفع و خفض و قیام

و تعوذ پہ سر رکوع مین سبحان ربی العظیم کہے تین بار اور سجدے مین سبحان ربی الاعلی تین بار یہ ادنی درجہ ہے رواہ ابوداؤد والترمذی
عن ابن مسعود مرفوعا عائشہ کا لفظ یہ ہے کہ حضرت رکوع وسجدہ مین سبحانک
اللھم ربنا ولک الحمد اللھم اغفر لی بہت کہا کرتے تھے رواہ الشیخان
واہل السنن دوسری روایت عائشہ کی یہ ہے سبحانک ربی وبحمدک اللھم
اغفر لی رواہ مسلم عقبہ بن عامر کا لفظ مرفوعا یون ہے کہ حضرت رکوع وسجدہ مین
سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح بہت کہا کرتے تھے رواہ احمد و
ابوداؤد والنسائی اسکے سوا ایک ذکر رکوع کا یہ ہے اللھم لک رکعت وبک
آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری ومخی وعظامی وعصبی رواہ
مسلم من حدیث علی بن ابی طالب اور سجدہ مین یون کہتے تھے اللھم
لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ
وشق سمعہ وبصرہ تبارک اللہ احسن الخالقین اخرجہ ابوداؤد والنسائی
اور کہنا سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا ولک الحمد کا وقت سر اوٹھانے
کے رکوع سے یہ ذکر امام ومقتدی ومنفرد سب کو چاہیے یہی قول اولی واقوی ہے
بدلالت احادیث ابن عباس نے کہا ہے حضرت جب اپنا سر رکوع سے اوٹھاتے کہتے
اللھم لک الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما بینھما وملاء ما شئت
من شیء بعد اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع
لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد رواہ مسلم
دوسری روایت مسلم مین حدیث ابوہریرہ سے آیا ہے کہ حضرت سجدہ مین یون کہتے
اللھم اغفر لی ذنبی کلہ دقہ وجلہ واولہ وآخرہ وعلانیتہ وسرہ رواہ ابوداؤد
ایضا اور ذکر درمیان دو سجدون کے سو حدیث ابن عباس مین آیا ہے کہ حضرت درمیان

دونون سجدون کے یون کہتے تھے اللھم اغفر لی وارحمنی واجبرنی واھدنی وارزقنی رواہ اھل السنن وصححہ الحاکم تو بینی یہ کہ نماز مین بہت سی دعاکرے حدیث ابن مسعود مین فرمایا ہے ثم لیتخیر من الدعاء اعجبہ فید عو رواہ البخاری اسمین نمازی کو اختیار دیا ہے کہ جونسی دعا چاہے خواہ کلام نبوت اور خواہ اپنے کلام سے وہ دعا کرے اور مطالب دنیا و آخرت کے مانگے پھر ملول کرے یا قصر کچھ حرج نہین بہتر یہ ہے کہ ادعیہ قبل سنن رواتب کے بجا لاوے کیونکہ بعض اذکار مین اسپر دلالت ہے جیسے من قال قبل ان ینصرف ویثنی رجلہ یا جیسے قول راوی کا کان اذا سلم من صلوتہ یقول الخ اور بعض مین صریح اسپر دلیل موجود ہے جیسے دبر کل صلوۃ بالجملہ سارے ادعیہ بمنزلہ آخرت قرآن شریف کے ہین جونسی دعا کوئی پڑھیگا انشاء اللہ تعالیٰ ثواب موعود پالیگا

# فصل

جن چیزون سے نماز باطل ہو جاتی ہے ایک وہ نہین سے بات کرنا ہے اندر نماز کے دوسرے مشغول ہونا ہے ایسے کام مین جو جنس نماز سے نہین ہے جیسے کپڑا سینا یا تجارت کرنا یا بہت سا چلنا یا دیر تک التفات کرنا تیسرے ترک کرنا شرط کا جیسے وضو چوتھے ترک کرنا کسی رکن کا عمداً اور جو چیز شرط یا رکن نماز نہین ہے اوسکے ترک کرنیسے نماز باطل نہین ہوتی ہے شرط کسی شئے کی وہ ہے جو کہ دلیل سے ثابت ہوئی ہو اور دلالت کرے انتفاء مشروط پر وقت انتفاء شرط کے مثلاً شارع یون کہے من لم یفعل کذا فلا صلوۃ لہ یا شارع نے تصریح کی ہو کہ ایسی نماز صحیح نہین ہے یا مقبول نہین ہے یا اوسپر اجر نہ ملیگا یا کسی مشروط کے بجالانیسے بدون اوسکے شرط کے منع کیا ہو کیونکہ نہی دلیل ہوتی ہے فساد پر اور فساد مرادف ہے بطلان کا اور یہی حق ہے رہا وجوب

کسی شئے کا مسنون ہونا بطلب شارع سے ثابت ہوتا ہے مجرد طلب سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ شئے کے واجب ہونیسے زیادہ کچھہ اور یہی ہو اس قاعدہ کو سمجھہ لینا چاہیئے تاکہ خبط وغلط سے سلامتی حاصل رہے جب یہ بات جان لی تو اب معلوم کرنا چاہیئے کہ نماز پنجگانہ اوس شخص پر واجب ہوتی ہے جو کہ مکلف ہے اور جو شخص اشارہ بھی نہین کر سکتا ہے اوسکے ذمہ سے نماز ساقط ہے اسی طرح بیہوش سے یہانتک کہ وقت نماز کا جاتا رہے اور بیمار کو درست ہے کہ کھڑے ہو کر پھر بیٹھہ کر پھر لیٹ کر نماز پڑھے یہ بات قرآن وحدیث دونون سے ثابت ہوتی ہے

## فصل

سنن رواتب کا جو ہمراہ نماز پنجگانہ کے پڑھے جاتے ہین بیہ بیان ہے کہ قبل وبعد ظہر کے چار چار رکعت اور قبل عصر کے چار رکعت پڑھے خواہ دو دو خواہ ایک ہی سلام سے حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے رحم الله امرءً صلی قبل العصر اربعا رواہ ابوداؤد واحمد وحسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان وابن خزیمۃ اس دعا نبوی کا مصداق بننا بڑی بختاوری ہے اور بعد مغرب کے دو رکعت اور بعد عشا کے دو رکعت اور قبل فجر کے دو رکعت ہین یہ مقدار احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور راجح وقوی ہے حدیث ام حبیبہ مین فرمایا ہے من صلی فی یوم ثنتی عشرۃ رکعۃ تطوعا بنی الله لہ بیتا فی الجنۃ رواہ مسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وفی روایۃ اخری من ثابر علی اثنتی عشرۃ رکعۃ من السنۃ بنی الله لہ بیتا فی الجنۃ اہل علم نے لکھا ہے لا ینبغی ان یترک النوافل فانھا جوابر للفرائض والفرض راس المال والنوافل بمنزلۃ الارباح احادیث بیانمین ان سنن کے آیندہ مذکور ہونگے انکے سوا نماز ضحی اور نماز تہجد ہے اکثر تہجد تیرہ رکعت ہے اسمین ایک رکعت وتر بھی داخل ہے وتر سنت ہے پانچ اور سات رکعت متصل بھی آیا ہے

تہجد کو دو دو رکعت اور چار چار رکعت کر کے پڑھنا درست ہے اور نو رکعت وتر
بھی آیا ہے وتر اوکد سنن ہے اور روایت تین رکعت وتر کی ضعیف ہے تنہا تین
رکعات متصلا آئی ہین پہلی رکعت مین سبح اسم اور دوسری رکعت مین کافرون
اور تیسری رکعت مین سورہ اخلاص و معوذتین پڑھنا آیا ہے پھر نماز تحیۃ المسجد
ہے کہ پہلے اوسکو مسجد مین جاکر پڑھ لے تب بیٹھے یہ نماز دو رکعت ہے جو اوقات ادا
نماز کے ہین اوسمین اندر مسجد کے بجالاے اس نماز کو اہل ظاہر واجب بتاتے ہین یہی قول
قوی ہے پھر نماز استخارہ ہے اسکی تعلیم کا حضرت کو ایسا اہتمام تھا کہ جسطرح کہ کوئی
سورت قرآن پاک کی سکھاتے تھے اوسیطرح اس نماز کی تعلیم بھی فرماتے تھے یہ دو رکعت
نماز ہے بخاری مین یہ نماز مع دعا استخارہ مروی ہے لفظ حدیث کا یہ ہے اذا ھم
احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل یعنی جب تم مین کوئی شخص
کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نماز سوای فرض کے پڑھے پھر یون کہے اللھم
انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسالک من فضلک
العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللھم
ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او
قال عاجل امری وآجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت
تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری او قال عاجل
امری وآجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم
ارضنی بہ پھر اپنے کام کا نام لے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ نے حجۃ اللہ مین
لکھا ہے وعندی ان اکثار الاستخارۃ فی الامور تریاق مجرب لتحصیل
شبہ الملائکۃ انتہی احادیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایکبار اس عمل کا کرنا کافی
کرتا ہے لیکن اکثر اہل علم تین دن تک برابر ایک وقت معین پر واسطے ایک کام کے

کیا کرتے ہین یہ شاید اسلئے ہوگا کہ آداب دعا مین سے ایک یہ ہے کہ ہر دعا کو تین بار کہے لکن ایک ہی بار ہمراہ دو رکعت نماز کے تین بار پڑہنا بہی اس دعا کا ہو سکتا ہے فوائد اس دعا کے اور ترکیب اوسکی ہمنے کتاب الداعو الی الدعاء اور کتاب فصل الخطاب فی فضل الکتاب مین لکہی ہے واللہ اعلم پہر دو رکعت نماز درمیان ہر اذان و اقامت کے آئی ہے یہ نماز حدیث صحیح مین وارد ہے لکن بعد تین بار کے یہ فرمایا تہا لمن شاء ❊

# فصل

نماز جماعت موکدترین سنن ہے جماعت بلا خلاف دو آدمیون سے منعقد ہو جاتی ہے اسلئے کہ اقل جمع دو ہوتے ہین پہر جسقدر جمعیت زیادہ ہوگی اوتنا ہی ثواب بہی زیادہ ہوگا اور نماز پیچہے مفضول کے درست ہے حضرت صلعم نے پیچہے ابو بکر صدیق وغیرہ صحابہ کے نماز پڑہی ہے بلکہ پیچہے ہر مصلی کے جو اچہی طرح پر ارکان و اذکار کو ادا کرے گو مجتنب معاصی سے اور متورع نہو کیونکہ شارع نے اعتبار حسن قرات و علم و سنن کا کیا ہے نہ ورع و عدالت کا لیکن امام کا منجملہ خیار کے ہونا اولی تر ہے مرد امامت عورت کی کر سکتا ہے نہ عورت امامت مرد کی اور فرض گزار پیچہے نفل گزار کے و بالعکس نماز پڑہ سکتا ہے مقتدی کو متابعت امام کی اوس کام مین واجب ہے جو کہ مبطل نماز نہو اور جس امام سے قوم ناخوش ہے یہ اون کا امام نہ بنے اور امامت کے وقت بہت ہلکی نماز پڑہے سلطان اور رب المنزل کو مقدم کرے پہر اقرء پہر اعلم پہر اسن کو امام کی نماز مین اگر کچہہ خلل پڑیگا تو اوسکا وبال امام پر ہوگا مقتدین کی نماز ہو جائیگی بدلیل حدیث ابو ہریرہ جو بخاری وغیرہ مین آئی ہے یصلون بکم فان اصابوا فلکم ولھم وان اخطاؤا فلکم وعلیھم سارے مقتدی پیچہے امام کے کہڑے ہون اور اگر ایک ہی شخص ہو تو داہنی طرف کہڑا ہو عورت اگر عورتونکی امامت کرے تو وسط صف مین کہڑی ہو عائشہ نے اسیطرح کیا تہا پہر پہلی صف مردون کی ہو پہر بچون کی پہر عورتونکی

مستحق صف اوّل کے عقلمند ہوشیار لوگ ہوتے ہین جماعت پر واجب ہے کہ صفوف کو برابر
کرے دراڑ کو بند کرے صف اوّل کو پہلے پورا کرلے پھر دوسری تیسری صف کو اسیطرح
آخر تک **ق** سہو کے دو سجدے ہوتے ہین پہلے سلام کے یا پیچھے اوسکے مگر بہتر
یہ ہے کہ جس جگہ حضرت نے پہلے سلام کے سجدۂ سہو کیا ہے وہان پہلے اور جس جگہ
پیچھے کیا ہے وہان پیچھے کرے اور ماعدا مین مختار ہے یہ سب سنت ہے داؤد ظاہری نے
کہا ہے حضرت سے پانچ بار سہو ہوا ہے اونہین جگہ ونمین سجدۂ سہو کرے اور جگہہ ضرور
نہین ہے حضرت کو اگرچہ نماز مین کبھی شک نہین ہوا لکن یہ فرمایا ہے کہ جسکو شک ہووے
یقین پر بنا کرے اور شک کا اعتبار نہ کرے اور سلام سے پہلے سجدۂ سہو کرے اس سجدہ
کے لئے تکبیر و تشہد و تحلیل درکار ہے یہ سب امر احادیث صحیحہ سے ثابت ہین سجدۂ سہو
ترک سنت پر مشروع ہے اور زیادت پر اگرچہ ایک ہی رکعت ہو اور شک پر عدد مین یہ تین
امر ہین جنمین سجدۂ سہو کیا جاتا ہے سو جب امام یہ سجدہ کرے تو موتم بھی اوسکا تابع ہو جاے
**ق** قضاء فوائت کی یہ صورت ہے کہ اگر عمداً نماز کو ترک کیا ہے نہ کسی عذر سے تو اللہ کا
فرض لائق تر ہے ساتھہ ادا کرنیکے جمہور اسکو واجب کہتے ہین اور ظاہریہ کا مذہب یہ ہے کہ
وہ عاصی ہوا اوسپر قضا واجب نہین ہے یہی مذہب ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی جمہور کے
پاس کوئی دلیل اس دعوی پر نہین ہے مگر حدیث خثعمیہ جسمین یون فرمایا ہے فدین اللہ
احق ان یقضی یہ حدیث دربارۂ صوم آئی ہے نہ دربارۂ صلوٰۃ ہان بنظر عموم شامل نماز
بھی ہوسکتی ہے اور جنکے نزدیک دلیل جدید چاہیے وہ قائل وجوب قضا کے نہین ہین
اور اگر کوئی نماز بسبب کسی عذر کے ترک ہوگئی ہے تو اوسکو وقت زوال عذر کے پڑھ لے وہ ادا
ٹھیریگی نہ قضا کیونکہ حدیث مین آیا ہے من نام عن صلوٰۃ او نسیہا فوقتہا حین
یذکرہا لکن اسمین علماء کا خلاف ہے حق یہی ہے کہ وہ وقت ادا ہے نہ وقت قضا
ہان اوسوقت مین پھر دیر نہ کرے ورنہ تارک عمد ٹھیریگا مگر نماز عید کہ اوسکو دوسرے دن

پڑھے نہ اوسی دن اسکی صراحت حدیث مین آچکی ہے **قف** نماز جمعہ مثل نماز
پنج گانہ کے ہر مکلف پر فرض عین ہے اور کتاب وسنت دونون سے ثابت ہے
مگر زن وبندہ ومسافر وبیمار پر واجب نہین ہے ہان اگر پڑہین تو اونکی خوشی ہے کوئی
مانع نہین ہے یہ نماز مثل سائر صلوات کے ہے سوا مشروعیت دو خطبون کے جو پہلے
اوس سے پڑہے جاتے ہین کسی بات مین مخالف اونکی نہین ہے دونون خطبون کے
بیچ مین بیٹھنا سنت ہے خطبہ منجملہ شعائر دین کے ہے اور جب سے مشروع ہوا ہے تب سے
ابتک ہر ملک عرب وعجم مین زبان عربی مین پڑہا گیا ہے نہ کسی اور زبان مین اسلئے عربی
ہی پر اقتصار کرنا مستحب ہے جماعت جمعہ دو آدمیون سے بھی ہو سکتی ہے اور چند مسائل
مین اندر شہر کے منعقد ہو جاتی ہے جو شروط فقہا نے واسطے اس نماز کے لکھے ہین
وہ سب غالبا بے دلیل ہین جیسے وجود چہل نفر یا مصر جامع یا سلطان یا نائب بادشاہ
یا حاکم ان اقوال پر کوئی نشان علم کا نہین ہے نہ انکا کچھہ نشان سنت وقران مین ملتا
یہ اقوال محض رای مجرد ہین وقت اس نماز کا وہی وقت نماز ظہر کا ہے اسلئے کہ یہ اوسکے بدل
مین ہے ہان امام احمد نے قبل زوال شمس کے بھی جائز رکھی ہے یہ بھی حق ہے اور قول
اول مذہب جمہور کا ہے جو شخص حاضر نماز جمعہ ہو اوسپر ضرور ہے کہ لوگونکی گردنون کو پامال
نکرے وقت خطبتین کے خاموش رہے اور صبح سے نہا دہو کر مسجد جامع مین جائے
یہ تبکیر مندوب ہے اسی طرح تجمل کرنا خوشبو لگانا امام کے قریب جاکر بیٹھنا مستحب ہے جسنے
ایک رکعت نماز پائی اوسنے جمعہ پالیا اور دن عیدین کے یہ نماز رخصت ہے چاہے پڑہے یا
نہ پڑہے **قف** نماز عیدین واجب ہے اگرچہ اسمین اختلاف کیا ہے یہ نماز دو رکعت
ہوتی ہے پہلی رکعت مین سات تکبیرات قبل قراءت کے اور دوسری رکعت مین پانچ پہلے
قراءت کے ہین اس تعداد مین جو حدیث ابی داؤد باسناد صالح آئی ہے بخاری نے
اوسکی تصحیح فرمائی ہے نووی نے کہا ہے یہ حدیث معتضد بشواہد ہے اس مسئلہ مین

وس مذہب ہین یہی سب مین ارجح ہے حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے عمل حرمین ۔ انتہی ہے ا
خطبہ اس نماز کے بعد ہوتا ہے تجمل کرنا عید مین اور شہر سے باہر نکلکر پڑہنا اور آنے
جانے کا راستہ بدلنا اور فطر مین پہلے اور اضحی مین پیچھے کچھہ کہانا مستحب ہے جب
آفتاب ایک نیزہ پر آئے اوسوقت سے زوال تک وقت اس نماز کا رہتا ہے عید فطر مین تاخیر
عید قربان مین تعجیل کرنا مستحب ہے اس نماز مین نہ اذان ہے نہ اقامت یہی بات
حدیث سے ثابت ہوئی ہے **قف** نماز خوف کو حضرت صلعم نے صفات مختلفہ پر پڑہا ہے
سولہ یا سترہ یا اٹہارہ طرح پر وہ ساری صفات کافی شافی ہین اور جب ڈر زیادہ ہو
اور جنگ ہو رہی ہو تو پیادہ سوار طرف غیر قبلہ کے نماز پڑہ سکتا ہے گو اشارہ ہی سے ہو
**قف** نماز سفر مین قصر واجب ہے جب اپنے شہر سے بقصد سفر باہر نکلے گو ایک ہی کوس کی
کم فاصلہ پر جائے تو دو رکعت بجای چار رکعت کے پڑہے مقدار مسافت سفر کی
تعیین سنت صحیحہ مین نہین آئی ہے لغت و شرع مین جسکو سفر کہین وہی اوسکی مسافت
ہے اور جس شہر مین بطور تردد مقیم رہے تو وہان بیس دن تک قصر کرے اور اگر
چار دن ٹہیرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پہر پوری ہی نماز پڑہے قصر نکرے سفر مین جمع کرنا دو نماز
کا تقدیماً و تاخیراً ساتھہ اذان و اقامت کے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اگرچہ بعض فقہاء کا
مذہب نہین ہے کما سیاتی **قف** نماز آیات سے مراد نماز کسوفین ہے اصح صفت یہ ہے
کہ یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے ہر رکعت مین دو رکوع ہین اور تین اور چار اور پانچ بہی
آئے ہین یہ نماز سنت ہے اسلئے کہ دلیل وجوب پر نہین آئی ہے مجرد فعل سنت سے زیادہ
افادہ نہین کرتا ہر دو رکوع کے بیچ مین قرارت کرے اور ہر رکعت مین ایک رکوع بہی
آیا ہے اسمین دعا و تکبیر و تصدیق و استغفار کرنا مستحب ہے نماز اتنی لمبی پڑہے کہ
مہر و ماہ گہن سے نکل جائین **قف** نماز استسقا وقت خشک سالی کے مسنون ہے
یہ نماز دو رکعت ہوتی ہے اسکے بعد خطبہ ہے جسمین ذکر اور ترغیب طاعت کی اور تحذیر معصیت

سے ہونا چاہئے امام مع اپنے ہمراہیون کے بہت سی دعا و استغفار کرے اور سب لوگ مع امام اپنی چادرون کو پہیرین

## فصل بیانمین نماز جنازہ و احکام میت وغیرہ کے

بیمار کی عیادت کرنا محتضر کو تلقین شہادت کی کرنا اوسکا منہہ طرف قبلہ کے پہیرنا بعد موت کے آنکہین بند کرنا اوسپر سورۂ یٰسین پڑہنا تجہیز مین شتابی کرنا مگر بسبب تجویز حیات کے پہر اوسکا ایک کپڑے مین لپیٹنا اوسکا قرض ادا کرنا سنت ہے اور بوسہ لینا مردہ کا جائز ہے حضرتؐ نے عثمان بن مظعون کا اور ابوبکر صدیق نے حضرتؐ کا بوسہ بعد انتقال کے لیا تہا مریض کو اپنے رب کے ساتہہ گمان نیک رکہنا اور ہر قرض و امانت و غصب وغیرہ سے متخلص ہونا واجب ہے زندون پر نہلانا مردون کا واجب ہے قریب اولی تر ہے ساتہہ قریب کے جبکہ اوسکی جنس کا ہو ورنہ شخص امین متورع غاسل بنے شوہر زوجہ کو اور زوجہ شوہر کو غسل دے جمہور اسیکے قائل ہین یہ غسل تین یا پانچ بار یا زیادہ آب و کنار سے چاہیئے پہر آخر مین کافور ہو غسل مین سیامن کو مقدم کرے شہید کو بلا غسل اوسی کے کپڑونمین دفن کر دے حضرتؐ نے شہداء احد وغیرہم کو بلا غسل دفن کرا دیا تہا بقیہ شہداء کو غسل دینا چاہیئے اوس قدر کفن جو مردہ کا ساتر ہو گو اور کچہہ نرکہتا ہو واجب ہے اور صورت مقدرت مین زیادہ کرنا کفن کا بدون گرانی قیمت کے لاباس بہ ہے شہید اپنے ہی کپڑونمین دفن کیا جاتا ہے جنمین مارا گیا ہے بدن و کفن میت کا تطییب کرنا مندوب ہے اور نماز جنازہ پڑہنا اوسپر واجب امام برابر سر مرد اور وسط زن کے کہڑا ہو کر چار یا پانچ تکبیرین کہے حدیث صحیح سے دونون عدد ثابت ہین بعد تکبیر اول کے فاتحہ و سورہ پڑہے اسکا ذکر بخاری و سنن مین آیا ہے باقی تکبیرات کے بیچ مین ادعیۂ ماثورہ قرأت کرے اور خائن اور قاتل نفس اور کافر و شہید پر نماز نہ پڑہے

قبر پر اور غائب پر نماز پڑہنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جنازہ کو جلد لیچلے ہمراہ جنازہ کے چلنا اور اوسکا اوٹہانا سنت ہے آگے اور پیچہے چلنے والا جنازہ کے برابر ہے سوار ہو کر جانا مکروہ ہے اور یعنی منیاحت وشق گریبان و دعاء ویل وثبور کرنا اور لیجانا آگ کا ہمراہ مردہ کے حرام ہے جو ساتہہ جاوے وہ نہ بیٹہے جب تک کہ جنازہ زمین پر رکہا نجاوے اور جنازہ کو دیکہہ کر کہڑا ہو جانا منسوخ ہے **دفن** مردہ کو ایک گڑہے مین دفن کرے جو کہ اوسکو درندون سے روکے ضرح لا باس بہ ہے اور لحد افضل ہے مردہ کو پایئن قبر سے داخل گور کرین سنت اسی طرح ہے اور دہنی کروٹ پر روبقبلہ لٹا وین حاضرین کے لئے مستحب ہے کہ تین تین لپ خاک کے اوسپر ڈالین اور ایک بالشت سے زیادہ قبر کو اونچا نکرین بلکہ برابر زمین کے رکہین تو اونچی موافق سنت صحیحہ کے ہے زیارت مردون کی کرنا مشروع ہے زائر روبقبلہ کہڑا ہو کر سلام کرے اور قبر کو مسجد ٹہیرانا اور اوسکی آرائش کرنا اور اوسپر چراغ جلانا اور اوسپر بیٹہنا اور مردون کو برا کہنا حرام ہے ہان تعزیت مشروع ہے اور اہل میت کو طعام بہیجنا درست ہے

## ترکیب نماز جنازہ کی

نووی رحہ نے ریاض الصالحین مین لکہا ہے کہ نماز جنازہ مین چار تکبیرین ہین بعد تکبیر اولی کے اعوذ پڑہے پہر فاتحہ یعنی مع سورہ پہر دوسری تکبیر کہے اور درود شریف پڑہے پہر تیسری تکبیر کہے اور دعا کرے واسطے میت کے وہ دعا یہ ہے اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه

وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار رواہ مسلم عن عوف بن مالک سرحم پهر یه دعا پڑہے اللهم اغفر لحينا وميتنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا وشاهدنا وغائبنا اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان پهر چوتهی تکبیر کہے اور دعا کرے احسن دعا یه ہے اللهم لاتحرمنا اجره ولا تفتنا بعده واغفر لنا وله رواه الترمذی عن ابی هريرة ورواه ابوداؤد من حديثه ومن ابی قتادة حاکم نے کہا یه حدیث ابی ہریرہ کی صحیح ہے شرط شیخین پر ترمذی نے کہا بخاری نے کہا ہے اصح روایات هذا الحديث رواية ابی ابراهيم الاشهلی واصح شئ فی الباب حديث عوف بن مالک انتهی مختار یه ہے که بعد تکبیر چہارم کے تطویل دعا کرے انتہی

## فصل بیان میں حفاظت کرنے کے نوافل نماز پر

ام حبیبه رمله دختر ابی سفیان نے کہا ہے مینے حضرت کو سنا فرماتے تھے ما من عبد مسلم يصلی لله تعالى كل يوم ثنتی عشرة ركعة تطوعا غير فريضة الا بنى الله له بيتا فی الجنة رواه مسلم والترمذی یعنی جو مسلمان ہر دن بارہ رکعت نماز نفل علاوہ نماز فرض کے پڑہیگا اللہ اوسکے لئے ایک گهر جنت مین بنائیگا مراد ان بارہ رکعت سے چار رکعت قبل ظہر کے اور دو بعد ظہر کے اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشا کے اور دو قبل نماز صبح کے ہین ترمذی مین یون ہی آیا ہے اور ابن خزیمه نے اپنے صحیح مین عوض دو رکعت بعد العشا کے دو رکعت قبل عصر کے زیادہ کی ہین یه سنن رواتب ہین نماز پنجگانه کے انمین ہر ایک سنت کے لئے فضیلت علیحدہ بهی آئی ہے دربارہ دو رکعت قبل صبح کے حدیث عائشه مین فرمایا ہے ركعتا الفجر خير من الدنيا وما فيها رواه مسلم دوسری روایت مین آیا ہے احب الى من الدنيا جميعا یعنی یه دو رکعتین سنت صبح کی ساری دنیا سے

بہت اور محبوب ترہین عائشہ کہتی ہین حضرت بہ نسبت ان دو رکعت فجر کے کسی نماز نفل کی زیادہ
ترخبرگیری نکرتے تھے رواہ الشیخان ابوہریرہ کا لفظ مرفوعاً یہ ہے کہ ترک نکرو دو رکعت
فجر کو اگرچہ تمکو سوار ہٹائین رواہ ابوداؤد حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے قل ھو اللہ احد
برابر ثلث قرآن کے ہے اور قل یا ایھا الکافرون برابر ربع قرآن کے حضرت ان دونون
سورتون کو دو رکعت سنت فجر مین پڑہتے تھے اور فرماتے تھے ان دونون رکعتون مین
رغبت دہر ہے رواہ الطبرانی **قف** حق مین سنت ظہر کے حدیث ام حبیبہ مین
ارشاد کیا ہے من یحافظ علی اربع رکعات قبل الظہر واربع بعدھا حرمہ اللہ
علی النار رواہ ابوداؤد والنسائی وفی روایۃ لم تمس وجھہ النار ابدا
یعنی جو کوئی ہمیشہ قبل و بعد ظہر کے چار چار رکعت پڑہیگا دوزخ اوسپر حرام ہوگی آگ
اوسکو نہ چہوئیگی ابو ایوب نے رفعاً کہا کہ ان چار مین جو قبل ظہر ہین سلام نہین ہے اسکے
لئے دروازے آسمان کے کہولدئے جاتے ہین رواہ ابوداؤد حدیث عبدالرحمن بن
حمید عن ابیہ عن جدہ مین فرمایا ہے صلوۃ الھجیر مثل صلوۃ اللیل رواہ الطبرانی
یعنی نماز ظہر کی برابر نماز شب یعنی تہجد کے ہے **قف** حق مین سنت عصر کے حدیث
ابن عمر مین رفعاً آیا ہے رحم اللہ امرءً صلی قبل العصر اربعا رواہ ابوداؤد والترمذی
ام حبیبہ کا لفظ مرفوع یہ ہے من حافظ علی اربع رکعات قبل العصر بنی اللہ عز وجل
لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابو یعلی یعنی جو کوئی چار رکعت قبل عصر کے ہمیشہ پڑہتا ہے اللہ
اوسکے لئے ایک گھر جنت مین بناتا ہے **قف** دربارۂ نماز مابین مغرب وعشا حدیث
ابوہریرہ مین یون فرمایا ہے من صلی بعد المغرب ست رکعات لم یتکلم فیما بینھن
بسوء عدلن لہ بعبادۃ ثنتی عشرۃ سنۃ رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ یعنی چھ رکعت
بعد مغرب کے پڑہنا برابر بارہ سال کی عبادت کے ہے عائشہ کا لفظ رفعاً یہ ہے من صلی
بعد المغرب عشرین رکعۃ بنی اللہ لہ بیتا فی الجنۃ رواہ ابن ماجۃ والطبرانی

یعنی بعد مغرب کے بیس رکعت پڑہنے پر ایک گہر جنت مین طیار کیا جاتا ہے **ق** نماز بعد العشا کے باب مین حدیث عائشہ مین آیا ہے ما صلی العشاء قط فدخل بیتی الا صلی اربع رکعات او ست رکعات رواہ ابوداؤد یعنی ہمیشہ بعد عشا کے گہر مین آکر چار یا چہہ رکعت نفل پڑہتے **ق** وتر کے حق مین حدیث خارجہ بن حذافہ مین فرمایا ہے قد امرکم اللہ بصلوٰۃ ہی خیر لکم من حمر النعم وہی الوتر فجعلہا لکم فی ما بین العشاء الاخرۃ الی طلوع الفجر رواہ ابوداؤد یعنی وتر کا وقت عشا سے لیکر تا صبح باقی رہتا ہے **ف** نوافل نماز کی کئی قسم ہے ایک وہ جن پر مواظبت کیجاتی ہے جیسے رواتب یہ سنن ہین دوسرے وہ جنکی فضیلت مین کوئی حدیث آئی ہے بلا مواظبت کے یہ مستحب ہین ہر قسم کے درجات کا تفاوت مطابق ورود اخبار اور بحسب طول و قصر مواظبت ہوتا ہے ولہذا کہا ہے کہ سنن الجماعۃ افضل وافضلہا صلوٰۃ العید ثم الخسوف ثم الاستسقاء وافضل سنن الانفراد الوتر ثم رکعتا الفجر پہر نوافل دو طرح پر ہین ایک وہ جنکا تعلق سبب سے ہے جیسے نماز خوف دوسرے وہ جنکا تعلق وقت سے ہے پہر یہ تین طرح پر ہین یا تو ہر رات دن مین مکرر ہوتے ہین یا ہر ہفتہ مین یا ہر سال مین تو یہ سب چار قسم ٹہیرے پس جو ہر دن رات مین بار بار آتے ہین وہ آٹہہ ہین ایک رواتب فرائض کے یہ پانچ ہوئے چہٹے نماز ضحی ساتوین احیاء ما بین العشائین آٹہوین تہجد اول دو رکعت فجر کا وقت طلوع فجر صادق مستطیر سے ہوتا ہے نہ صبح کاذب مستطیل سے انکا ادا کرنا قبل فرض فجر کے مسنون ہے لکن اگر اقامت فرض ہوگئی تو پہر فرض ہی پڑہے بعد فرض کے انکو ادا کرے اور مستحب یہ ہے کہ سنت صبح کو گہر مین پڑہے پہر مسجد مین آکر تحیۃ المسجد ادا کرے اور کچہہ نہ پڑہے مگر فرض یہان تک طلوع صبح و فکر و ذکر مین مشغول رہنا محبوب تر ہے **۲** دو رکعت بعد ظہر کے پڑہنا سنت موکدہ ہے اور چار پہلے ظہر کے پڑہے یہ تاکید مین دو رکعت مذکورہ سے کمتر ہین انکا وقت زوال شمس سے شروع ہوجاتا ہے **۳** چار رکعات

قبل عصر کے ہین انکا وقت وہ ہے کہ سایہ ہر شئے کا برابر اوس شئے کے ہو ۴ دو رکعت
بعد مغرب کے ہین انکا وقت اوس وقت سے ہے کہ زمین ہموار پر سورج آنکہون سے غائب ہو جاوے
اگر پہاڑ مین چھپ گیا ہے تو یہ وقت اونکا آمد سیاہی سے طرف مشرق کے ۵ چار رکعت ہین بعد عشا
کے ۶ وتر ہے یہ ایک رکعت سے گیارہ رکعت تک ہے اور تیرہ مین تردد ہے اور ایک حدیث مین
سترہ رکعتین آئی ہین یہ رکعات جنکا نام تہجد و وتر رکہا ہے یہ نماز شب ہے جسکو تہجد کہتے
ہین ۷ صلوۃ الضحی یہ آٹھ رکعتین ہین یا چار یا چھہ یا دو یا بارہ بھی صحیح ہے اسکا وقت
مابین ارتفاع آفتاب واستواء شمس کے ہوتا ہے ۸ احیاء ما بین العشائین یہ بیس رکعات
ہین **دوسری قسم** جو ہر ہفتہ مین مکرر ہوتی ہے- اسکو غزالی نے احیاء مین
ذکر کیا ہے جیسے چار رکعت دن شنبہ کے یا چار رکعت بعد سنت ظہر کے یا بیس رکعت
شب جمعہ مین یا دو رکعت دن دوشنبہ کے یا بارہ رکعت یا چار رکعت شب دوشنبہ مین
اسکو نماز حاجت کہتے ہین یا دس رکعت دن سہ شنبہ کے پہر بہر دن چڑہے یا بارہ رکعت
دن چہارشنبہ کے یا چھہ رکعت یا دو رکعت بین الظہرین دن پنجشنبہ کے یا دو رکعت
تسبیحۃ الضحی یا چار یا آٹھہ یا بارہ رکعت قبل نماز جمعہ کے یا دس رکعت بعد سنت
عشا کے یا چار رکعت دن شنبہ کے یا بارہ رکعت شب شنبہ مین پہر ان سب نمازون مین
جو سورتین پڑہی جاتی ہین غزالی نے اونکو نام بنام ذکر کیا ہے لیکن یہ نمازین کسی حدیث
سے ثابت نہین ہین ولہذا زیادہ تفصیل اسجگہ نہین کی گئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے
هی مما لم یرد فی عینه خبر لکن یرغب فیه من حیث انه مناجاة الله تعالی
انتہی مین کہتا ہون حدیث صحیح مین کثرت نوافل کو موجب اللہ کے تقرب کا فرمایا ہے
اسلیے یہ سب صلوات داخل ہین نیچے اوس کثرت کے بلکہ اگر اس سے بھی زیادہ پڑہے تو
اور بھی زیادہ مرتبہ بڑہے ومن زاد زاد اللہ فی حسناتہ لکن بلا خصوصیات مذکورہ کے
**تیسری قسم** وہ ہے جو ہر سال مین آتی ہے- وہ چار نمازین ہین ایک نماز عیدین

دوسرے نماز تراویح یہ بیس رکعتین ہین بلکہ تیس چالیس پڑہنا بہی جائز ہے پہر بعض نے کہا کہ جماعت سے پڑہنا اچہا ہے اور بعض نے کہا تنہا پڑہنا بہتر ہے حضرت اس نماز کے لئے دو یا تین ہی شب باہر آئے تہے پس لبر، پہر مسجد سے گہر مین پڑہنا انکا افضل ہے تیسری نماز رجب یہ بارہ رکعتین ہین درمیان عشائین کے اول جمعہ ماہ رجب مین اسکو صلوۃ الرغائب کہتے ہین یہ کسی حدیث صحیح یا حسن یا ضعیف سے ثابت نہین ہے بلکہ محققین نے اسکو بدعت کہا ہے مشتبہ سے بچنا دلیل قوت ایمان ہے چوتہی نماز شعبان یہ سو رکعتین ہین شب نصف ماہ مین اسکی بہی کچہہ اصل سنت مطہرہ سے ثابت نہین ہے چوتہی قسم جو متعلق اسباب عارضہ ہے وہ ایک نماز خوف ہے دوسری نماز کسوف تیسری استسقاء چوتہی نماز جنازہ یہ سب مشہور ہین پانچوین تحیۃ المسجد یہ دو رکعتین ہین سنت موکدہ یہ ساقط نہین ہوتین اگرچہ امام خطبہ جمعہ کا پڑہتا ہو اور ہرچند وقت کراہت مین ہون احیاء الاحیاء مین کہا ہے ولو اشتغل بفرض او قضاء تادی بہ التحیۃ وحصل الفضل اذ المقصود ان لا یخلو ابتداء دخولہ عن العبادۃ الخاصۃ بالمسجد قیاما بحق المسجد ولھذا اکرہ دخول المسجد بغیر وضوء فان دخل لعبور او جلوس فلیقل سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اربع مرار انتہی چہٹے دو رکعت بعد وضو کے ساتوین دو رکعت وقت آنے کے گہر مین اور نکلنے کے گہر سے خصوصاً وقت ارادہ و مراجعت سفر کے آٹہوین نماز استخارہ نوین نماز حاجت دسوین صلوۃ التسبیح یہ چار رکعتین ہین اسمین علماء کا اختلاف ہے یہ نماز کسی طریق صحیح سے ثابت نہین ہے اگرچہ ایک جماعت فقہاء وغیرہم نے اسکا ذکر کیا ہے اسکی حدیث کو محققین ضعیف بلکہ موضوع کہتے ہین احیاء الاحیاء مین کہا ہے اعلم ان تحیۃ المسجد وما اوردناھا قبلھا لا تکرہ فی الاوقات المکروھۃ وما اوردت بعدھا تکرہ انتہی مین کہتا ہون بہتر یہ ہے کہ اوقات مکروہہ مین دخل

مسجد میں ہو تاکہ جمیع بین الاداء حاصل آسکے اور جو نمازیں سنت صحیحہ سے ثابت نہیں ہیں اونکو اپنی
طرف سے پڑھنا اور اونکے لئے تعداد رکعات کی اور تخصیص سورتکی او خصوصیت اذکار کی اور شمار
تکرار اذکار کا مقرر کرنا کچھہ ضرور نہیں ہے سوا نماز پنجگانہ اور اون نمازوں کے جو حضرت
نے خود پڑھی ہیں جیسے تہجد وغیرہ یا جسکے پڑھنے کا حکم دیا ہے جیسے کسوف و استسقا وغیرہ
اور جس کیفیت سے اونکو پڑھا ہے اگر اور نماز پڑھنا منظور ہو تو پھر مطلق نیت تطوع سے رات دن
یا ہفتہ یا ماہ وار یا سال وار جسقدر رکعات پڑھنا ہو پڑھے کوئی مانع شرعی نہیں ہے یہ تو قول
صلوات چند کو رہ ہوئے اور اونپر کوئی نشان علم کا نہیں ہے یہ نمازیں اہل عبادت وسلوک نے واسطے
عمارت اوقات کے نکالی ہیں لیکن یہہ اونہیں وہ تخصیصتیں اور آداب مقرر کئے جس سے محققین
علماء کو یہ موقع ملا کہ وہ قائل اونکی ابتداع کے ہو لئے بنا بر علی ہذا اقتصار کرنا عبادات ثابتہ صحیحہ
پر احوط و اولی ہے فتمسک بسنة خير من احداث بدعة بلکہ بعض سلف نے فرمایا ہے
کہ جس عمل حسن کو حضرت نے نہیں کیا ہے وہ داخل غلو فی الدین ہے اللہ تعالی ایسے عمل
پر ہرگز اجر نہیں دیتا ہے جسکو اوسکے پیغمبر نے نہیں کیا ہے یا اوسکا حکم نہیں فرمایا ہے حلاوت
ایمان و طلاوت احسان و کرامت اسلام اسی میں ہے کہ لا یزید علیہ ولا ینقص منہ
جسطرح کہ ایک اعرابی نے حضرت سے انہیں ارکان خمسہ اسلام کو سنکر یہی مضمون عدم زیادت
و نقصان کا عرض کیا تھا اور اوسپر حضرت نے فرمایا تھا کہ یہ شخص بہشتی ہے واللہ اعلم بالصواب

**ف** مسافر کو جمع کرنا دو نماز کا سفر میں مسنون ہے حدیث انس میں آیا ہے کان
رسول اللہ صلعم یجمع بین الظہر والعصر وبین المغرب والعشاء فی السفر اخرجہ
احمد والبخاری وزاد عن ابن عمر عن ابیہ اذا جد بہ السیر رواہ مسلم ایضا
یہ جمع احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے لیکن مذاہب اہل علم اسمین مختلف ہیں شافعی و احمد و
اسحق موافق ظاہر حدیث کے ہیں جمہور کا قول بھی یہی ہے ایک جماعت کثیر صحابہ و تابعین
و ائمہ کی اسی طرف گئی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ وقت عذر سفر کے جائز ہے اسامہ بن زید

اور ابن عمر اور قول مشہور امام مالک کا یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وقت ارادہ قطع طریق
کے جائز ہے مگر ابن العربی نے کہا کہ نفس سفر قطع طریق ہے چوتھا قول یہ ہے کہ جمع مکروہ
ہے پانچواں قول یہ ہے کہ جمع تاخیر جائز ہے نہ جمع تقدیم ابن حزم نے اسی کو اختیار کیا ہے
چھٹا قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز نہیں ہے بسبب سفر کے بلکہ عرفہ و مزدلفہ میں جائز ہے
یہی مذہب ہے حنفیہ کا ابن مسعود و سعد ابن ابی وقاص بھی اسی طرف گئے ہیں ذکرہ ابن
رسلان فی کتاب دلائل الاحکام لکن قول راجح و قوی وہی قول اول ہے جسکی
طرف جمہور گئے ہین

# فصل بیان مین حقیقت و روح نماز کے

یہانتک جو کچھ کہا گیا ہے وہ بیان تھا کالبد و صورت نماز کا اس صورت کے لئے ایک
حقیقت ہے جو نماز کی روح ہے ہر عمل و ہر ذکر جو اندر نماز کے ہوتا ہے اوسکی ایک روح
جداگانہ ہوتی ہے کہ اگر وہ روح نہو تو نماز مثل آدمی مردہ اور قالب بے جان کے ٹھیرتی
ہے اور اگر اصل ہوئی لکن اعمال و آداب پورے نہوئے تو وہ مثل اوس آدمی کے ہوتی
ہے جسکی آنکھہ نکال لی ہے ناک کان کاٹ ڈالے ہین اور اگر اعمال ہوئے اور حقیقت
و روح نہوئی تو وہ مثل اوس آدمی کے ہے کہ وہ آنکھہ تو رکھتا ہے لکن بینائی نہین
رکھتا ہے کان رکھتا ہے لکن شنوائی نہین رکھتا ہے سو اصل روح نماز کی حاضر رکھنا دل کا
ہے ساری نماز مین اول سے آخر تک کیونکہ مقصود نماز سے یہی ہے کہ دل ساتھہ
اللہ کے راست و درست رہے اور اللہ کی یاد کو بر سبیل ہیبت و تعظیم کے تازہ و تر
کرے جسطرح فرمایا ہے واقم الصلوۃ لذکری یعنی میری یاد کرنیکے لئے نماز قائم
رکھہ ظاہر امر واسطے وجوب کے ہے اور غفلت ضد ذکر ہوتی ہے و لہذا فرمایا ہے ولا
تکن من الغافلین یہ نہی ہے اور ظاہر نہی تحریم ہوتی ہے اور فرمایا حتی تعلموا ما تقولو

یہ شامل غافل بہی ہے احیاءالاحیاء مین کہا ہے والتحقیق فیہ ان المصلی مناجی
ربہ والکلام مع الغفلۃ لیس بمناجاۃ انتہی حضرتؐ نے فرمایا ہے بہت سے لوگ ایسے
ہین کہ نصیب اونکا نماز سے سواے رنج و تہکنے کے اور کچہہ نہین ہے یہ اسلئے کہ وہ
لوگ کالبد سے تو نماز پڑہتے ہین مگر دل سے غافل ہین اور یہہ بہی فرمایا ہے کہ کسی کی
نماز مین ایک حصہ سے دس تک لکہتے ہین یعنی اوسقدر کہ جتنا دل نماز مین حاضر تہا
اور فرمایا ہے کہ تو نماز اس طرح پڑہ کہ گویا کسی کو تو وداع کرتا ہے یعنی اس نماز سے
آپکو اور اپنے ہواے نفس کو رخصت کر دے بلکہ جو کچہہ سوا حق کے ہے اوس سب
کو رستہ بتالے اسی جگہہ سے عائشہ نے کہا ہے کہ حضرت ہمسے باتین کرتے ہم
اونسے باتین کرتے جب وقت نماز کا آتا تو گویا ہرگز نہ وہ ہمکو پہچانتے اور نہ ہم
اونکو پہچانتے یعنی بسبب مشغولی کے عظمت خداتعالیٰ مین حضرت نے فرمایا ہی
جس نماز مین دل حاضر نہین ہوتا ہے اللہ اوس نماز کی طرف نہین دیکہتا حضرتؐ جب نماز
مین کہڑے ہوتے آپکا دل مثل ہانڈی کے جوش مارتا علی مرتضیٰ جب نماز کا ارادہ
کرتے کانپنے لگتے رنگ چہرہ کا بدل جاتا اور کہتے اوس امانت کے ادا کرنیکا وقت
آیا جسکو ساتون آسمان و زمین پر عرض کیا تہا اور اونکو طاقت اوسکے برداشت کی
نہوئی سفیان ثوری نے کہا ہے جو شخص نماز مین خاشع نہوا اوسکی نماز نہ ہوئی حسن
بصری نے کہا ہے جس نماز مین دل حاضر نہین ہے وہ نماز عقوبت سے نزدیک تر
ہے معاذ بن جبل نے کہا جو کوئی نماز مین عمداً نگاہ کرے کہ داہنے بائین کون کہڑا ہے
اوسکی نماز نہین ہوتی ہے **قف** ابو حنیفہ و شافعی اور بہت سے علماء نے
اگرچہ یہ بات کہی ہے کہ نماز درست ہے جبکہ وقت تکبیر اول کے دل حاضر و فارغ
ہو لکن یہ فتویٰ اس ضرورت کی وجہ سے دیا ہے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور اس
درستی کے یہ معنی ہین کہ تلوار اوسکی گردن پر سے اوٹہالیگی مگر زاد آخرت کے لئے

اوسقدر چاہیے کہ دل حاضر ہو بالجملہ وقت نماز پڑہنے کے دل اگر وقت تکبیر کے حاضر ہے تو
امید ہے کہ ایسے شخص کا حال بہ نسبت اوس شخص کے جو بالکل نماز نہین پڑہتا ہے بہتر
ہوگا لیکن اس بات کا ڈر لگا ہوا ہے کہ کہین اوسکا حال بدتر نہ ہو اسلیئے کہ جو کوئی تہاون
کے ساتہہ واسطے خدمت بجالانے کے حاضر ہوتا ہے شاید کہ تشدید اوسپر زیادہ کیجاتی
ہے بہ نسبت اوس شخص کے جو کہ اصلاً حاضر نہین ہوتا ہے اسی وجہ سے حسن بصری نے
یہہ بات کہی ہے کہ ایسی نماز عقوبت سے نزدیک تر ہے بلکہ جسکی نماز فحشا و منکر سے نہ روکے
اور باز نہ رکہے اوسکو نماز سے کچہہ فائدہ نہین ہوتا مگر اسی قدر کہ وہ اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے
فحشا سے مراد ہر بیحیائی کا کام ہے اور منکر سے مراد ہر امر خلاف شرع ہے یہہ دونون لفظ
شامل ہین جملہ مہلکات ظاہر و باطن کو اللہ نے فرمایا ہے ان الصلٰوۃ تنہی عن الفحشاء
والمنکر سو جسکی نماز اس صفت پر نہین ہے اوسکی نماز دراصل نماز ہی نہین ہے وہ
بمنزلہ بے نماز کے ہے اس سے معلوم ہوا کہ پوری نماز مع جان و تن کے وہ نماز ہوتی
ہے کہ جسمین دل حاضر اور خاطر فارغ ہو اور جو نماز ایسی ہے کہ اوسمین سوائے وقت تکبیر کے دل حاضر نہین
ہوتا ہے کہ اوسمین سوائے ایک رمق کے اور کچہہ حصہ روح کا نہین ہے جیسے وہ شخص زندہ کہ اوسمین فقط
ایک سانس باقی ہو درکہہ ہیچ قال فی احیاء الاحیاء والحاصل ان حضور القلب روح الصلٰوۃ وان
اقل رمق الروح الحضور عند التکبیر انتہی **فقط** دل کے حاضر کرنیکی علاج یہ ہے
کہ غفلت دل کی نماز مین دو سبب سے ہوتی ہے ایک ظاہر ایک باطن سبب ظاہر یہ ہے کہ
ایسی جگہہ نماز پڑہے کہ وہان کچہہ نظر آتا ہے یا سنائی دیتا ہے جسمین دل مشغول ہو جاتا ہے
کیونکہ دل تابع چشم و گوش ہوتا ہے اسکی علاج یہ ہے کہ نماز ایسی جگہہ مین پڑہے کہ خالی
ہو غل غپاڑا سے تاکہ کوئی آواز سنائی نہ دے اور تاریک جگہہ مین ادا کرے تاکہ آنکہہ کو
کچہہ سجہائی نہ دے یا آنکہہ بند کرلے اکثر عبادت کرنیوالے ایک ذرا سا گہر تنگ و تاریک
واسطے نماز کے بنالیتے تہے کیونکہ جاے فراخ مین دل پراگندہ ہو جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ

وقت نماز کے مصحف اور تلوار اور ہر قماش جو اونکے پاس ہوتا اوسکو جدا کر دیتے تاکہ دل اوسمین مشغول نہو سبب باطن یہ ہے کہ اندیشہ و خطرات پراگندہ جمع ہون یہ سبب زیادہ سخت تر و دشوار تر ہے اور یہ سبب دو طرح پر ہوتا ہے ایک اوس کام سے کہ کسی وقت دل اوسمین مشغول تہا اسکی تدبیر یہ ہے کہ اوس کام کو پورا کرے اور دل کو اوسکے طرف سے فارغ کر لے تب واسطے نماز کے کہڑا ہو اسی لئے حضرت نے فرمایا ہے کہ جب طعام شام و نماز عشا حاضر ہو تو پہلے کہانا کہا لے اسی طرح اگر کوئی بات کسی شخص سے کہنا ہے تو وہ بات اوسکو کہہ کے دل خالی کر لے دوسری طرح یہ ہے کہ ایسے کام کی فکر ہے جو ایک ساعت مین تمام نہین ہوتا ہی یا خود اندیشہ ہای پراگندہ جمع ہوتے ہین اور دل پہ غالب آجاتے ہین کیونکہ عادت اسی طرح پر ہے تو اسکی علاج یہ ہے کہ دل کو معنی ذکر و قران مین لگا لے جو قرارت نماز مین کرے کوئی سورت ہو یا آیت اوسکے مطلب و مراد مین غور کرنے لگے اس طرح پر اس خطرہ کو دور کرے اور اس تسکین کا اندیشہ کرے اگر سخت غلبہ نہو اور خواہش اوسکی قوی نہو اور اگر شہوت قوی ہے تو یہ اندیشہ اس طور پر دفع نہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل لے تاکہ مادہ علت باطن کا اندر سے بالکل اوکھڑ جائے یہ مسہل یون ہوتا ہے کہ جس چیز کا اندیشہ دامنگیر دل ہو اوس چیز کو ترک کر دے ؎

| گزشتم از سر مطلب تمام شد مطلب | | حجاب چہرۂ مقصود بود مطلبہا |
|---|---|---|

اگر یہ کام نکریگا تو ہرگز اس اندیشہ و خطرہ سے رہائی نہوگی ہمیشہ نماز اوسکی حدیث نفس سے آمیختہ رہیگی اس نمازی کی مثال اوس شخص کی سی ہے کہ وہ نیچے ایک درخت کے بیٹہے اور یہ چاہے کہ مین چڑیون کی چون چون نہ سنون اور ایک لکڑی لیکر اونکو بہگا لئے تو وہ اوڑ کر پہر اوسی درخت پر آ بیٹہین گی پس اگر اس مشغلہ سے رہائی چاہتا ہے تو تدبیر اوسکی یہ ہے کہ اوس درخت ہی کو جڑ سے اوکہیڑ کر پہینکدے جب درخت ہی نہوگا تو چڑیان کس پر آکر بسیرا کرینگی اسیطرح جب تک کہ خواہش کسی کام کی دل پر غالب و مستولی رہتی ہے

تب تک اندیشہاے پراگندہ اور خطرات گوناگون بالضرور اوسکے ساتھ لگے رہتے ہین
حضرت او ایک صحابی نے ایک جامہ علمدار تحفہ مین دیا تہا نماز مین اوسپر نظر پڑی اوسکو
اوتار کر پہرا ناکہ پٹرا پہینک دیا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نخلستان مین نماز پڑہتے تہے ایک چڑیا درختون
مین اوڑتی پہرتی تہی اور اوسکو رستہ نکلنے کا نہین ملتا تہا انکا دل ادس طرف مشغول ہو گیا
معلوم نہوا کہ کتنی رکعتین نماز کی پڑہی ہین حضرت کے پاس آکر یہ حال ذکر کیا اور اپنے دل کا
شکوہ کیا اور اسی قصور کے کفارہ مین باغ صدقہ کر دیا سلف نے اس طرح پر بہت کام
کئے ہین دل کے حاضر کرنے کی اونہون نے یہی علاج رکہی تہی غرضکہ اگر نماز سے پہلے اللہ
کا ذکر دل پر غالب نہو تو نماز مین حاضر نہوگا کیونکہ جب تک دل اس اندیشہ سے فارغ و آسودہ
و خالی نہوگا تب تک ہرگز نماز ساتھ حضور دل کی نہوگی سو جو شخص یہ چاہے کہ نماز ساتھ
حضور دل کے ادا کرے اوسکو یہ چاہئے کہ نماز سے پہلے علاج دل کی کر لے اور دلکو خالی کر لے یہ بات
یون ہوتی ہے کہ دنیا کے شغلون کو اپنے پاس سے جدا کر دے اور دنیا سے قدر حاجت پر قناعت
کرے اور اس قدر حاجت سے بہی مقصود اوسکا یہی ہو کہ عبادت کے لئے فرصت و فراغت
حاصل آئے بس اگر ایسا نکریگا تو دل نماز مین نہ لگے گا اور نہ قلب حاضر ہوگا مگر بعض
نماز مین قال فی احیاء الاحیاء اوحی اللہ الی موسی یا موسی اذا ذکرتنی فکن عند
ذکری خاشعا مطمئنا واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی
بقلب وجل ولسان صادق یا موسی قل لعصاة امتک لا یذکرونی فمن
ذکرنی ذکرتہ فاذا ذکرونی ذکرتہم باللعنة هذا فی عاص غیر غافل فکیف العاصی
الغافل علی هذا وقال بعض الصحابة یحشر الناس یوم القیامة علی مثال هیئاتہم
فی الصلوة من الطمانینة والهدو ومن وجود النعیم بها واللذة وهذا حق فقد
یحشر کل علی ما مات علیہ ویموت علی ما عاش علیہ انتہی پہر کہا ہے کہ الاصل المہیج
للخواطر حب الدنیا فمن مال الی شیء منہا لا یستعین بہا علی تحصیل الآخرة فلا

تصفو له لذة المناجاة في الصلوة فالداء النافع الاعراض عن امور الدنيا
ولم ارقه استبشع الطباع فبقيت العلة مزمنة والداء عضالا حتى ان
الاكابر عجزوا عن اداء ركعتين لا يحدثون فيهما انفسهم بامور الدنيا فاذن
لا مطمع لامثالنا وليت يسلم بعض صلوتنا فتكون ممن خلط عملا صالحا وآخر
سيئا انتهى اب یہ چاہیے کہ مسلمان نوافل زیادہ کردے اور دل کو بقدر چار رکعت کے حاضر کرے اور یون جانے
کہ نوافل مین فرائض کے نقصان کا جبر ہوتا ہی پھر نماز جماعت کا اہتمام کرے سلف مین جس شخص کی تکبیر
اول فوت ہوجاتی وہ تین دن تک اپنی تعزیت کرتا تھا اگر جماعت فوت ہوتی تو سات
دن تک تعزیت کرتا سعید بن مسیب نے بیس برس تک اذان مسجد ہی کے اندر سنی ہے بعضے
علماء سلف نے کہا ہے کہ جو شخص بلا عذر تنہا نماز پڑھتا ہے اوسکی نماز درست نہین ہوتی ہے الغرض
جماعت کو ایک امر مہم سمجھ اگر آداب امامت و اقتدا کو نگاہ رکھے **وقف** نماز کی حقیقت
وروح کو اس طرح پیدا کرتے ہین کہ سب سے پہلے نماز کی اذان سنتا ہے جب بانگ نماز کان
مین آئے جس کام مین ہو اوسکو چھوڑ کر دل طرف اوسکے لگائے سلف کا دستور یہی تھا
لوہار اذان سنکر وہین اپنا ہاتھہ کام سے روک لیتا کفش گر اوسی دم اپنا اوزار تھام لیتا
ذرا جنبش نکرتا سو اس ندا سے قیامت کی ندا کو یاد کرے جو کوئی سنتے ہی اس ندا کے
شتابی کریگا اوسکو وقت ندای قیامت کے سوای بشارت کے اور کچھہ رنج نہ پہنچے گا پھر اگر اس ندا سے
اپنے دل کو آلودہ شادی و رغبت پائے تو جان سکے کہ وہان کی پکار سے بھی یہی حال ہوگا طہارت
جامہ و بدن کو یہ سمجھے کہ ایک غلاف ہے روح اس طہارت کی یہ ہے کہ دل پاک صاف ہو
یعنی توبہ و ندامت و دوری اخلاق ناپسندیدہ سے کیونکہ دل نظارہ گاہ خالق ہے اور جگہہ
حقیقت نماز کی دل ہے رہا تن سو جگہہ صورت نماز کی ہے ستر چھپانے کا مطلب یہ ہے کہ
جو کچھہ چشم خلق مین اسکے ظاہر حال سے زشت نظر آتا ہے اوسکو اس نے چھپایا ہے آپ جو چھپا
باطن حال کے نظر مین حقتعالی کے زشت ہے اوسکو چھپانا چاہیے کیونکہ اللہ سے کوئی چیز

مخفی نہین رہ سکتی ہے سو باطن اسطرح پاک ہوتا ہے کہ حال گذشتہ پر پشیمان ہو اور پکا عزم کرے کہ پہ ایسا کام آیندہ نکرونگا اور حال مین اوس کام سے دست بردار ہو جائے حضرت نے فرمایا ہے توبہ کرنے والا گناہ سے مانند بے گناہ کے ہو جاتا ہے اگر یہ نہو سکے تو ایک پردہ تجاہت و بیم و شرم کا بنا کر اون عیبون کے منہہ پر ڈالے اور شکستہ و خستہ و شرمسار ہو کر ساتہے خدا کے کہڑا ہو جسطرح کہ کوئی غلام گنہگار ساتہہ دل پر تشویش کے سامنے اپنے آقای نامدار کے سر نیچے کیے ہوئے آتا ہے اور اپنی فضیحتون سے سخت خجل و شرمسار ہوتا ہے استقبال قبلہ کا ظاہر تو یہی ہے کہ ہر طرف سے منہہ پہیر کر ایک طرف کر لیتا ہے لکن بہید اسکا یہ ہے کہ روئے دل کو دونون عالم سے پہیر کر حقتعالی مین مشغول ہو تا کہ ایک صفت اور ایک حالت ہو جائے جسطرح کہ قبلہ ظاہر ایک ہے اسی طرح قبلہ دل بہی ایک ہے وہ قبلہ ذات حقتعالی ہے جب دل مین طرح طرح کے افکار و خطرات ہونگے تو فقط ظاہر مین وہ سب جوانب سے روگردان ہو گا نہ باطن مین سو جسطرح کہ وہ صورت نماز کی نہوئی اسیطرح حقیقت نماز کی نہوئی حضرت نے فرمایا ہے الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک رواہ الشیخان عن عمر رضی اللہ عنہ پس جو شخص نماز مین کہڑا ہوا اور اوسکے ہوی اور روئے دل اور خود دل تینون ساتہہ حقتعالی کے ہوئی وہ نماز سے یون پہرتا ہے جیسے کہ آج اوسکی مان نے اوسکو جنا ہو یعنی سارے گناہون سے پاک ہو جاتا ہے غرضکہ جسطرح روئے ظاہر کو قبلہ کی طرف سے پہیر لینے مین صورت نماز کی باطل ہو جاتی ہے اسی طرح جب روئے دل طرفسے حق کے پہر جاتا ہے اور اندیشے اوسپر ہجوم لاتے ہین اور خطرات ہر طرفسے اوسکو گہیرتے ہین اور وسوسے لگاتار آتے رہتے ہین تو حقیقت اور روح نماز کی باطل ہو جاتی ہے اسلیئے کہ ظاہر خلاف باطن کے ہو اور سارا کام جوانب کیا ہی وہ نرا لاف تہا لاف کی چندان قدر و منزلت نہین ہوتی ہے قیام کا ظاہر یہ ہے کہ جسم سے سامنے حق تعالی کے کہڑا ہو اور بندہ وار سر در پیش افگندہ ہو اور سر و حقیقت

پس جبکہ دل سارے حرکات سے ترک ہوجائے اور ملازم خدمت ہو تو بیشک خشوع ہوا [illegible]
اسوقت اپنا کھڑا ہونا قیامت مین سامنے خدا کے یاد آوے اور [illegible] دن [illegible]
اسرار آشکار ہوجاینگے سو اوسی طرح اس وقت بھی [illegible] کرے [illegible] آپ [illegible]
جو کچھ اسکے دل مین ہے اور جو [illegible] ظاہر اور باطن [illegible]
باطن وظاہر پر اسکے آگاہ ہے [illegible] کہ اگر ایک شخص صالح اسکو نماز پڑھتے
دیکھتا ہے تو یہ اپنے سارے اعضا کو ادب وسکون پر لگاتا ہے [illegible]
[illegible] ظاہر کرتا ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] اور نماز
شتابی والتفات نہین کرتا [illegible] حق تعالی اسکو دیکھ رہا ہے اسسے
شرم نہین کرتا ہے بلکہ ہر وادی مین [illegible] خطرات [illegible] اپنے
دل مین لاتا ہے [illegible] احسان [illegible] نہین کرتا [illegible] اور کیا
جہل ہوگا کہ ایک بندہ بیچارہ جسکے ہاتھ مین کچھ بھی نہین ہے شرماتا ہے اور
اوسکے دیکھنے سے باادب بیٹھا ہے اور اللہ کے دیکھنے کی کچھ پروا نہین کرتا اور ملک الموت
کی نظر سے نہین ڈرتا اسکو آسان جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک گروہ صحابہ کا نماز
مین اس طرح ساکن ہوتا تھا کہ چڑیان اونسے نہ بھاگتین بلکہ اونکو ایک جماد جانتین
سو جسم دل مین اللہ کی عظمت وجلالت وہیبت آرام پکڑتی ہے اور دیکھتا ہے کہ میرا
رب حاضر ناظر ہے اوسکے سارے اطراف وجوانب فروتنی خاکساری کرنے لگتے ہین
ایک شخص کو دیکھا کہ نماز مین ڈاڑھی پر ہاتھ لگاتا تھا کہا اگر اسکا دل خاشع ہوتا تو ہاتھ
بھی دل کی صفت پر ہوجاتا ظاہر رکوع وسجود بھی تواضع تن ہے لیکن مقصود اصلی اوس سے
خاکساری دل کی ہے چہرہ سب چیز کا جو کہ عزیز ترین اعضا ہے خاک پر رکھنا ایسی خواری ہے
کہ اوس سے بڑھکر کچھ نہین ہے اسلئے ہے تاکہ یہ بات جان لے کہ اصل اوسکی یہی مٹی
ہے اور وہ پھر اسی مٹی مین جاملے گا منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارة

[illegible] پر اپنا دل کسی بات پر کرے بلکہ اپنی ناکسی و بیچارگی کو خوب طرح پہچان لے اسیطرح
ہر [illegible] ایک سجدہ و نیت ہے کہ جب اوس سے غفلت ہوتی ہے تو نماز سے سوائے
[illegible] کے اور کچھ نصیب نہیں ہوتا قف نماز مین جو قرات و اذکار ہین ہر کلمہ
[illegible] ایک حقیقت ہے جسکا معلوم کرنا ضرور ہے کہنے والا اوسکا ایسا ہونا چاہیے
[illegible] کہنے مین صادق ہو جیسے اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ اللہ سب سے بڑا ہے کہ
[illegible] اپنی عقل و معرفت سے شناخت کر سکے اگر یہ معنی اسکو معلوم نہین ہین
[illegible] اور اگر سمجھ ہین لیکن اوسکے دلمین کوئی اور چیز اللہ سے زیادہ بڑی اور
[illegible] تو پھر وہ اس کہنے مین سچا نہین ہے اور اوس سے یہ بات کہی جاویگی کہ یہ کلمہ
[illegible] ہے لیکن تو کاذب ہے اسی طرح جب کسی شئے کا اللہ سے زیادہ مطیع ہوگا تو وہ چیز
[illegible] اللہ سے بزرگ تر ٹھہریگی اور وہ اوس شئے کو یا اوسکی [illegible] معبود ہوئی
افرأیت من اتخذ الٰہہ ہواہ جب وجہت وجہی کہا تو یہ معنی ہوئے کہ مینے اپنا
روئے دل ساری جہان سے پھیر کر طرف اللہ کے کر لیا اب اگر دل اوسکا اوس وقت کسی
اور چیز کی طرف نگران ہوگا تو یہ کہنا اوسکا دروغ ٹھہریگا اور جبکہ پہلی ہی بات مناجات
مین حقتعالی کے دروغ ٹھہری تو خطر اوسکا معلوم ہے جب حنیفا مسلما کہا
تو گویا دعوی مسلمانی کا کیا اور حضرت نے فرمایا ہے مسلمان وہ ہے کہ اوسکے ہاتھ
زبان سے سارے مسلمان سلامت رہین تو اب چاہیے کہ یہ نمازی اس صفت پر ہو
یا ارادہ و عزم اس صفت کا کرے کہ مجکو اس طرح پر ہونا چاہیے جب الحمد للہ کہے
اللہ کی نعمتون کو اپنے دل پر تازہ کرے اور سارے دل سے شکر گزار بنجائے اسلئے
کہ یہ کلمہ شکر کا ہے اور شکر دل سے ہوا کرتا ہے جب ایاک نعبد کہے حقیقت اخلاص کی
دل پر تر و تازہ ہو جائے سارے علاقے شرک جلی و خفی کے ٹوٹ جائین کسی کو سوا
اللہ کے لائق عبادت کے نہ جانے جب ایاک نستعین کہے تو ساری خلق سے ناامید ہو جائے

اور اللہ ہی کو اپنا معین و ناصر و ولی سمجھے جب اهدنا الصراط المستقیم کہے تو دل صفت تضرع و زاری پہ ہو کیونکہ ہدایت کا سوال کرتا ہے پہر اس سوال مین یہ خیال کرے کہ مین اپنے معبود قادر سے وہ چیز مانگتا ہون جو کہ اوسنے اپنے بڑے عالی رتبے مقبول بندون کو دی تہی جو انبیا و صدیقین و شہدا و صالحین ہین تعلیمًا اس سوال کی قدر و منزلت کرنا چاہئے اور تمام عمر وہ ہمت مانگنا لازم ہے پہر چہ بلکہ یہ خواستگار رحمت کا ہے اور اللہ کے دوستون کا راستہ ذکر کیا آداب اللہ کے دشمنون سے اسکو بیزاری ظاہر کرنا بہی ضرور ہوا کہ تمام اخلاص یہی ہے اسلئے مغضوب علیہم ضالین سے الگ ہوا پہر اس سوال کی اجابت لفظ آمین سے چاہئے اسی طرح ہر کلمہ تسبیح تہلیل و قراءت مین خیال کرے اور جسطرح کہ ان الفاظ کو جانتا ہے اوسی طرح پہ دل کو متصف معانی ان الفاظ سے کرے اسکی شرح بہت لمبی چوڑی ہے اگر حقیقت نماز سے بہرہ مند ہونا چاہتا ہے تو اس طرح نماز کیا کرے ورنہ پہر وہ ایک صورت بے معنی پر قانع ٹہیریگا ۔

| کس کام کا وہ کل ہی جس گل مین بو نہووے | | کس کام کا وہ دل ہے جس مین تو نہووے |
|---|---|---|

**قال تعالیٰ** قد افلح المومنون الذین هم فی صلوتهم خاشعون اسکے بعد ایمان اوس نماز پڑہنے کی جو ساتہہ خشوع ہے یہ فرمایا اولئك هم الوارثون الذین یرثون الفردوس احیاء العلوم مین کہا ہے قال الامام ما عندی ان هذه حركة اللسان مع غفلة القلب ینتهی درجتها الی هذا الحد وكان بعضهم من شدة غضه للبصر و اطراقه یظن بعض الناس انه اعمی وبعضهم لم یشعر بسقوط اسطوانة المسجد وقیل ان الصلوة من الآخرة فاذا دخلت فی الصلوة خرجت من الدنیا وقیل لبعضهم هل تذكر فی الصلوة شیئا فقال وهل شیء احب الی من الصلوة فاذكره فیها وكان بعضهم یخفف الصلوة خیفة الوسواس وقال بعضهم ان احب ان یسجد السجدة وعنده انه یتقرب بها الی الله تعالیٰ ولو قسمت خلویه فی سجدة

علی اهل مدینۃ هلکوا قیل وکیف ذلک قال یکون ساجدا عند اللہ وقلبہ مصغر الی هوی ومشاهد لباطل انتہی

## فصل بیان ترکیب نماز کی تقریر دیگر بطور مختصر

صورت ظاہری نماز پنجگانہ کی وہی ہے جسکے ارکان وآداب واحکام واذکار پہلی فصلوں مین گذر چکے ہین رہی حقیقت نماز کی سو اوسکا بیان بہی مختصر تقریر مین پہلے ہو چکا ہے اس جگہہ پر ترکیب نماز کی ایک سہل طریق پر لکہی جاتی ہے جو کہ جامع ہے درمیان صورت و معنی وظاہر وباطن کے سب سے پہلے اہتمام اسی بنیاد اسلام کا درکار ہے کیونکہ یہ عبادت ہر رات دن مین پانچ بار کرنا پڑتی ہے بخلاف روزہ وزکوٰۃ کے کہ وہ سال مین ایکبار فرض ہین اور بخلاف حج کے کہ وہ تمام عمر مین ایک بار واجب ہے پس بس ولہذا یہ نماز ساری عبادتون مین اعظم الشان اوضح البرہان انفع فی النفس اشہر فی الناس ہے شارع نے بیان مین فضل وتعیین اوقات وشروط وارکان وآداب ورخص ونوافل نماز کے اعتناء عظیم فرمایا ہے کہ اوس طرحکا اعتناء سائر انواع طاعات مین نہین کیا اسکو اعظم شعائر دین ٹہیرایا ہے یہانتک کہ یہ عبادت یہود ونصاریٰ ومجوس وبقایای ملت اسمعیلیہ مین بہی مسلّم تہی اگرچہ اوسکی تفاصیل واحکام مین تحریف وتبدیل کی دست درازی ہوئی ہے مگر شرع اسلام نے آکر اصلاح اوسکی فرمادی اور ملت اسلامیہ کو اونکے ملتون سے نہایت درجہ کا تمیز بخشا اور دربارۂ ادائے نماز تاکید بلیغ فرمائی یہانتک کہ یون ارشاد کیا کہ تم حکم دو اپنی اولاد کو نماز پڑہنے کا جبکہ وہ سات برس کے ہون اور مارو اونکو ترک نماز پر جبکہ وہ دس برس کے ہون اور جدا کرو اونکو بسترون مین یہ اسلیے ہے کہ بلوغ بچے کا دو طرح ہوتا ہے ایک حصول صلاحیت ہے سقم وصحت نفسانی مین اسدم اوس کو عقل آنے لگتی ہے سو امارت ظہور عقل کی سال ہفتم عمر ہوتی ہے سات برس کا بچہ ضرور

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نماز میں نقل کرتے لگتا ہے اور اسی [illegible]
کے اہتمام کی سال [illegible] ہے [illegible] وقت سلامت مزاج کے [illegible]
کہ اپنے نفع ونقصان کو [illegible] اور عبارت وتطہیر کرتے [illegible]
صلاحیت سے [illegible] اوقات میں ترک کرتے [illegible] اسی کے [illegible]
پہنچکر وہ ان حال [illegible] ہے کہ جب شفقت سخت اوٹھاتا ہے ہیں [illegible]
سیاسات مشہورہ میں اعتبار [illegible] حال کا کیا گیا ہے اور اونکو [illegible]
لاتے ہیں اور تمام [illegible] کیا گیا ہے اوسکا وقت [illegible] وہ سال ہے اسکی
علامت احتلام [illegible] عادۃ ہے [illegible] اعتبار میں اس اعتبار سے کہ نماز
ایک وسیلہ ہے درمیان بندہ اور مولی کے اور اسفل سافلین میں گرنے سے بچاتی ہے حکم
اوسکا وقت بلوغ اول کے کیا اور اس اعتبار سے کہ وہ منجملہ شعائر اسلام کے ہے اوس
اوسپر پکڑ دھکڑ کیجاتی ہے اور زبردستی پڑھوائی جاتی ہے خواہ جی چاہے یا نچاہے حکم
اوسکا حکم سائر امور کا ہے سو عمر دہ سالہ ایک برزخ ہے درمیان ان دو حدوں کے اور
جامع ہے ان دونوں جہتوں کو اس وجہ سے اوسکو ان دونوں طرف کے اعتبار سے ایک
حصہ دیا گیا ہے بہرحال اصل نماز کی تین چیزیں ہیں ایک خشوع کرنا واسطے اللہ کے
دل سے دوسرے ذکر کرنا اللہ کا زبان سے تیسرے غایت تعظیم کرنا اللہ کی بدن سے
اس قسم کا اسپر اجماع ہے کہ یہ ہر سہ امر منجملہ نماز کے ہیں اگرچہ وہ ماسوا میں انکے مختلف ہیں
حضرت نے غیر میں ان ہر سہ امر کی رخصت دی ہے مگر انمیں رخصت نہیں دی یا بلکہ
وہ نماز جو حضرت سے بتواتر روایت و توارث امت ماثور ہے وہ یہ ہے

## ترکیب نماز مطابق حجۃ اللہ البالغہ

تطہیر وستر عورت کے بعد کھڑے ہوکر روبقبلہ ہو اور دل سے اللہ کی طرف توجہ کرے

اور خالص اللہ کے لئے عمل بجالائے زبان سے اللہ اکبر کہے ہمراہ فاتحہ کے دو رکعت اول
مین سورت ملائے نہ رکعت سوم وچہارم مین پھر کمر جہکا کر رکوع کرے اور سر ہای انگشت
سے زانو پکڑکر مطمئن ہو پھر سر اوٹھا کر سیدہی کر کے کہڑا ہو پھر سجدہ کرے ہفت اعضا
پر یعنی ہر دو دست و ہر دو پای و ہر دو زانو اور وجہ پھر سر اوٹھا کر برابر ہو کر بیٹھے پھر
دوسرا سجدہ کرے یہ ایک رکعت ہوئی پھر ہر دو رکعت کے بعد بیٹھے اور تشہد پڑہے
اگر آخر نماز ہو تو حضرت پر درود بہیجے اور جو دعا چاہے وہ کرے پھر ملائکہ و مسلمین پر
سلام بہیجے فہذہ صلوۃ النبی صلعم لم یثبت انہ ترک شیئا من ذلک قط
عمدا من غیر عذر فی فریضۃ وصلوۃ الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم
من ائمۃ المسلمین وھی التی تواترت انھا مسمی الصلوۃ وھی من ضروریات
الملۃ انتھی اسکے بعد حکمت افعال نماز واذکار نماز کا بیان کیا ہے عوام کو اوسکی طرف
حاجت نہین ہے جسقدر جاننا اون حکمتون اور بہیدون کا ضرور ہے اوسکا بیان
ہو چکا اور کچھ آئیگا اس اجمال کی تفصیل مطابق سفر السعادۃ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم جب نماز کو کہڑے ہوتے اللہ اکبر کہتے تکبیر سے پہلے نیت زبان یا لفظ سے مروی
نہین ہے اللہ اکبر کے ساتھ ہی دونون ہاتھ اوٹھاتے کبھی برابر گوش کے اور کبھی برابر دوش کے پھر
داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر برابر سینہ کے رکھتے صحیح ابن خزیمہ مین اسیطرح پر آیا ہے پھر
دعای استفتاح پڑہتے یہ دعا کئی وجہ صحیح پر مروی ہے اسجگہ پر اصل کتاب مین سات صیغے
لکھے ہاین پھر اعوذ پڑہتے پھر فاتحہ اور بسم اللہ کو کبھی آواز سے اور کبھی آہستہ کہتے قرأت
آپکی مرتب و مرتل ہوتی ہر آیت کے آخر پر وقف کرتے اور کلمہ آخر کو کھینچتے آخر فاتحہ
پر آمین کہتے نماز جہری مین جہر سے نماز سری مین سر سے اور سارے صحابہ ہمراہ آپکے
آمین پکارتے اور نماز مین دو سکتون کی رعایت فرماتے ایک سکتہ درمیان تکبیر و
قرارت فاتحہ کے کرتے اور دوسرا سکتہ درمیان فراغ کے فاتحہ سے اور قرارت سورہ کے

اور کبھی درمیان قرارت و رکوع کے اس حساب سے تین سکتہ ہوتے ہین سکتۂ سوم غایت لطف و قلت مین ہوتا تہا نماز صبح مین بعد فاتحہ کے سورۂ مطول بقدر شصت آیت تا صد آیت کے پڑہتے کبھی سورۂ قاف کبھی سورۂ روم اور کبھی اتنی تخفیف کرتے کہ قرارت اذا زلزلت پر اقتصار فرماتے اور کبھی معوذتین پر جبکہ سفر مین ہوتے اور کبھی اذا الشمس کورت پر اور جمعہ کے دن نماز فجر مین سورۂ الم تنزیل السجدہ رکعت اول مین اور ہل اتی رکعت دوم مین پڑہتے وجہ تخصیص ان دو سورت کی ساتہہ جمعہ کی یہ ہے کہ انمین ذکر مبدء و معاد و دخول جنت و نار کا ہے اور یہ معانی دن جمعہ کے ہوئی تہی اور قیامت بہی دن جمعہ کے ہوگی اسلیئے لوگون کو اسدن یہ سور سُناتے جسطرح کہ محافل کلان و مجامع بزرگ مین سورۂ ق و اقتربت اور مثل اونکے پڑہتے ظہر کی نماز مین تطویل کرتے یہانتک کہ بعد اقامت کے کوئی شخص قبا تک جو دو کروہ ہے جاتا اور پہر آتا اور ہنوز رکوع رکعت اول کا نہ کیا ہوتا اور کبھی بقدر الم سجدہ کی رکعت اول مین پڑہتے اور کبھی سبح اسم ربک الاعلی یا سورۂ بروج یا واللیل یا انشقاق یا والسماء والطارق اور مانند اسکے اور عصر کی نماز نصف مقدار ظہر پر درازی مین ہوتی کبھی اس سے بہی کم نماز مغرب مین کبھی تطویل کرتے سورۂ اعراف دو رکعت مین پڑہتے ہر رکعت مین نصف نصف سورت کبھی والصافات و سورۂ حم دخان کبھی سبح اسم ربک الاعلی کبھی والتین کبھی معوذتین کبھی مرسلات کبھی قصار مفصل ان سور کا پڑہنا روایات صحیح سے ثابت ہے اور سنت یہ ہے کہ ایک طرز پر تخفیف و تطویل مین مواظبت نکرے بلکہ کبھی تطویل کبھی تخفیف موافق حال اور وقت کے عمل مین لائے نماز عشا مین معاذ رضی اللہ عنہ کے لیئے سورۂ والشمس و سبح اسم ربک الاعلی اور واللیل مقرر فرمائی تہی اور قرارت سورۂ بقرہ و نحوہا سے منع کیا تہا اور بعض احادیث مین آیا ہے کہ اذا السماء انفطرت و انشقاق و بروج و طارق کو مقرر کر دیا تہا نماز جمعہ مین سورۂ جمعہ

وسنافقین ہر ایک رکعت مین پڑہتے اور کبھی واسطے تخفیف کے سبح اسم و غاشیہ پڑہتے مگر آخر
سورۂ جمعہ کا رکعت اول مین اور آخر منافقین کا پڑہنا رکعت دوم مین مخالف سنت ہے
نماز عیدین مین سورۂ ق و اقتربت اور کبھی سبح اسم و غاشیہ پڑہتے آخر وقت تک اسی پر
مواظبت رکھے اسی لئے خلفاء راشدین بھی اسی راہ پر چلے صدیق رضی اللہ عنہ نماز صبح
مین سورۂ بقر پڑہتے تھے عمر صبح مین کبھی سورۂ یوسف و نحل پڑہتے اور کبھی سورۂ ہود و بنی اسرائیل
اگر نماز کا لنبا کرنا منسوخ ہوتا تو خلفاء راشدین ایسا کام نکرتے سنن نسائی مین ابن عمر سے
آیا ہے کہ کان صلعم یامرنا بالتخفیف ویؤمنا بالصافات معلوم ہوا کہ صافات کا پڑہنا
داخل ہے تخفیف مین باقی نمازون مین تعیین کسی سورت کی نہ فرماتے مگر اسی جمعہ
و عیدین مین ابن عمر نے کہا ہے مفصل مین کوئی ایسی سورت نہین ہے جسکو مین نے
حضرت سے سنا نہو طویل ہو یا قصیر کہ وہ اوسکو نماز فرض مین پڑہتے اور غالبا ہر سورت پوری
پڑہتے بر سبیل ندرت کبھی کوئی سورت واسطے بیان جواز کے ناتمام پڑہی ہوگی اور اگر
بعض سورت پر اقتصار کرتے تو اول سورت پر کرتے آخر سورت یا وسط سورت کا پڑہنا
مروی نہین ہے اور ہمیشہ پہلی رکعت دوسری رکعت سے درازتر ہوتی سب سے زیادہ
لمبی نماز صبح کی ہوتی تھی اسلئے کہ اللہ پاک کا نزول ثلث آخر شب مین تا انقضای نماز
صبح ہوا کرتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ طلوع فجر تک ہوتا ہے دونون طرح پر مروی ہے
**ف** جب قرات سے فارغ ہوتے ذرا ٹہیر کر تکبیر کہتے اور دونون ہاتھ اوٹہا کر
رکوع مین جاتے اور دونون کفدست سے زانو کو مضبوط پکڑتے اور کہنیونکو پہلو سے الگ
رکہتے اور پیٹھ کو سیدہا کر لیتے اور سر کو برابر پشت کے رکہتے نہ اونچا نہ نیچا اور تین بار
سبحان ربی العظیم کہتے اور کبھی اس ذکر سے سبحانک اللہم ملا لیتے درازی رکوع
کی غالبا اتنی ہوتی کہ کوئی دس بار سبحان ربی العظیم کہے سجود بہی اسی قدر رہتا اور
وہ جو صحیحین مین براء سے آیا ہے کہ آپکا قیام و رکوع و اعتدال و سجدہ و جلسہ مابین سجدتین

قریب بلکہ یکسان تہا سو محمول ہے قیام طویل پر اور جب قیام خفیف ہوتا تو سب ارکان خفیف
ہوتے یہ تاویل متعین ہے اسلئے کہ کبھی نماز شام مین سورۂ اعراف پڑہتے اگر اسی قدر سجود رکوع
اعتدال و جلسہ ہوتا تو نماز نیمۂ شب تک تمام ہوتی ہان کبھی رکوع و سجود وغیرہ بقدر قیام فرماتے
جیسے نماز خسوف کسوف مین یا نماز تہجد مین ورنہ غالب حال اعتدال تہا کبھی رکوع مین سبوح
قدوس الخ کہتے یہ نماز تہجد مین ہوتا تہا جب سر رکوع سے اوٹہاتے دونون ہاتہ اوٹہا کر
سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ان تین جگہ مین ہاتہہ اوٹہانا ثابت ہوا ہے اور کثرت
رُوات سے یہ بات تواتر کو پہونچی ہے چار سو خبر و اثر اس باب مین ثابت ہوئی ہین اور اسکو
عشرۂ مبشرہ نے روایت کیا ہے اسی کیفیت پر لا یزال رہے یہانتک کہ اس جہان سے
رحلت فرمائی اسکے سوا اور کچہہ ثابت نہین ہوا ہے رکوع سے سر اوٹہا کر سیدہے کہڑے
ہوتے اسی طرح بین السجدتین سیدہے بیٹہتے اور فرماتے جس نماز مین اندر رکوع و سجدہ
پشت راست نہین کیجاتی ہے وہ نماز کافی نہین ہوتی پہر ربنا لک الحمد کہتے اس رکن
کو لقدر رکوع کے دراز کرتے کبہی اس رکن مین دعای ملاء السموات والارض تا آخر
پڑہتے اور کبہی بار بار لربی الحمد لربی الحمد کہا کرتے اور کبہی اتنی دیر کرتے کہ جماعت کو یہ
گمان ہوتا کہ بہول گئے اسی طرح کبہی سجدہ مین تطویل کرتے کہ لوگون کو گمان نسیان ہوتا
سجدہ مین جاتے وقت ہاتہہ نہ اوٹہاتے البتہ تکبیر رفع و خفض مین کہتے اور زانو ہاتہون سے
پہلے زمین پر رکہتے پہر ہاتہہ پہر ماتہا پہر ناک ترتیب بدن پر رکہتے ہان مالک و اوزاعی اور
ایک گروہ اہل حدیث ہاتہون کا رکہنا پہلے زانو سے درست بتاتے ہین لکن جمہور کا قول
وہی ہے کہ پہلے زانو پہر ہاتہہ رکہے اور حضرت نے کبہی کور عمامہ پر سجدہ نہین کیا بلکہ پیشانی
کو خاک پر رکہا ہے اور کبہی گل و آب پر اور کبہی سجادہ و چٹائی پر اور کبہی پوست مدبوغ پر
پہر سجدہ مین ماتہا ناک زمین پر رکہتے اور ہاتہون کو پہلو سے جدا کر کے برابر دوش کے
زمین پر رکہتے اور فرماتے سجدہ مین کفین کو رکہو اور کہنیون کو اونچا کرو اور اونگلیون کو

رکوع مین کشادہ رکہتے اور سجدہ مین فراہم کیلیتے اور سبحان ربی العظیم وغیرہ کہتے اور تاکید
فرماتے کہ سجدہ مین خوب دعا کرو کہ سزاوار ہے کہ دعا قبول ہوتی ہے اور دعا دو طرح ہے ایک ثنا
وتمجید دوسرے طلب وسوال یہ دعای سجدہ دونون قسم کو شامل ہے اور اجابت بہی دو طرح
ہے ایک یہ کہ مسئول سائل کو دیا جائے دوسرے یہ کہ مقابل مین دعا کے ثواب ملے اجیب
دعوۃ الداع اذا دعان کی تفسیر دونون وجہ اجابت پر کی ہے یہی تحقیق یہی ہے انتہی
ما حصلہ اور حضرت سے سجدات نماز پنجگانہ مین دونون طرح کی دعا ماثور ہے ف رکعات
نماز شب مین برخلاف رکعات روز کے زیادہ تطویل کرتے یہانتک کہ ایک رکعت مین
سورۂ بقرہ وآل عمران ونساء پڑہتے لیکن گنتی رکعتونکی گیارہ سے زیادہ نہوتی اسی جگہہ
علما نے قیام وسجود مین اختلاف کیا ہے کسی نے کہا قیام افضل ہے کسی نے کہا سجود
افضل ہے بعض نے کہا شب مین طول قیام افضل ہے اور دن مین کثرت رکوع وسجود اور
بعض نے کہا یہ دونون رکن فضل مین برابر ہین قیام مین قرآن پڑہا جاتا ہے اور سجدہ مین
تذلل وخشوع ہوتا ہے اسلئے ذکر قیام افضل ہے ذکر سجود سے اور ہیئت سجود افضل ہے قیام
سے بہرحال جب سجدۂ اول سے سر اوٹہاتے بقدر سجدہ درمیان دونون سجود کے بیٹہتے
پہر رب اغفر لی الخ کہتے کبہی اتنی دیر لگاتے کہ گمان نسیان کا ہوتا جب دوسرے سجدہ
اوٹہنا چاہتے تو جلسۂ استراحت کرتے اسکو بعض نے سنت سمجہا ہے اور بعض نے حمل
حاجت پر کیا ہے جسکو حاجت نہین ہے اوسکے حق مین سنت بہی نہین ہے پہر اوٹہکر بے توقف
قراءت شروع کر دیتے اور جو سکتہ رکعت اول مین کرتے وہ باقی رکعات مین نہ کرتے
اور دوسری تیسری چوتہی رکعت مانند رکعت اول کے بجالاتے مگر چار چیز مین سکتہ
ودعای استفتاح وتکبیر احرام وتطویل کہ یہ مختص ہین ساتہہ رکعت اول کے جب تشہد
مین بیٹہتے پای چپ کو بچہاتے اوسپر نشست کرتے پای راست کو کہڑا رکہتے اور داہنا
ہاتہہ داہنی ران پر رکہکے عقد پنجاہ وسہ باندہتے اور انگشت مسبحہ کو کلمۂ تشہد پر اوٹہاتے

اور حرکت نہ دیتے اور تشہد اول کو سبک کرتے جب تیسری رکعت کو اوٹھتے دونون ہاتھ اوٹھا کر
تکبیر کہتے اور پڑہنا شروع کرتے اور رکعت دوم سوم مین غالباً قرادت فاتحہ پر
اقتصار کرتے اور احیاناً کوئی سورت مختصر بر سبیل ندرت پڑہ لیتے اور تشہد اخیر مین
پای چپ کو نیچے پای راست کے رکہتے اور مقعد کو زمین پر جماتے یہ کیفیت جلسہ اولی
مین ہرگز نہ تہی اس کیفیت مین علما کا اختلاف ہے چارون امام نے اس مسئلہ مین چار
قول اختیار کئے ہین اور ہر ایک قول کے ساتہہ ایک گروہ صحابہ و تابعین و علما کا موافق ہے خلاصہ
ترین سیاق بیان مین صفت نماز نبوی کی حدیث ابی حمید ساعدی سے ہے جسکو مسلم و ابن حبان
نے روایت کیا ہے اس حدیث مین آیا ہے وجلس علی شقه الایسر متورکا اور نماز
صبح مین کبہی قنوت پڑہتے اور کبہی ترک کرتے اور بسم اللہ کبہی جہر سے کہتے اور کبہی خفیہ
کہتے اور ظہر و عصر مین اسرار قرادت فرماتے کبہی بعض آیات کو آواز بلند سے پڑہ دیتے
کہ مقتدی سنتے مگر نماز مین التفات نکرتے اور التفات کو جاسوسہ شیطان فرماتے اور
بعد ہر دو رکعت کے التحیات پڑہتے اور سات محل مین دعا کرتے ایک بعد تکبیر احرام کے
دوسرے قبل رکوع کے اور بعد فراغ کے قرارت و ترمین تیسرے بعد اعتدال کے رکوع
سے چوتھے اندر رکوع کے پانچوین سجدہ مین غالب دعا سجود ہی مین ہوتی چھٹے
بین السجدتین ساتوین بعد تشہد کے سلام سے پہلے یہ دعا جو ائمہ مساجد بعد سلام کے کرتے
ہین عادت اسکی نہ تہی اس باب مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی ہے بلکہ ساری ادعیہ
نماز کے اندر نماز کے تہے بعض ائمہ علم نے کہا ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو تو ذکر و تہلیل و
تسبیح و تحمید کرنا مشروع ہے بلا خلاف اور حضرت پر درود بہیجنا مستحب ہے بعد درود کے حضرت
عزت سے طلب حاجات کی کرے بعد تشہد کے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و
برکاتہ کہتے اور طرف جانب راست کے التفات کرتے چنانچہ رخسارہ مبارک
نظر آتا اسی طرح جانب چپ کو سلام دیتے عمل دائمی اسی طور پر تہا پندرہ صحابی نے

اسکو روایت کیا ہے اسانید صحیحہ سے رہا سامنے سلام کرنا یا ایک سلام کرنا سو ضعیف السند ہے جو
دعا نمازمین کرتے مجموع اونکا بلفظ افراد ہوتا جیسے رب اغفرلی وغیرہ انتہے حاصلہ
الغرض جو مسلمان مشتاق نماز مقبول کا ہو اوسکو چاہیے کہ اس کیفیت و ترکیب کے ساتھہ
نماز پنجگانہ ادا کرے جو اذکار اس نماز مین آئے ہین کچہہ اوپر گزر چکے اور باقی سفر السعادۃ
وحصن حصین مین لکھے ہین اور کتب حدیث مین بہی مذکور ہین جیسے ترغیب و ترہیب منذری

## فصل بیان مین حقیقت نماز کے

یہانتک جو کچہہ لکھا گیا تہا صورت ظاہری نماز کی تہی رہی حقیقت نماز کی سو کتاب
ضوء الشمس مین لکہی ہے اور شرح اوسکی کتاب احیاء العلوم سے دریافت ہوسکتی ہے بامختصر تقریر
اس حقیقت کی رسالہ حقیقۃ الصلوٰۃ سے جو کسی عالم دیندار کا ہے اسجگہ بقدر حاجت نقل کیجاتی
ہے تاکہ نمازی حقیقت نماز پر آگاہ ہو کر رعایت اون اسرار کی اپنی نماز مین ہمیشہ پیش نہاد
خاطر رکھے اگر ایسا کریگا تو دو رکعت نماز اوسکی صدہا رکعات سے اور لوگون سے بہتر و
مقبول تر ہوگی صاحب رسالہ مذکور نے لکھا ہے مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے
اور اوسکی صفتین جانے اور اوسکے حکم کو معلوم کرے اور مرضی و نامرضی اوسکی
تحقیق کرے کہ بغیر اسکے بندگی نہین ہوتی ہے اور جو بندگی بجانہ لائے وہ بندہ نہین
ہے سو بڑی بندگی رب کی نماز ہے کہ بدون اوسکے کوئی بندگی قبول نہین ہوتی ہے
کیونکہ سب بندگیون کا اور نیچے کا برے کامون سے یہی ہے اور اس نماز سے کوئی
غافل نہین ہے نہ درخت نہ عمارت نہ پرند نہ حیوان نہ حشرات زمین نہ پہاڑ نہ ستارہ نہ آسمان
نہ زمین نہ ارواح نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت و عمارت کی قیام ہے اور پرند و حیوانات
کے رکوع اور تمام حشرات کے سجود اور زمین و پہاڑ کے قعود اور ستارون اور آسمانون
کی حرکت اور ارواح و فرشتون کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت و تلاوت قرآن اور

ذکر و دعا اور اس انسان کو کہ خاص سرکاری چپراسی ہے سو آگے تو بیان آٹھون صفتین عرض فرمائی ہین اور تبلیغ کرکے سب کو اوسپر حکم دیا جسنے فرمانبرداری کی اور حکم بجا لایا اوسکا منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا اور جسنے نافرمانی کی اور اوسپر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور اوسکے اُلٹے پاؤن دوزخ مین گرا سو جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے اوسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے زکوۃ اور حج و روزہ و جہاد کا اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا جو خدا کی بندگی کے لئے کیا ہے بجای زکوۃ کے ہے اور منہ کرنا طرف کعبہ کے بجای ہے اور تکبیر تحریمہ بجای احرام کے اور روبقبلہ ہونا بجای طواف کے اور کھڑا ہونا بجای وقوف عرفات کے اور رکوع و سجود اور رکعات مانند دوڑنے کے درمیان صفا و مروہ کے اور بند کرنا کھانے پینے کا بجای روزہ کے ہے اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت مین ڈالنا نفس کا اوسکی سستیونکی اوقات مین بجای جہاد ہے لیکن نماز مین حضوری دل کی شرط ہے کہ بے اسکے نماز پوری نہین ہوتی بلکہ کبھی آدھی کبھی چوتھائی یا پانچوان حصہ یا چھٹا یا ساتوان یا آٹھوان یا نوان یا دسوان حصہ لکھا جاتا ہے یہ اسلئے ہے کہ ہر رکن نماز مین اتنا ٹھہرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو اور حضوری کئی طرح پر ہے ایک یہ کہ مضمون ہر رکن کا خیال کرے اور آپکو سامنے اپنے رب کے جانے اور اوسکو متوجہ اپنے حال کا سمجھے اور جو کونسی سورت پڑھے اوسکے مضمون کا خیال کرے اگر مقام عتاب و غصے کا ہے تو خوف کرے اللہ سے پناہ مانگے اور اگر مقام رحمت و عنایت کا ہے تو اوسکو طلب کرے اسکے سوا اور بھی باتین ہین جو واسطے خواص کے لکھی ہین نہ واسطے عوام کے اور حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہین ہوتی اور تاثیر دل کی بے دانست معانی الفاظ کے حاصل نہین ہوتی ایک فائدہ یہ ہے کہ اگر معنی الفاظ کے جانے تو سب برے کامون سے جنسے ایمان کا نقصان ہے بچے اور یہ جان لے کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اوسی پر قائم رہے ہر طالب ایمان کو چاہئے کہ حقیقت نماز کی اس طور پر جانے کہ حضرت حق

مجکو تمام خلق مین بہتر پیدا کرکے بڑی تاکید سے پانچ بار دربار مین حاضر ہونیکا اذن مطلق دیا ہے اور محتاج کسی اور کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہین کیا اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا ہے سو ایسی نعمت عظمی سے محروم رہنا اور عذاب سخت سر پر لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے اس طرح عظمت نماز کی سمجھکر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ بادشاہ حقیقی کے ہین بجالائے پہلی طہارت و پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور حاجت نہانی کی ہو تو نہائے جیسے کوئی بادشاہی دربار مین جانا چاہتا ہے تو پہلے حمام کرتا ہے پھر کپڑے پہنکر جاتا ہے پھر منھہ طرف کعبہ کے کرکے کھڑا ہو بھید اسمین یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین ہے تمام زمین اوسی سے پھیلائی گئی ہے اور پیدایش جسم آدمی کی خاک سے ہے سو جسطرح جسم ظاہر کو طرف اوسکی اصل کے متوجہ کرتا ہے اسی طرح باطن یعنے روح کو بھی طرف اوسکی اصل یعنے حقتعالی کے جو اوسکا خالق ہے متوجہ کرے اور ہمیشہ اوقات پنجگانہ نماز کو بے شبہ وقت دربار اور حضور کا جانلے اور اپنی حاجات عرض کرے مثلاً جسوقت کوئی بندہ قصد مناجات و عرض حاجات کا دلمین مقرر کرکے حاضر دربار خاص ہوا اور نہایت تعظیم و درستی عقیدہ و نیت خالص سے روبرو اوس بادشاہ عالیجاہ کے کھڑا ہو کر اور رخ عرض و التفات کا ہر طرف سے پھیر کر اللہ اکبر کہے یعنی اللہ سمیت بڑا ہے تو اوسی وقت وہ بادشاہ عالیجاہ اپنے بندے کے قصد و ارادے پر مطلع ہوکر عنایت خاصہ فرماتا ہے اور اوٹھانا دونون ہاتھون کا تکبیر مین مراد اوس سے دست بردار ہونا ہے دونون جہان سے نیت و تکبیر فرض ہے پھر دعای استفتاح ہے کہ اوسمین تعظیم و توحید ہے یہ دعا سنت ہے پھر جسقدر الفاظ تعظیم و توحید کے بندہ کی زبان سے صادر ہوتے ہین عنایت شاہی اوس بندہ کے حال پر دوچند ہوتی ہے اوسی وقت نزول رحمت الہی کا ہے کہ حضور ہی بادشاہ کی میسر ہے دل اپنا حاضر کرکے حاجات اپنی عرض کرے لیکن پہلی عرض کہ مضمون ہے دفع شیطان کا کہ وہ بڑا حارج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہوکر دلمین لائے اور زبان سے اعوذ پڑہکر

بسم اللہ کہے یہ شروع ہوا عرضداشت کا عرضداشت یہ ہے الحمد للہ تا ولا الضالین
یہ عرضداشت اللہ پاک نے اپنے بندون کی زبان سے فرمائی کہ جسوقت پڑھا جاے اس طرح
کہا کرین اسکے بعد آمین ہے یعنی ہماری عرض قبول کر اور یہ مسنون ہے نہ جز قرآن بالاتفاق
پہر نماز مین فاتحہ کے ساتھہ ایک اور سورہ ملائے یہ واجب ہے اور مطلق قرآن بقدر تین
آیت کے فرض ہے اور پڑہنا اعوذ و بسم اللہ کا سنت ہے سورہ اخلاص مین اللہ کی توحید
وصمدیت و بیچونی و بڑائی کا ذکر ہے اسی لئے ثلث قرآن ٹہیری ہے احد ایک کو کہتے
ہین جسکا کوئی شریک نہو صمد یعنی بے نیاز وہ ہے جو کسی کا محتاج نہو سب اوسی
محتاج ہون اوسنے نہ کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا اوسکے جوڑ کا کوئی نہین اس
سورت مین رد ہے شرک اور وحدت وجود اور بدعت عقیدہ کا غرضکہ اس عرضداشت
کے مضمون کو اسطرح سمجہے جیسے مفلس سے مفلس تونگر سے تونگر بادشاہ کے سامنے
ہاتھہ باندہکر کہڑا ہو کر اپنی عاجزی و مفلسی اور اوسکی بزرگی و بڑائی بیان کرتا ہے اور
پہر امیدوار ہو کر کچہہ مانگتا ہے اور جب وہ مفلس عنایت بے نہایت اوس بادشاہ
کی معلوم کرتا ہے تو بڑی تعظیم سے آرزوی پابوسی کر کے جہکتا ہے اور کہتا ہے سبحان
ربی العظیم رکوع دلالت کرتا ہے اس بات پر کہ بسبب حضوری کے عظمت مین
پیٹہہ میری جہک گئی اس تعظیم کے بعد کہڑا ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہے اور
اس رکن کی دعا و ثنا کرتا ہے یہ کہڑا ہونا پیچہے رکوع کے دلیل ہے اسپر کہ مین عاجزی
پر مستقیم ہوا اور یہ کہڑا ہونا واجب ہے قول صحیح پر اور یہ دعا پڑہنا سنت ہے اب
وقت پابوسی کا آیا سجدہ کرے اور کہے سبحان ربی الاعلی رکوع و سجود مین بقدر
ایک تسبیح کے پڑہنا فرض اور تین بار کہنا سنت ہے لکن مضمون اس مدح و ثنا کا بقدر
اپنے حوصلے کے سمجہنا بہت ضرور ہے کہ بعد تعظیم کے پہر کہڑا ہونا اور مدح و ثنا کا عرض کرنا
اور پورا اسکا کہ زمین پہ سر رکہنا سبب اسکا کیا ہے سو رکوع جو مقام بڑی تعظیم کا ہے

اِس بندہ کو معلوم ہوا کہ تجھپر بڑی عنایت صاحب کی ہے جو ایسے مقام معزز مین تو بدون اجازت
کسی چوبدار نقیب کے داخل ہوا اسی لئے بہت سی تعریف کرتا ہے اور اس نعمت عظمیٰ
کا شکر بجالا کر ماتہا اپنا مٹی پر رگڑتا ہے اور بار بار کہتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ
یہ سجدہ مقام نہایت قرب وظہور تجلیات جمال بادشاہی کا ہے اور یہ بندہ مارے ہیبت
کے بعضے مضمون جو نہیں کہنے پایا اسلیئے حکم ہوا کہ دم بہر ٹہیر کر دوسری بار عرض کر
یہ مضمون ہے جلسہ کا اور جلسہ مین ان الفاظ کا کہنا نہایت خوب ہے اور سنت ہے وہ
الفاظ حدیث صحیح مین یون آئے ہین اللھم اغفرلی الخ پہر اللہ اکبر کہکے زمین پر سر
رکھے اور سبحان ربی الاعلیٰ کہے یہ کلمہ دلیل ہے اللہ کے علو واستوا پر جسوقت
رکوع یا سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہے تو اس اللہ اکبر کے مضمون کو اوسیطرح سمجھے کہ جیسے
پہلی تکبیر مین سمجہا تہا جسوقت یہ بندہ عرضداشت اور تعظیم اور عرض حاجات و تسبیح
موافق اپنے حوصلے کے کر چکا تو قابلیت بیٹھنے کی حاصل کی اگرچہ بیٹھنا ایسے بادشاہ
عالیجاہ کے روبرو ترک ادب ہے لکن یہ بیٹھنا سامنے اپنے مالک کے اسلیئے ہے کہ
مثلاً مالک جسوقت پاؤن اپنا دراز کرے اور یہ بندہ کہ اسپر خدمت پا چپی کی لازم ہے
بجالائے یا یہ کہ منتظر حکم کا ہے لکن اس مقام کو بھی خالی عبادت سے نہین رکہا جیسے
درود وتحیت وسلام اور پڑہنا تشہد کا مقرر ہوا ہے پڑہنا التحیات کا قعدۂ اولیٰ
مین سنت اور دوسرے مین واجب ہے قعدۂ آخر کو اس طرح سمجھے کہ یہ وقت دربار
کے رخصت کا ہے السلام علیکم کر کے باہر آجائے سو التحیات اوس دربار
کا سلام ہے پہر نبی صلعم پر سلام ہے پہر اپنے اور سب بندون کے لئے ہے پہر تشہد
ہے یعنی گواہی توحید ورسالت کی دینا یہ گواہی اس بات کی ہے کہ اللہ کو ایک جاننے
اوسکی بندگی مین کسی کو شریک نکرے حضرت کو اوسکا بندہ ورسول پہچانے اور جانلے
کہ ایسے مضمون زبان پر لائے اور دل مین یقین کرنیسے مسلمان ہوا ہے اور نماز

فرض ہوئی اور اسی مضمون پر ختم ہوئی اور معلوم کرلے کہ جس مضمون پر مدار کسی کام کا ہوتا ہے
تو تکرار اوسی مضمون کی اول اور آخر آیا کرتی ہے اسی لئے بعد تکبیر تحریمہ کے وجہت وجھی الخ
پڑہتے ہین کہ اوسمین اثبات توحید ونفی شرک کا مضمون ہے اور اندر نماز کے بہی یہ مضمون
بہت ہے جیسے لا الہ غیرك و ایاك نعبد وایاك نستعین اور جسوقت
دربار سے رخصت ہو توبہی عہد وپیمان کرکے اوٹھے کہ اشھدان لا الہ الا اللہ
واشھدان محمدا عبدہ ورسولہ اسکے بعد درود معمولی پڑہے پہر اللھم صلی علی
محمد وازواجہ وذریاتہ کما صلیت علی ابراھیم اللھم بارك علی محمد
وازواجہ وذریاتہ کما بارکت علی ابراھیم انك حمید مجید کہے پہر یہ
دعا مانگے اللھم انی ظلمت نفسی الخ پہر یہ دعا کرے اللھم انی اعوذبك من
عذاب القبر واعوذبك من عذاب جھنم واعوذبك من شر المسیح
الدجال واعوذبك من فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذبك من الماثم
والمغرم یہ دعائین پڑہنا بہتر ہے اسلئے کہ وقت قبولیت دعا کا ہے اور درود پڑہنا
واجب ہے بدلیل صلوا علیہ وسلموا تسلیما اور اوٹھنا اپنی دربار سے باہر آنا
اسی کلام پر مقرر ہوا ہے کہ وہ بہی خالی عبادت سے نہین ہے اسطرح کہ السلام علیکم
ورحمۃ اللہ اسکا مضمون اسطرح سمجہے کہ جسوقت پہلا سلام ہوا وسوقت مقتدی کہ
جو پیچہے امام کے اور برابر اوسکے ہے امام داہنی طرف والی مقتدی و فرشتون کے نیت
کرے اسیطرح بائین طرف کے سلام مین امام بائین مقتدی اور فرشتون کے نیت کرے
اور جو مقتدی کہ امام کے داہنے ہے سلام مین مقتدی و فرشتون کے جو اوس سے داہنی
طرف ہین نیت کرے اور بائین سلام مین امام و مقتدی و فرشتون کے جو اوسکے بائین
طرف ہین نیت کرے اسیطرح جو مقتدی کہ امام کے بائین ہے اور جو مقتدی کہ داہنی
کنارے صف کے ہے داہنے سلام مین فرشتون کی نیت اور بائین سلام مین امام

وسقتدی و فرشتون کی اور مقتدی بائین طرف کے کنارسے والون کے وعلی ہذا القیاس
اور منفرد وقت سلام کے ملائکہ کرام کاتبین کی جو اوسکے داہنے و بائین ہین نیت کرے یہ
سب خوبیان جماعت کی ہین کہ آپس مین سلام و رحمت بہیجتے ہین اور سوا نماز کے بہی سلام
و رحمت کے تحفہ سے باز نرہین کہ مسلمان کا پیشہ یہی ہے اسکے بعد یہ دعا پڑہنا سنت ہے
اللهم انت السلام الخ اسکے سوا اور بہی بہت دعائین ہین جونسی چاہے پڑہے لکن
معنی ہر دعا کے معلوم کرلے یعنی اپنی حاجت پر مطلع ہونا اور یہ مضمون دل مین لانا کہ
جو مانگتا ہون مقرر پاونگا نہایت ضرور ہے وتر مین دعای قنوت پڑہے اللهم انا نستعینك
الخ یہ قنوت عمر رضی اللہ عنہ ہے دوسرا قنوت وہ ہے جو امام حسن کو حضرت نے سکہایا تہا
وہ اصح صحیح ہے اوسی کو پڑہے یا ان دونون کو جمع کرکے وہ یہ ہے اللهم اهدنی فیمن
هدیت وعافنی فیمن عافیت وتولنی فیمن تولیت وبارك لی فیما اعطیت
وقنی شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لا یذل من والیت ولا
یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت نستغفرك ونتوب الیك وصلی اللہ علی
النبی ترمذی نے کہا ہے کہ بہترین احادیث جو قنوت مین مروی ہین یہ حدیث ہے امام احمد نے
کہا ہے قنوت وتر مین ہرگز ثابت نہین ہے جو کچہہ ثابت ہے وہ نماز صبح مین ہے ان تمام
الفاظ قنوت اول و ثانی کو جدا جدا سمجہے کہ ایک ایک لفظ اوسکا سارے علائق غیر خدا کو قطع
کرتا ہے اور طرف رب کے پہیرتا ہے یعنی اوس سے مدد چاہنا اور بخشش مانگنا اور ایمان
لانا اور اوسی پر بہروسا کرنا اور خوب تعریف کرنا اور شکر کرنا اور ناشکر نہونا اور گناہگار سے
جو گناہ کرتا ہو نفرت کرنا اور خاص اوسی کی بندگی کرنا اور نماز پڑہنا اور اوسی کو سجدہ کرنا اور
اوسی طرف قدم رکہنا اور حکم بجالانا اور اوسکی رحمت کا امیدوار رہنا اور اوسکے عذاب سے
ڈرنا اور جسنے اوسکی نافرمانی کی اوسپر عذاب ہے اور اللہ ہی سے سوال ہدایت و عافیت
و ولایت و حفظ شر و طلب عزت کا ہمراہ برکت و ثنا و استغفار و توبہ کے کرنا جسوقت کوئی

مسلمان اسطرح سمجھکر کیفیت نماز کی حاصل کرے تو بعد نماز کے اس کیفیت کو ہی ہاتھ سے
نہ دے اور بندگی سے اپنے رب کے باہر نجاوے اسلیے کہ باہر ہونا بندگی سے کام بندے کا نہین
ہے بندہ وہی ہے کہ اپنے رب کو اپنے پاس ہی جانے یہ نہین کہ نماز مین مالک یوم الدین
ایاک نعبد وایاک نستعین کہے اور بعد نماز کے اوسکی مالکیت و بندگی مین اور
کو بھی شریک کرے اور ہر کام مین نام اور دن کا مدد کے ساتھ پکارے یا دل مین غیر کا
خیال لاوے اور جسطرح نماز مین اپنے رب کے سامنے سیدھی راہ طلب کرے یعنی اهدنا
الصراط المستقیم کہے تو پھر اوسی راہ کی تحقیق بھی کرے اور غافل نرہے بس جو
انسان بسبب غفلت و شرک و بدعت او اوس چیز کے کہ منع اوسکا طرف شرک و بدعت
کے ہو رغبت کرتا ہے راہ سیدھی اور طریق محمدی سے دور پڑتا ہے یعنی سنتی نہین ہوتا
اگرچہ نماز بھی پڑھتا ہو اوس عالم کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی واسطے ہاتھ لے اور تیر کو
نظر کے دوربین رکھتا ہے سو جسکی بینائی نہو اوسکو دوربین کیا کام آتی ہے نماز کا
حاصل فرمان بردار ہونا اپنے رب کا ہے نہ کہ ہر چیز کی تحقیق مین رہنا اور مقصد اصلی
کو نہ سمجھنا یہ سب خرابیان عقیدے کی سستی سے ہوا کرتی ہین درستی عقیدہ کے
مضمون آیۃ الکرسی کا کسی عالم دیندار خدا شناس یزدان پرست سے سنا چاہئے کہ یہ آیت
واسطے درستی عقیدہ کے نازل ہوئی ہے کہ جو اکثر لوگون کے دل مین بعضے مضمون
بے ایمانی کی جگہ پکڑ گئے تھے اونکے جواب اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین آپ فرمائے
اور اس آیت کی تعریف حضرت نے تمام قرآن سے بڑھکر فرمائی ہے انتہےٰ حاصلہ اسمین کچھ
کم و بیشی الفاظ کی کی گئی ہے

## فصل

جب بندہ اپنے مالک کے فرضون سے ادا ہو چکا تو اسوقت مین وہ بقدر فرصت کچھ

وظیفہ بہی پڑہ لیا کرے کہ واسطے کشائش امور دین و دنیا کے بہت مفید ہے سوا سمین
پانچون وقت کے وظائف مین سے ایک ایک دو دو وظیفے لکہے جاتے ہین اگر زیادہ
نہو سکے تو انہین کلمات کو پڑہے ہرگز غفلت نکرے کہ تہوڑی سی فرصت مین بہت
سا ذخیرہ عاقبت کا جمع ہو جائیگا یہ وظیفے بعد نماز پنجگانہ کے مقرر ہین انکے پڑہنے سے
ثواب آخرت کا اور فائدہ دنیا کا حاصل ہوتا ہے انہین بعض وظیفے حدیث سے اور بعض
قرآن پاک سے ثابت ہین ہر انسان کو لازم ہے کہ اس ثواب سے محروم نرہے **ف**
حدیث ابو الحارث تیمی مین فرمایا ہے کہ جو کوئی بعد نماز فجر و مغرب کے سات بار اللھم
أجرني من النار کہیگا اور اوسدن مین یا رات مین مر جائیگا تو اوسکے لئے آگ دوزخ
سے پناہ لکہی جائیگی رواہ ابو داؤد و ابن حبان اسی طرح جو کوئی بعد نماز صبح و مغرب کے
دس بار قبل پاؤن بدلنے کے یہ کہیگا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک
ولہ الحمد وھو علی کل شیئ قدیر تو اوسکے لئے دس نیکیان لکہی جائینگی
اور دس برائیان اوسکی دور ہونگی اور دس درجے اوسکے بڑہینگے اور اوس دن وہ
شیطان سے بچاؤ مین رہیگا رواہ الترمذی عن ابی ذر و احمد والنسائی و ابن
حبان عن ابی ایوب مجمع الزوائد مین کہا ہے رجالہ ثقات انتہی ام سلمہ کہتی ہین حضرت
بعد نماز فجر کے کہتے تہے اللھم انی اسألک رزقا طیبا و علما نافعا و عملا
متقبلا رواہ الطبرانی وقال فی مجمع الزوائد و رجالہ ثقات احمد و ابن ماجہ و ابن السنی
مین بہی اسیطرح کہا ہے کہ اس دعا کو بعد صبح کے پڑہتے تہے **ہ**

| | |
|---|---|
| اے خالق ہر بلند و پستی | علم و عمل و فراخ دستی |
| شش چیز عطا بکن ز ہستی | ایمان و امان و تندرستی |

ثوبان نے کہا ہے حضرت جب نماز پڑہ چکتے تین بار استغفر اللہ کہتے حدیث ابو ہریرہ
مین رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی پیچہے ہر نماز کے ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ

اور ۳۳ بار اللہ اکبر کہے گا تو اوسکے گناہ بخشدیے جاینگے گو برابر کف دریا کے ہون اخرجہ مسلم ترمذی مین لا الہ الا اللہ کا دس بار کہنا اور اللہ اکبر کا ۳۴ بار ابن عباس سے رفعاً آیا ہے اور فرمایا ہے کہ انکا کہنے والا سابق کو پالیگا اور اوسپر کوئی سبقت نکریگا عقبہ بن عامر کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے مجکو حکم دیا کہ مین بعد ہر نماز کے معوذتین پڑہا کرون رواہ اہل السنن وابن حبان والحاکم ابو امامہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ جو کوئی بعد ہر نماز کے آیۃ الکرسی پڑہیگا اوسکو کوئی چیز دخول جنت سے سواموت کے نروکے گی رواہ النسائی وابن حبان براء بن عازب کہتے ہین حضرت بعد نماز کے کہتے رب قنی عذابک یوم تبعث عبادک رواہ مسلم معاذ سے فرمایا تہا مین تجکو وصیت کرتا ہون کہ تو بعد کسی نماز کے اس دعا کا کہنا نہ چھوڑ اللھم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک اخرجہ ابو داؤد اللھم اکفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک اللہ لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا راد لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد حدیث صحیح مین آیا ہے کہ پڑہنا سورۂ تبارک الذی کا ہر شب عذاب قبر سے مانع ہوتا ہے اسکو بعد نماز کے دو رکعت نفل مین پڑہتے ہین حدیث ابن عباس مین فرمایا ہے مین چاہتا ہون کہ یہ سورت ہر مومن کے دلمین ہو رواہ الحاکم **ف** سورۂ اذا زلزلت کو ربع بلکہ نصف قرآن اور کافرون کو ربع قرآن اور اذا جاء نصر اللہ کو ربع قرآن اور سورۂ اخلاص کو ثلث قرآن فرمایا ہے ایک شخص کو سنا کہ قل ھو اللہ احد پڑہتا ہے کہا اسکے لئے جنت واجب ہو گئی رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ معوذتین کے حق مین فرمایا ہے کہ اقرء بہما کلما نمت وقمت یعنی سوتے وقت اور جاگتے وقت انکو پڑہا کر اسکو ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر سے روایت کیا ہے ابن عمر کہتے ہین حضرت یہ دعا کیا کرتے تھے اللھم انی اعوذ بک من زوال نعمتک وتحول

عافیتک وفجاءۃ نقمتک وجمیع سخطک رواہ مسلم حصین والد عمران کو فرمایا تھا یہ دعا کیا کر اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی رواہ الترمذی عائشہ کہتی ہیں حضرت یوں دعا کرتے تھے اللھم اجعل اوسع رزقک علی عند کبر سنی وانقطاع عمری رواہ الحاکم والطبرانی حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ یوں کہا کرو اللھم انا نعوذبک من جھد البلاء ودرک الشقاء وسوء القضاء وشماتۃ الاعداء رواہ البخاری حدیث بسر بن ارطاۃ میں آیا ہے کہ یوں دعا کرتے تھے اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرۃ رواہ ابن حبان دوسری روایت میں فرمایا ہے کہ جو اس دعا کو پڑھے گا وہ مرنے سے پہلے کسی مصیبت میں نہ پہنچے گا رواہ الطبرانی یعنی اوسکو کوئی بلا مرتے تک نہ پہنچے گی واللہ الحمد انس کہتے ہیں اکثر دعا حضرت کی یہ تھی ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اخرجہ الشیخان مسلم نے کہا ہے انس اسکو ہر دعا کے ساتھ پڑھا کرتے تھے یہ دعا جامع ہے جملہ خیرات دارین وحسنات کونین کو سوال عافیت کی احادیث صحیحہ میں بہت تاکید آئی ہے اللھم انا نسألک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنا فرمایا بعد یقین کے کوئی چیز عافیت سے بڑھکر نہیں دیگئی ہے حدیث معاذ میں آیا ہے کہ حضرت نے ایک شخص کو سنا وہ کہتا تھا یاذا الجلال والاکرام فرمایا قد استجیب لک فسل رواہ الترمذی وحسنہ یعنی تیرا کہنا قبول ہوا اب تو جو مانگتا ہو مانگ وہ تجھکو ملیگا حدیث ابوامامہ میں فرمایا ہے جو کوئی تین بار یا ارحم الراحمین کہتا ہے فرشتہ موکل کہتا ہے ان ارحم الراحمین قد اقبل علیک فسل رواہ الحاکم حدیث انس میں مرفوعاً آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال جنت کا کرتا ہے جنت کہتی ہے اللھم ادخلہ الجنۃ رواہ الترمذی وابن حبان وصححہ اللھم انی اسألک الجنۃ واعوذبک من النار حدیث سعد بن ابی وقاص میں فرمایا ہے

کہ جو مسلمان کسی شئے میں یہ دعا کرتا ہے لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین
اللہ اوسکی دعا قبول فرماتا ہے رواہ الترمذی والحاکم واحمد قرآن میں فرمایا ہے
فنجیناہ من الغم وکذلک ننجی المومنین یہ دعا واسطے دفع بلا کے تریاق مجرب ہے
اسکو دوسری حدیث میں اسم اعظم فرمایا ہے حدیث ابو ہریرہ میں ہے جو کوئی اسماء حسنی
یعنی نود ونہ نام کو یاد کرلیتا ہے وہ جنت میں جائیگا رواہ البخاری وغیرہ ف حدیث
عثمانؓ میں رفعاً آیا ہے کہ جو کوئی ہر صبح وشام تین بار بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ
شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم کہے تو ضرر اوس سے دور
رہیگا ابو ہریرہ کی حدیث میں کہنا اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق کا
تین بار صبح وشام آیا ہے رواہ الطبرانی وحسنہ الترمذی اسکے کہنے والے کو
کوئی ڈنک کسی کیڑے کا اوس رات دن میں نہ پہنچیگا ابوداؤد میں عبد اللہ بن حبیب سے
رفعاً آیا ہے کہ پڑھنا قل ہو اللہ و معوذتین کا تین بار کفایت کرتا ہے ہر شئ سے یعنی صبح وشام
حدیث سلام خادم حضرت میں رفعاً آیا ہے جسنے کہا صبح وشام رضینا باللہ ربا وبالاسلام
دینا وبمحمد صلعم نبیا ورسولا حق ہے اللہ پر کہ اوسکو راضی کردے رواہ اھل السنن
والطبرانی حضرت نے فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تھا تو میری وصیت نہیں سنتی صبح وشام میں کہا کر
یا حی یا قیوم برحمتک استغیث اصلح لی شانی کلہ ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین
رواہ النسائی والحاکم وصححہ حدیث اوس بن اوس میں بابت سید الاستغفار کے فرمایا ہے
کہ اگر شام کو کہا اور مرگیا جنت میں گیا اور اگر دن کو کہا اور مر گیا جنت میں گیا رواہ البخاری
ہر مسلمان کو لازم ہے کہ اس نعمت عظمی کی قدر کرے اور ہر صبح وشام ایکبار تو ضرور ہی حضور
دل سے اسکو پڑھ لیا کرے وہ یہ ہے اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا
عبدک وانا علی عھدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر
ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب

الا انت حدیث ابو الدردا مین فرمایا ہے کہ جو کوئی صبح و شام سات باریون کہے گا
حسبی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم اللہ اوسکے
ہر رنج و اندوہ دنیا و آخرت کو کفایت کریگا اس کہنے مین خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا اخرجہ ابو
داؤد و ابن السنی اور اگر کسی قرض یا رنج و فکر مین مبتلا ہو تو یہ دعا صبح و شام اند نماز کے
مانگے یا با ہر نماز کے اللھم انی اعوذ بک من الھم والحزن و اعوذ بک من العجز
والکسل و اعوذ بک من الجبن والبخل و اعوذ بک من غلبۃ الدین و قھر
الرجال رواہ ابوداؤد من حدیث ابی سعید الخدری حدیث ابو سعید خدری
مین فرمایا ہے جو شخص کہا وقت جانیکے بستر پر تین بار استغفر اللہ الذی لا الہ الا
ھو الحی القیوم و اتوب الیہ بخشے گئے گناہ اوسکے اگرچہ برابر کف دریا کے یا شمار برگ درخت
یا عدد ریگ بیابان یا عدد ایام سال کے کیون نہون رواہ الترمذی و قال حسن غریب
اسمین بڑی فضیلت ہے مغفرت ذنوب کی سو اللہ کا فضل واسع اور اوسکی عطا بیحساب
ہے حدیث انس مین فرمایا ہے جب تو بستر پر لیٹے فاتحہ و قل ہو اللہ پڑھ تو ہر شئے سے امن
مین رہیگا مگر موت سے رواہ البزار الحاصل دعوات ماثورہ بہت ہین سب کا اسجگہ لکھنا
خصوصًا مطولات کا مشکل ہے اگر انہین چند ادعیہ مختصرہ و کلمات موجزہ پر مواظبت
کیجائے تو بھی غنیمت ہے اسمین کوتاہی کرنا خیر کثیر سے محروم رہنا ہے حقیقۃ الصلوۃ
مین کہا ہے بعد نماز صبح کے سو بار لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین پڑھے عذاب
آخرت سے نجات اور دنیا مین کشایش رزق کی ہوگی اور بعد ظہر کے پانچ سو بار حسبنا
اللہ ونعم الوکیل کہے فرصت نہو تو ۲۵ بار ضرور پڑھ لے حدیث مین آیا ہے کہ لا الہ
الا اللہ افضل الذکر ہے پھر کہا ہے کہ جو شخص ستر ہزار بار عمر بھر مین اسکو پڑھیگا
وہ بلاشک جنتی ہوگا اور اگر والدین و قرابت کے لئے اتنی بار پڑھے گا تو وہ بھی بخشے
جائینگے اور بعد نماز عشا کے سو بار درود پڑھے پھر اللہ تعالی توفیق عبادت کی اگر زیادہ دے

تو زیادہ پڑھے لیکن اتنا ہر مسلمان کو پڑھنا ضرور چاہیئے اور اوسکے ثواب سے کہ بہت بڑا ہے محروم نرہے انتہٰی

# باب دوم بیان مین روزہ کے

اس باب مین کئی فصلین ہین

## فصل بیان مین جو فضل صوم کے

قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم الی قولہ فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ ومن کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے قال اللہ عزوجل کل عمل ابن آدم لہ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ والصیام جنۃ من النار والصیام جنۃ من النار فاذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم والذی نفس محمد بیدہ لخلوف فم الصائم عند اللہ اطیب من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحہما اذا افطر فرح بفطرہ واذا لقی ربہ فرح بصومہ رواہ البخاری واللفظ لہ ومسلم وفی روایۃ لمسلم کل عمل ابن آدم یضاعف الحسنۃ عشر امثالہا الی سبعمأۃ ضعف قال اللہ تعالیٰ الا الصوم فانہ لی وانا اجزی بہ یدع شہوتہ وطعامہ لاجلی الحدیث یعنی ہر عمل آدمی کا آدمی کے لیے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے مین ہی اوسکا بدلا دونگا روزہ سپر ہے آگ دوزخ سے تم مین جب کسی کا روزہ ہو تو وہ بے شرمی کا کام نکرے اور شور وغوغا نہ مچاوے اگر کوئی اوسکو گالی دے یا اوس سے لڑے تو کہدے کہ میرا روزہ ہے واللہ بدبو روزہ دار کے دہن کی نزدیک اللہ کے بوے مشک سے بھی زیادہ تر پاکیزہ ہے صائم کو دو طرح کی خوشی ہوتی ہے جس سے وہ خوش ہوتا ہے

ایک وقت افطار کے دوسرے وقت ملاقات خدا کے ہر عمل آدمی کا دس گنے سے سات
سو گنے تک ہوتا ہے مگر روزہ کہ اللہ نے کہا وہ میرے لیے ہے مین ہی اوسکی جزا دونگا
میرے لئے اپنی خواہش اور غذا ترک کر دیتا ہے معلوم ہوا کہ اجر صوم کا بیحساب ہے سات
سو گنے سے بھی زیادہ ہوتا ہے حدیث سہل بن سعد مین فرمایا ہے جنت مین
ایک دروازہ ہے ریان نام اوس سے روزہ دار ہی بہشت مین دن قیامت کے داخل
ہونگے اور کوئی نہ جائیگا پھر وہ دروازہ بند کر دیا جائیگا رواہ الشیخان ترمذی نے
اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ جو اوس دروازہ مین گھسیگا وہ کبھی پیاسا نہوگا حدیث ابو ہریرہ
مین صوم کو ایک حصن حصین نار سے فرمایا ہے رواہ احمد ابو امامہ نے کہا تھا حضرت
مجکو ایسا کام بتاؤ جس سے مین جنت مین داخل ہون فرمایا روزہ رکہہ کہ اسکے برابر کوئی عمل
نہین ہے رواہ النسائی وابن حبان ابو سعید نے رفعاً کہا ہے روزہ نہین رکہتا کوئی
بندہ راہ خدا مین لیکن دور کر دیتا ہے اللہ منہ اوسکا آگ سے ستر برس کی راہ تک رواہ الشیخان
حدیث ابن عمر مین فرمایا ہے روزہ شفاعت کریگا دن قیامت کو اللہ اوسکی شفاعت
قبول فرمائیگا رواہ احمد ابو ہریرہ کا لفظ رفعاً یہ ہے کہ نماز پنجگانہ اور جمعہ جمعہ تک
اور رمضان رمضان تک کفارہ ہین درمیان کے گناہون کے جبکہ کبائر سے بچا رہے
رواہ الشیخان حسن نے رفعاً کہا ہے اللہ ہر رات کو رمضان مین چھ لاکھ آدمی آگ
سے آزاد کرتا ہے اور جب اخیر رات ہوتی ہے تو بعدد گزشتہ آزاد فرماتا ہے رواہ البیہقی
مرسلاً عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہین ایک مرد نے کہا ای رسول خدا بھلا اگر مین گواہی دون
اس بات کی کہ لا الہ الا اللہ وانک رسول اللہ اور نماز پنجگانہ پڑہون اور زکوۃ ادا
کرون اور رمضان کا روزہ رکہون اور قیام رمضان کرون تو پھر مین کون ہونگا فرمایا
تو منجملہ صدیقین وشہداء کے ہوگا رواہ ابن حبان روزہ مین صبر کرنا پڑتا ہے طعام وشراب
وجماع سے اور صبر کا اجر بنص قرآن انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب بیشمار ہے

اللہ نے اسکو اپنی طرف نسبت دیا ہے اگرچہ سب عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہوتی ہیں جیسے
کعبہ کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگرچہ سارا جہان اوسی کا ملک ہے پھر روزہ میں
دو خاصیتیں ہیں جنکے سبب سے مستحق اس نسبت کا ہوا ہے ایک یہ کہ حقیقت روزہ
کی نکرنا ہے اور یہ باطن ہے آنکھوں سے مخفی ہے ریا کو اوسکی طرف راہ نہیں دوسرے
یہ کہ اللہ کا دشمن ابلیس ہے ابلیس کے لشکر شہوات ہیں روزہ اس لشکر کو شکست دیتا
کیونکہ حقیقت اوسکی ترک شہوات ہے ؛

## فصل

روزہ ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری ہے ضروریات دین سے جسطرح
تارک عمد نماز بلا عذر کافر ہو جاتا ہے اسی طرح تارک صوم بھی عمداً بلا عذر کافر ہو جاتا ہے
بلا تفاوت دونوں تارکوں کا ایک ہی حکم ہے نماز عمل الیوم واللیلہ ہے روزہ عمل سال تمام ہے
وہ ہر دن میں پانچ بار ہے یہ سال بہر میں ایکبار جب ایک مرد عادل ہلال رمضان کو دیکھے
تو روزہ رکھنا واجب ہو جاتا ہے ابن عمر نے حضرت سے کہا تھا کہ میں نے ہلال دیکھا ہے لوگوں
کو حکم صوم کا دیا اسکو ابو داؤد و دارمی و ابن حبان نے روایت کیا ہے حاکم نے صحیح کہا ہے
احمد و شافعی کا یہی مذہب ہے مالک کے نزدیک دو گواہ اور ابو حنیفہ کے نزدیک جم غفیر
درکار ہے حق وہی قول اول ہے یا شعبان کی گنتی پوری ہو جائے بدلیل حدیث ابو ہریرہؓ
صوموا لرؤیتہ وافطروا لرؤیتہ فان غم علیکم فاکملوا عدۃ شعبان ثلاثین
رواہ الشیخان یعنی صورت اشتباہ میں رجوع طرف اس اصل کے کرنا چاہئے پھر رمضان
کے تیس روزے رکھے جب تک کہ ہلال شوال نظر نہ آئے قبل اکمال کے اور جب ایک شہر
والے ہلال دیکھ لیں تو سارے اور شہر والوں کو اونکی موافقت کرنا چاہئے بدلیل حدیث
صوموا لرؤیتہ الخ کیونکہ یہ خطاب ہے ساری امت کو کسی جگہ ہوں اور حدیث کریب

ہین ذکر امام حضرت کا نسیان سے اس جگہہ ابو حنیفہ رح کا مذہب قوی ہے شافعی شہر قریب کا
اعتبار کرتے ہین روزہ اکل و شرب دقیقی عمد سے باطل ہو جاتا ہے اور جو شخص عمداً افطار
کرے وہ مثل کفارہ ظہار کے کفارہ دے یعنی ایک گردن آزاد کرے یا پیاپے دو ماہ
تک روزہ رکھے یا ساٹھ مسکینون کو کھلاوے روزہ مین تعجیل فطر اور تاخیر سحور کی مندوب
ہے اور وصال حرام حضرت خود وصال کرتے لیکن اورون کو منع فرماتے جب پوچھا تو
کہا مین تمہاری طرح نہین ہون مین پاس اپنے رب کے بسر کرتا ہون وہ مجھکو کھلاتا پلاتا
ہے کسی نے کہا یہ طعام و شراب محسوس تھا کسی نے کہا مراد غذای روحانی ہے یہی قول دوسرا
قوی ہے کیونکہ اگر حقیقت طعام و شراب حسّی کیا جاوے تو پہر وصال کہان ہوا ۵

| | |
|---|---|
| لها احاديث من ذكراك تشغلها | عن الشراب وتلهيها عن الزاد |
| لها بوجهك نور تستضيئ به | ومن حديثك في اعقابها حاد |
| اذا اشتكت من كلال السير واعدها | روح القلوب فتحيى عند ميعاد |

**ف** جو شخص کسی عذر شرعی سے جیسے مرض و سفر سے روزہ افطار کرے تو اوسپر
قضا کرنا اوس روزہ کا واجب ہے اور یہ فطر واسطے مسافر کے اور جو اوسکی طرح ہو رخصت
ہے لیکن اگر ڈر تلف یا ضعف کا قتال سے ہو تو پہر عزیمت ہے اس باب مین احادیث
صحیحہ آئی ہین اور میت کی طرف سے اوسکا ولی روزہ رکھے بدلیل حدیث عائشہ رفعًا
من مات وعليه صيام صام عنه وليه رواه الشيخان مختار محققین علما و اہل حدیث
یہی ہے اور جو شخص اتنا بوڑہا ہو کہ ادا و قضا دونون سے عاجز ہو وہ ہر دن کے عوض ایک
مسکین کو کھلاوے اسی طرح بوڑہی عورت اور حمل والی اور دودہ پلانے والی ابن عباس
اسی طرف گئے ہین اور یہی راجح بہی ہے **ف** صوم تطوع مین ایک تو چہہ روزے
شوال کے ہین انکو حدیث ابو ایوب مین صوم دہر ٹہیرایا ہے رواہ مسلم یہ گویا بمنزلہ سنن
رواتب کے نماز مین ہین دوسرے نو روزے ذیحجہ کے انمین سب سے زیادہ تاکید روزہ عرفہ کی ہے

حدیث ابو قتادہ مین فرمایا ہے کہ یہ روزہ کفارہ ہے دو سال گذشتہ و آیندہ کا روا ہ مسلم
تیسرے دس روزے محرم کے ہین یہ بعد رمضان کے افضل صیام ہین انمین سب سے زیادہ تاکید
یوم عاشورا کی ہے حضرت نے خود بھی رکھا اور دوسرون کو بھی اوسکے رکھنے کا حکم دیا اور
فرمایا کہ اگر سال آیندہ تک زندہ رہونگا تو نوین محرم کو بھی روزہ رکھونگا رواہ مسلم چوتھا
روزہ شعبان کا ہے حضرت اس ماہ مین بہت روزے رکھتے پانچوین روزہ دوشنبہ و
پنجشنبہ کا ہے انمین قصد کر کے روزہ رکھتے اور فرماتے ہر دوشنبہ و پنجشنبہ کو اعمال عرض
کئے جاتے ہین اخرجہ احمد من حدیث ابی هریرۃ چھٹے تین روزے ایام
بیض کے ہین انکو صیام دہر فرمایا ہے ۱۳-۱۴-۱۵- اور کبھی عشرہ اوالی یا اخیر مین
رکھتے اور افضل تطوع یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے حضرت داؤد
علیہ السلام اسی طرح کیا کرتے تھے اور صوم دہر مکروہ ہے بدلیل حدیث ابن عمر کہ حضرت
نے فرمایا ہے لا صام من صام الابد رواہ الشیخان وغیرهما اور تنہا روزہ
رکہنا دن جمعہ کے یا دن شنبہ کے مکروہ ہے بدلیل حدیث جابر نهی عن صوم یوم الجمعة
رواہ الشیخان و بدلیل حدیث صماء بنت بسر جو نزدیک احمد و ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ
و ابن حبان کے آئی ہے اور ابن السکن نے اوسکو صحیح کہا ہے لا تصوموا یوم السبت
الحدیث اور روزہ رکہنا دن عیدین کے حرام ہے اسی طرح استقبال کرنا رمضان کا ایک دو
دن کے روزے سے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جو صحیحین مین آئی ہے لا یتقدمن احدکم
رمضان بصوم یوم او یومین الا ان یکون رجل کان یصوم صوما فلیصمه
**ف** اہل علم نے کہا ہے روزہ مین چند چیزین فرض ہین ایک طلب کرنا ماہ رمضان کا
تاکہ یہ بات معلوم کرے کہ ۲۹ یا ۳۰ کا ہے اسمین گواہی ایک عدل کی کافی ہے دوسرے
نیت کرنا رات سے کہ ہر رات نیت کرے اور یاد رکھے کہ یہ روزہ رمضان کا ہے اور فرض
واجب الادا ہے سو جو مسلمان اسکو یاد رکہیگا اوسکا دل خود نیت سے خالی نہ ہوگا

تیسرے یہ کہ کوئی چیز اپنے باطن مین نہ پہنچائے عمداً او فصد و حجامت کرنا سرمہ لگانا کان مین
سلائی ڈالنا پنبہ احلیل مین رکھنا زیان نہین کرتا اسلئے کہ باطن وہ ہے جو کسی چیز کا قرارگاہ
ہو جیسے دماغ و شکم و معدہ و مثانہ چوتھے یہ کہ بی بی سے مباشرت نکرے اور اگر رات کو
صحبت کی ہے اور بعد صبح کے نہایا تو جائز ہے پانچوین یہ کہ قصداً منی باہر نہ نکالے چھٹے
یہ کہ قصداً قی نکرے اور اگر بے اختیار قی ہو جائیگی تو روزہ بجا ئیگا رہے سنن صوم سونا
بھی ہے سحر مین تاخیر کرنا افطار مین جلدی کرنا خرما کھا کر یا پانی پی کر اور صدقہ کرنا اور کھانا
کھلانا اور بہت پڑھنا قرآن کا اور مسجد مین اعتکاف کرنا خاصۃً عشرۂ آخر مین کہ لیلۃ القدر
اسی عشرہ مین ہوتی ہے حضرت اس رات جاگتے اور خوب عبادت کرتے یہ رات ۲۱ یا
۲۳ یا ۲۵ یا ۲۷ کو ہوتی ہے ۲۷ ممکن تر ہے اولی یہ ہے کہ اعتکاف ایک دہائی کا پیوستہ
کرے **ف** اعتکاف بلاخلاف مشروع ہے ہر وقت مین اندر مسجدون کے ہو سکتا ہے
اور رمضان مین موکد تر ہے خصوصاً عشرۂ آخر رمضان مین اور کوشش بجالانا عمل مین
اندر اعتکاف کے اور شبہای قدر مین قیام کرنا مستحب ہے حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے
من قام لیلۃ القدر ایمانا و احتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ رواہ الشیخان
تعیین لیلۃ القدر مین قریب چالیس قول کے ہین حجۃ البالغہ مین کہا ہے لیلۃ القدر دو ہین
ایک وہ رات جسمین سارا قرآن یکبارگی اوترا پھر پارہ پارہ ہو کر آیا یہ رات اندر سال
کے ہوتی ہے کچھ واجب نہین ہے کہ رمضان ہی مین ہو ہان رمضان مظنہ غالب ہے
جب قرآن اوترا تھا تو اتفاقاً یہ شب رمضان ہی مین پڑی تھی دوسری وہ رات ہے جسمین
ایک طرح کا انتشار روحانیت و آمد ملائکہ کی زمین پر ہوتی ہے اس رات مین مسلمان
طاعات پر متفق ہوتے ہین اور ملائکہ انسے نزدیک اور شیاطین دور ہو جاتے ہین
اور دعا قبول ہوتی ہے یہ رات ہر رمضان مین اندر شبہای طاق کے ہوا کرتی ہے اور
اسسے خارج نہین ہوتی جیسے کہا کہ لیلۃ القدر ہر سال مین ہوتی ہے اوسکی مراد اول ہے

اور جسنے کہا کہ عشر اخیر رمضان مین ہوتی ہے اوسکی مراد ثانی ہے اختلاف صحابہ کا اس شب
مین مبنی ہے اختلاف وجدان پر جو اس شب کو پائے وہ یہ دعا کرے اللهم انک عفو تحب
العفو فاعف عنا انتھی ابو حنیفہ نے فرمایا یہ رات رمضان مین ہوا کرتی ہے ہم نہین
جانتے کہ کونسی رات ہے پہر معتکف کو چاہیے کہ جامی اعتکاف سے باہر نہ نکلے مگر قضا
حاجت کو اگر کسی بیمار کا پوچھنا ہو تو راہ چلتے پوچھ لے **ف** روزہ کے تین درجے مین
ایک روزہ عوام کا دوسرا روزہ خاص کا تیسرا روزہ خاص الخاص کا عوام کا روزہ تو وہی
ہے جسکا ذکر ہو چکا اسکی نہایت یہی روکنا ہے بطن و فرج کا طعام و شراب و جماع سے یہ ادنی
درجہ ہے روزہ خاص الخاص کا یہ ہے کہ دل کو اندیشۂ غیر حق سے نگاہ رکھے اور
آپکو بالکل حوالہ خدا کردے اور جو کچھ سوا خدا کے ہے اوس سے ظاہر و باطن مین روزہ دار
ہو اگر سوا حدیث حق کے اور جو کچھ کہ متعلق حق ہے کسی اور چیز کا اندیشہ کریگا تو روزہ
جاتا رہیگا اسی طرح اگر غرض دنیاوی مین فکر کریگا گو مباح ہو روزہ باطل ہو جائیگا مگر وہ اندیشہ
دنیا جو دین پر یاور ہو کہ وہ خود دنیا نہین ہے یہانتک کہ اگر دل مین یہ تدبیر کریگا کہ مین روزہ
کس چیز سے کہولون تو اوسپر خطا کاری لکہی جائیگی کیونکہ یہ دلیل ہے اس بات پر کہ جس
رزق کا اللہ نے اوس سے وعدہ کیا ہے اسکو اوسپر وثوق نہین ہے سو ایسا روزہ
انبیا و صدیقین کا ہوتا ہے ہر کوئی اس درجہ کو نہین پہنچتا روزہ خواص کا یہ ہے کہ سارے
اعضا کو نابایست سے باز رکہے اور شکم و شرمگاہ پر اقتصار نکرے یہ روزہ چھ چیزون سے
تمام ہوتا ہے ایک یہ کہ آنکہ کو ہر اوس چیز سے بچائے جو خدا سے مشغول کرے خصوصاً
اوس چیز سے جو شہوت انگیز ہو انس نے رفعاً کہا ہے کہ پانچ چیزون سے روزہ جاتا رہتا
ہے کذب و غیبت و سخن چینی و سوگند ناحق و نظر شہوت دوسرے یہ کہ زبان کو بیہودہ کہنے
سے اور اوس چیز سے جس سے کہ بے نیاز ہے باز رکہے یا ذکر و تلاوت قرآن مین مشغول ہو یا خاموش
رہے مناظرہ و لجاج کرنا بجملہ بیہودگی کے ہے بعض کے نزدیک غیبت و کذب سے بہی

روزہ جاتا رہتا ہے تیسرے یہ کہ کان کو ناشنیدنی سے باز رکھے کیونکہ جو بات لائق کہنے کے
نہین ہوتی ہے وہ لائق سننے کے بہی نہین ہوتی سننے والا شریک گوئندہ کا ہوتا ہے
معصیت وکذب وغیبت مین حدیث مین آیا ہے المغتاب والمستمع شریکان فی الاثم
اور اللہ نے فرمایا ہے سماعون للکذب اکالون للسحت چوتہے یہ کہ ہاتہ پاؤن اور
سارے جوارح کو ناشائیستے سے نگاہ رکہے جو روزہ دار ایسا نہین کرتا ہے اوسکی مثال اوس
بیمار کی سی ہے کہ میوہ کہانیسے بچتا ہے اور زہر کہاتا ہے کیونکہ معصیت زہر ہے اور
طعام غذا ہے زیادہ کہانا اوسکا زیان ہے اگرچہ اصل اوسکی زیان کار نہین ہے ولہذا حضرت
نے فرمایا ہے کہ بہت سے روزہ دار ہین کہ نصیب اونکا روزہ سے نہین ہے مگر یہی بہوک و پیاس
یہ وہ شخص ہے جو حرام افطار کرتا ہی یا غیبت کرتا ہی یا جوارح کو معاصی سے نگاہ نہین رکہتا پانچوین یہ کہ
وقت افطار کے رزق حرام وشبہ نہ کہائے بلکہ حلال خالص سے بہی زیادہ نہ کہائے کیونکہ
جب رات کو اوس چیز کا تدارک کیا جو دن کو فوت ہوگئی تہی تو پہر کیا مقصود حاصل ہوگا اسلیے
کہ مقصود روزہ سے ضعیف کرنا شہوات کا ہے اور جب دو بار کا کہانا ایک بار مین کہا لیا
تو شہوت اور زیادہ ہوگئی خصوصًا جبکہ طرح طرح کے طعام جمع کیے حالانکہ جب تک معدہ
خالی نہوگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے تاکہ اثر ضعف وگرسنگی
کا اپنے اندر پائے اور جب رات کو تہوڑا نہ کہایا اور جلد سو رہا تو نماز شب ادا نکریگا ولہذا حضرت
نے فرمایا ہے کہ کوئی برتن جسکو پر کیا جائے نزدیک اللہ کے معدہ سے دشمن تر نہین ہے
چہٹے یہ کہ بعد افطار کے دل درمیان بیم و اسید کے ہو کیا معلوم کہ روزہ قبول ہوا یا نہین
حسن بصری کا گزر دن عید کے ایک قوم پر ہوا وہ لوگ ہنس رہے تہے اور کہیلتے تہے کہا
اون لوگون سے بڑا تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنے حقیقت حال سے واقف نہین ہین اگر
پردہ اوٹہا لیا جائے تو پہر کوئی نہ ہنسے اور کہیل مین نہ لگے غرضکہ جو شخص روزہ مین ترک
طعام وشراب پر مقصر کرتا ہے اوسکا روزہ ایک صورت بے سوح ہے حقیقت روزہ کی یہ ہے

کہ ملائکہ کے مشابہ ہو کہ انکو اصلا شہوت نہین ہے اور بہائم کو شہوت غالب ہوتی ہے سو
جب آدمی پر شہوت غالب ہوگی وہ درجۂ بہائم مین ہوگا اور جب شہوت مغلوب ہوگی تو
مشابہ ملائکہ کے ہوگا یعنی صمدیت مین نہ مکان مین اور ملائکہ مقرب حضرت حق ہین تو اب
بسبب حق سے نزدیک ہوجاینگا اور نہ بہائم سے نزدیک رہیگا پھر جبکہ شام کو تدارک کیا اور
شہوت پوری کرلی اور جو پیا خوب کھایا پیا تو اب شہوت قوی ہوئی نہ ضعیف اور روح
روزہ کی ہاتھ نہ آئی احیاء الاحیاء مین کہا ہے فان قلت ان الفقہاء یصححون صوم من
اقتصر علی کف البطن والفرج وترک ھذہ المعانی قلت الفقہاء یثبتون
شروط الظاھر ولیس الیھم ما تیسر علی العموم فاما علماء الآخرۃ فیعنون بالصحۃ
القبول وبالقبول الوصول الی المقصود وبالمقصود التخلق بخلق من اخلاق اللہ
والاقتداء بالملائکۃ فی الکف عن الشہوات بحسب الامکان انتہی +

# صفت روزہ

حضرت صلعم یون تو ہمیشہ اجود ناس تھے لیکن رمضان مین سب سے زیادہ جود وکرم کرتے تھے
ان دنون مین سخاوت وبخشش وصدقات وخیرات سب ایام ولیالی سے زیادہ کرتے اور
ذکر ونماز واعتکاف وتلاوت قرآن مین تمام ساعات کو مشغول رکھتے اور اس ماہ عظیم کو
ساتھ عبادات گوناگون کے مخصوص فرماتے ایک شخص کی شہادت پر روزہ رکھتے دو شخص
کی شہادت پر افطار کرتے اور وقت افطار کے یہ دعا کرتے اللھم لک صمت وعلی رزقک
افطرت رواہ ابو داؤد اور کبھی کہتے ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر
ان شاء اللہ اور شہا دی رمضان مین اگر حاجت غسل کی ہوتی تو رات ہی کو نہا لیتے اور جو کوئی
بھولے سے کھا پی لیتا اوسکو حکم قضا کا نہ فرماتے اور کہتے ان اللہ ھو الذی اطعمہ وسقاہ
اور مضمضہ واستنشاق مین مبالغہ نکرتے ایک بار رمضان مین اعتکاف فوت ہوگیا تھا تو

شوال مین اوسکو قضا کیا یکبار عشرۂ اول مین یکبار عشرۂ اوسط مین اعتکاف کیا تہا جب
معلوم ہوا کہ شب قدر عشرۂ اخیر مین ہوتی ہے تو پہر عشرۂ اخیر پر مواظبت کی نماز صبح پڑہکر
معتکف مین داخل ہوتے معتکف ایک خیمہ تہا جو مسجد مین کہڑا کیا جاتا وہان تنہا بیٹھتے
آخر سال عمر مین بیس دن اعتکاف کیا اور دو بار قرآن حضرت جبریل کو سُنایا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

# باب سوم بیان مین زکوٰۃ کے

اِس باب مین کئی ایک فصلین ہین

## فصل بیان مین وجوب زکوٰۃ وغیرہ کے

حدیث ابن عمرؓ مین جملہ بناء پنجگانہ اسلام کے ذکر زکوٰۃ دینے کا بہی آیا ہے رواہ الشیخان
یہ حدیث دلیل ہے اِس بات پر کہ جیسے فرضیت شہادتین ونماز وروزہ وحج کی ہے اِسیطرح
فرضیت زکوٰۃ کی بہی ہے اور جو حکم تارک نماز وروزہ وحج کا عمداً ہے وہی حکم تارک
زکوٰۃ کا بہی ہے حدیث ابوہریرہ مین فرمایا ہے اکفلوا لی بستٍ اکفل لکم بالجنۃ
الصّلوٰۃ والزکوٰۃ والامانۃ والفرج والبطن واللسان رواہ الطبرانی یعنی
تم میرے لئے اِن چہہ چیزون کے ذمہ دار ہو مین تمہارے لئے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہون
نماز زکوٰۃ امانت شرمگاہ شکم زبان مطلب یہ ہے کہ اِن اعضا کے گناہون سے بچکر
یہ مہلک ہوتے ہین اور نماز وزکوٰۃ بجالاؤ گویا ذکر منجیات ومہلکات دونون کا فرمایا اور اوسپر
ضمانت بہشت کی دی ابوہریرہ کہتے ہین ایک اعرابی نے کہا ای رسول خدا مجہے ایسا کام
بتا کہ مین جنت مین جاؤن فرمایا عبادت کر اللہ کی بے شرک نماز فرض قائم رکہہ زکوٰۃ فرض
دے روزہ رمضان کا رکہہ اوسنے کہا واللہ مین نہ اسپر کچہہ زیادہ کرون نہ اِس سے کچہہ کم
جب وہ پشت پہیر کر چلا تو فرمایا من سرّہ ان ینظر الی رجل من اہل الجنۃ فلینظر الی

هذا رواه البخاری ومسلم یعنی جسکا جی بہشتی آدمی کے دیکھنے کو چاہے تو وہ اس شخص
کو دیکھے بہشتی ہے دوسری حدیث طویل ابوہریرہ مین فرمایا ہے کہ جو سونے چاندی والا حق
زر وسیم ادا نہین کرتا ہے قیامت کے دن آگ کی تختیان بناکر اوس سے اوسکے پہلو وپیشانی
وپشت کو داغ دینگے جب وہ ٹھنڈی ہوجائینگی تو پہر گرم کرلینگے پچاس ہزار سال تک کے دن
مین یہی ہوا کریگا یہانتک کہ بندون کا فیصلہ ہو پہر وہ اپنا رستہ طرف جنت یا نار کے اے دیکھیگا اسیطرح
حق مین شتر وگاؤ وگوسفند والون کے فرمایا ہے کہ یہ بہائم اوسکو اپنے پاؤن سے پامال کرینگے
تا آخر رواہ الشیخان ابن مسعود کا لفظ مرفوع یہ ہے جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہین دیتا ہے
وہ مال دن قیامت کے ایک گنجا سانپ بنکر اوسکے گلے کا ہار ہوگا اسکا مصداق اللہ کی کتاب
مین ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتاهم الله من فضله الآیہ رواہ ابن ماجہ
حدیث ابوہریرہ مین منجملہ اون تین شخصون کے جو سب سے پہلے داخل نار ہونگے ایک اوس شخص
کو ذکر کیا ہے جو اپنے مال مین سے اللہ کا حق ادا نہین کرتا ہے رواہ ابن خزیمہ ابن مسعود نے
نے کہا امرنا باقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ومن لم یزک فلا صلوٰۃ لہ رواہ الطبرانی
وفی روایۃ من اقام الصلوٰۃ ولم یؤت الزکوٰۃ فلیس بمسلم ینفعہ علمہ
یعنی تارک زکوٰۃ کی نماز قبول نہین ہوتی اور نہ وہ مسلمان ہے اور نہ اوسکو علم نفع دے عمارہ
بن حزم کا لفظ رفعًا یہ ہے اربع فرضهن الله فی الاسلام فمن جاء بثلث لم یغنین
عنه شیئًا حتی یاتی بهن جمیعًا الصلوٰۃ والزکوٰۃ وصوم رمضان وحج البیت
رواہ احمد یعنی جب تک یہ چارون کام نکریگا تب تک تین کام کا کرنا کچھ بکار آمد نہین
ہوگا اللہ نے قرآن مین نماز وزکوٰۃ کو ملاکر بہت جگہہ ذکر کیا ہے جیسے اقیموا الصلوٰۃ و
اتوا الزکوٰۃ اور فرمایا ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ وذلک دین القیمۃ ایک شخص
نجدی نے حضرت سے سوال اسلام کا کیا تہا اوسکے جواب مین ذکر نماز پنجگانہ وصوم رمضان وزکوٰۃ
کا کیا اوسنے کہا اسکے سوا مجہپر کچہہ اور بہی فرض ہے فرمایا لا الا ان تطوع اوس نے کہا

واللہ لا ازید علی ہذا ولا انقص فرمایا افلح الرجل ان صدق متفق علیہ من حدیث
طلحہ بن عبید اللہ ابن عباس کہتے ہین جب معاذ کو طرف یمن کے بہیجا تہا فرمایا اعلمہم
ان اللہ قد افترض علیہم صدقۃ توخذ من اغنیائہم وترد علی فقرائہم متفق علیہ
حدیث ابو ہریرہ مین آیا ہے کہ ابو بکر صدیق نے کہا تہا واللہ لاقاتلن من فرق بین
الصلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال الحدیث متفق علیہ غرضکہ زکوٰۃ
ایک فرض ہے فرائض دین سے اور ایک رکن ہے ارکان اسلام سے اور ایک ضروری
ہے ضروریات شرع سے لکن اوسی مال مین واجب ہے جسمین کہ شارع نے واجب کی ہے
وہ ایجاب شارع بیان ہے اس آیت کا خذ من اموالہم صدقۃ و آتوا الزکوٰۃ
جس طرح کہ بیان اقیموا الصلوٰۃ کا کیا ہے اہل علم نے اسجگہ بہت توسیع کی اور ایسے
اموال پر زکوٰۃ کو واجب کہا ہے جنپر اللہ ورسول نے زکوٰۃ واجب نہین کی بلکہ بعض اموال
مین حضرت نے عدم وجوب کی صراحت فرمادی ہے جیسے یہ کہ گہوڑے اور غلام پر صدقہ
نہین ہے صحابہ اموال وجواہر وتجارات وخضراوات رکہتے تہے حضرتؐ نے اونسے نہین
کہا کہ تم ان چیزون کی زکوٰۃ دو اور نہ مطالبہ کیا اگر اون اموال مین زکوٰۃ واجب
ہوتی تو ضرور بیان فرماتے

## فصل

زکوٰۃ مالک مال پر جب واجب ہوتی ہے کہ وہ مکلف ہو اسی لئے صبی ومجنون پر واجب نہین
ہے اور نہ انکے اولیاء پر اخراج زکوٰۃ کا انکے مال سے واجب ہے آیت قرآنی اسی پر دلیل ہے
خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا تطہیر وتزکیہ صبی ومجنون کے یعنی
نہین ہین بلکہ اموال عباد کے حرام ہین بنص کتاب وسنت حلال نہین ہوتے ہین مگر تراضی
وطیبت نفس سے یا ورود شرع سے جیسے زکوٰۃ دیت ارش شفعہ ونحوہا یہ مسئلہ اگرچہ

خلاف رائی اہل فقہ مصطلح سے ہے لکن حق یہی ہے جو اسجگہ لکھا گیا واللہ اعلم انواع زکوۃ چھہ ہین ایک[1] زکوۃ چوپایہ جیسے شتر و گاو و گوسفند رہا اسپ و خر و دیگر حیوانات انمین زکوۃ نہین ہے اسکی تفصیل اسجگہ ضرورت نہین دوسری[2] قسم زکوۃ کی معشرات ہین کہ عشر پیداوار لیا جائے جیسے گندم جو خرما مویز تیسری[3] زکوۃ زر و سیم چوتھی[4] زکوۃ مال تجارت لکن یہ ثابت نہین ہے اگرچہ فقہا نے واجب کہا ہے پانچوین[5] زکوۃ فطر چھٹی[6] زکوۃ رکاز یعنی دفین جاہلیت اسمین ایک خمس واجب ہے بلا اعتبار حولان حول و نصاب **ف** سونے چاندی پر جب ایک سال پورا گذر جائے تو اونپر ربع عشر واجب آتا ہے نصاب سونے کے بیس[1] دینار اور نصاب چاندی کے دو سو درہم ہین اس مقدار سے کم پر زکوۃ واجب نہین ہے زیور کی زکوۃ مین احادیث متعارضہ آئی ہین اطلاق کنز کا زیور پر بعید ہے اگرچہ بمعنی کنز کے حاصل ہین اور نکلنا اختلاف سے احوط ہے ہر سال زیور کا وزن کرکے ربع عشر نکالا جائے اگر وزن بست دینار و دو صد درہم سے کم ہو تو پھر اوسپر کچھہ زکوۃ نہین ہے اسی طرح موتی و مشک و عنبر پر زکوۃ نہین ہے اور نہ اموال تجارت پر کیونکہ کوئی دلیل اوسکے وجوب پر قائم نہین اور جو استدلال قائلین وجوب کا مال تجارت پر ہے وہ مخدوش ہے قابل حجت کے نہین ہے بلکہ یہی حدیث ابوہریرہ رفعاً لیس علی المسلم صدقۃ فی عبدہ ولا فرسہ جو صحیح مین آئی ہے ظاہر اسکا عدم وجوب زکوۃ ہے جمیع احوال مین کیونکہ سوداگری گھوڑے اور غلام کی مروج ہے اور یہ کہنا ابن منذر کا کہ زکوۃ تجارت پر اجماع ہے صحیح نہین ہے سب سے پہلے مخالفت اس اجماع کی تو ظاہریہ ہی نے کی ہے اور یہ ایک بڑا گروہ ذی علم اہل اسلام کا ہے اس گروہ مین بڑے بڑے عالم باللہ و عارف باللہ گذرے ہین جیسے داؤد و ابن حزم و شیخ محی الدین بن عربی وغیرہم رضی اللہ عنہم اسی طرح مستغلات پر زکوۃ نہین ہے جیسے گھر اور جانور کرایہ کے کیونکہ دلیل وجوب کی موجود نہین ہے اور حدیث مذکور اسکو بھی شامل ہوسکتی ہے اگرچہ حاجت استدلال کی اس جگہہ نہین ہے کیونکہ قیام مقام منع کافی ہے **ف** گندم و جو و ذرہ و تمر و زبیب مین عشر

پیداوار واجب ہے اور چالیسوین نصف عشر حدیث جابر مین فرمایا ہے کہ جسکو نہر و باران نے پانی دیا اوسمین دسوان حصہ ہے اور جسکو بیلون سے سینچا اوسمین نصف عشر ہے رواہ احمد ومسلم والنسائی ابوداؤد نے لفظ نشیمہ بھی زیادہ کیا ہے نصاب اسکے پانچ وسق ہین اس سے کم مقدار مین زکوٰۃ نہین آتی ہے ابن ماجہ واحمد کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ وسق ساٹھہ صاع کا ہوتا ہے ابوداؤد کا لفظ یہ ہے کہ ساٹھہ مختوم کو وسق کہتے ہین مین کہتا ہون کہ صاع چار مُد کا ہوتا ہے مُد بحساب آثار انگریزی جو فی الحال رائج ہے نیم پاؤ کم ایک سیر ہوتا ہے اس مقدار پر ساٹھہ صاع کی بحساب فی صاع سہ نیم آثار دو صد و دہ آثار ہوئے یہ ایک وسق کا وزن ہے پانچ وسق کا وزن یکہزار و پنجاہ آثار ہوا حجۃ اللہ البالغہ مین کہا ہے کہ دانہ و تمر مین اندازہ پنج وسق کا اسلئے مقرر کیا ہے کہ اسقدر غلہ ایک گھر والے کو ایک سال تک کفایت کرتا ہے کیونکہ اقل بیت ایک میان ایک بی بی تیسرا خادم یا بچہ ہوتا ہے اور غالب قوت انسان کا ایک رطل یا ایک مُد طعام ہوتا ہے سو جب ہر واحد انمین کا اس قدر کھائیگا تو اونکے لئے ایک سال کو یہ مقدار کفایت کریگا اور کچھہ واسطے سالن وغیرہ حوائج کے بچ جائیگا ان پانچ چیزون کے سوا جو اور چیزین ہین جیسے ساگ بھاجی وغیرہ اونپر کچھہ زکوٰۃ نہین ہے سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت کی عادت نہ تھی کہ گھوڑے و غلام و حجم خربزہ و فواکہ سے جو کہ وزن مین نہین آتے ہین اور اونکو ذخیرہ نہین کیا جاتا ہے زکوٰۃ لین مگر رطب و عنب کہ انکی زکوٰۃ لیتے اور خشک و تر مین کچھہ فرق نکرتے انتہیٰ لیکن عسل مین ایک عشر لینا بدلیل حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ واجب ہے رواہ ابن ماجہ پھر زکوٰۃ مین شتابی کرنا جائز ہے چاہے ایک دو سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے امام پر واجب ہے کہ ہر جگہہ کے تونگرون سے مال زکوٰۃ لیکر اوسی جگہہ کے فقیرون کو دے دلیل اسکی حدیث معاذ ہے جو اوپر گذر چکی دوسری دلیل حدیث ابی جحیفہ ہے کہ ہمارے یہان صدقہ لینے حضرت کا آیا ہمارے اغنیاء سے لیکر ہمارے فقراء کو دیگیا مین ایک یتیم بچہ تھا

مجکو بھی ایک شتر دیا اخرجه الترمذی و حسنه تیسری دلیل حدیث عمران بن حصین کی
ہے اونکو صدقہ پر عامل کیا تھا وہ جب پھر کر آئے کہا مال کہان ہے کہا کیا مجھے مال کے لئے
بھیجا تھا ہم جہان سے عہد حضرت صلعم مین لیکر جہان خرچ کرتے تھے وہان سے لیکر اب بھی
بھیجے وہین رکھا اخرجه ابوداؤد و ابن ماجه اس سے معلوم ہوا کہ ایک ملک و شہر کی زکوٰۃ
دوسرے ملک و شہر مین نہ بھیجے جس جگہہ کا مال ہے اوسی جگہہ کے اہل فقر پر تقسیم کرے
یہی مذہب ہے حنفیہ کا بھی لکن بعض نے کہا ہے کہ جب اسجگہ کے صرف سے فاضل ہو تو پھر
اور جگہہ صرف کرنا جائز ہے واللہ اعلم پھر مالک مال نے زکوٰۃ سلطان کو دیدی گو وہ ستمگار تھا
تو ذمہ مزکی کا پاک ہو گیا احادیث صحیحہ اسی پر دلیل ہین جمہور کا مذہب بھی یہی ہے کہ دینا
زکوٰۃ کا بادشاہ کو یا اوسکے حکم سے اوسکے نائب کو کفایت کرتا ہے گو سلطان اوس مال کو
غیر مصرف مین صرف کرے اور خواہ عادل ہو یا جائر **ف** زکوٰۃ دینے مین پانچ امر کا لحاظ
کرنا چاہئے ایک یہ کہ نیت زکوٰۃ فرض کی کرے اور اگر کسی کو وکیل کرے تو وقت وکیل
مقرر کرنیکے نیت کر لے یا وکیل کو اجازت دے کہ وہ وقت دینے کے نیت کر لے دوسرے
یہ کہ جب سال تمام ہو جائے تو زکوٰۃ نکالنے مین جلدی کرے بے عذر تاخیر کرنا ٹھیک
نہین ہے زکوٰۃ فطر کو عید کے دن سے تاخیر نکرے اور رمضان مین تعجیل کرنا درست ہے
نہ رمضان سے پہلے اور تعجیل مال کی ساری سال مین روا ہے اگر لینے والا درویش ہو
تیسرے یہ کہ زکوٰۃ ہر جنس کی اوسی جنس سے دے اگر زر عوض سیم کے اور گندم عوض جو کے
یا اور کوئی مال بقدر قیمت کے دیگا تو مذہب امام شافعی رح مین روا نہوگا چوتھے یہ کہ صدقہ
اوس جگہہ پر دے جہان مال موجود ہو کیونکہ وہان کے درویش مال پر آنکھہ لگائے ہوتے
ہین اور اگر دوسرے شہر مین دے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے پانچوین یہ کہ زکوٰۃ کو آٹھہ قسم
پر تقسیم کرے جسقدر کہ میسر آوین چنانچہ ہر قسم مین سے تین شخص سے کم نہون اور سب
چوبیس نفر ہون اگر ایک درہم زکوٰۃ ہو تو مذہب امام شافعی مین واجب ہے کہ ان سب کو دے

اور آٹھہ قسم پر قسمت کرے پھر اوسکو تین شخص یا زیادہ مین جسطرح چاہے بانٹ دے گو سب کا حصہ برابر نہو اسکے بعد غزالی نے کہا ہے کہ اس زمانے مین تین قسم کے لوگ کم ہمیشہ آتے ہین ایک غازی دوسرے مؤلفہ تیسرے عامل زکوٰۃ ہان فقیر و مسکین و مکاتب و ابن السبیل و قرضدار ملتے ہین انمین سے ہر کسی کو زکوٰۃ پندرہ آدمی سے کم کو نہ دے مذہب شافعی کا اس مسئلہ مین مشکل ہے یعنی یہ کہ بدل نکرے دوسرے یہ کہ سب کو دے اکثر لوگ اس زمانے مین بابت ان دو مسئلون کے مذہب امام ابوحنیفہ کو اختیار کرتے ہین ہمکو امید ہے کہ ماخوذ نہون انتہٰی

## فصل

مصرف زکوٰۃ آٹھہ گروہ ہین بموجب نص قرآن انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل فریضۃ من اللہ واللہ علیم حکیم ابن کثیر نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ قسمت زکوٰۃ کا خود اللہ تعالیٰ متولی ہوا ہے اوسنے کسی اور کو اوسمین اختیار نہین دیا آٹھہ جزء مصرف کے مقرر فرمائے حدیث زیاد بن حارث صدائی مین آیا ہے کہ ایک مرد نے حضرت سے کہا مجھے صدقہ دو فرمایا ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم فیہا ہو فجزأہا ثمانیۃ اصناف فان کنت من تلک الاجزاء اعطیتک رواہ ابوداؤد علماء کا اختلاف ہے کہ ان سب اجزاء کا استیعاب کرنا چاہیے یا جو ممکن ہو ایک قول یہ ہے کہ سب کو دینا چاہیے کوئی جزء باقی نرہے شافعی اور ایک جماعت اسی کی قائل ہے دوسرا قول یہ ہے کہ استیعاب کچھہ واجب نہین ہے بلکہ ایک قسم کو بھی دینا جائز ہے بلکہ اگر باقی اقسام موجود بھی ہین اور ایک ہی قسم کو دیا تو بھی درست ہے مالک اور ایک جماعت سلف و خلف اسیکی قائل ہے عمر و حذیفہ و ابن عباس و ابو العالیہ و سعید بن جبیر

ومیمون بن مہران کا قول بھی یہی ہے ابن جریر نے کہا وھو قول عامۃ اھل العلم
اس بنیاد پر ذکر اصناف ہشتگانہ کا اسجگہ واسطے بیان مصرف کے ہے نہ واسطے وجوب
استیعاب کے ولوجوہ الحجاج والمواخذۃ مکان غیر ھذا واللہ اعلم بہراللہ نے
فقرا کو بقیہ انواع پر اسلیئے مقدم کیا کہ یہ لوگ بہ نسبت غیر کے زیادہ ترمحتاج ہوتے ہین
بسبب شدت فقر وفاقہ وحاجت کے بحسب شہرت ابوحنیفہ رح کے نزدیک مسکین فقیر سے
بھی بدتر حال والا ہے وھو کما قال احمد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے فقیر وہ
نہین ہے کہ جسکے پاس مال نہین ہے فقیر وہ ہے جو اخلق کسب ہو ابن علیہ نے کہا
اخلق محارب کو کہتے ہین نزدیک ہمارے لکن جمہور برخلاف اسکے ہین ابن عباسؓ مجاہد
وحسن بصری وابن زید سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر اور غیر واحد نے اختیار کیا ہے
کہ فقیر وہ ہے جو پارسا ہو لوگون سے کچھ نہ مانگے اور مسکین وہ ہے جو سوال کرے طواف
کرے لوگون کے پیچھے لگے قتادہ نے کہا فقیر وہ ہے جو دکھیا ہو مسکین وہ ہے جو
تندرست ہو ابراہیم نے کہا مراد اسجگہ فقراء مہاجرین ہین سفیان ثوری نے کہا یعنے
اعراب کو زکوٰۃ مین سے کچھہ نہ دیا جائے سعید بن جبیر وسعید بن عبدالرحمن سے بھی ایسا ہی
مروی ہے عکرمہ نے کہا تم فقراء مسلمین کو مساکین نہ کہو مساکین تو اہل کتاب ہین انتہی
کلام ابن کثیر رح **ف** غزالی نے کیمیاء سعادت مین کہا ہے کہ پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ ہے
جو کچھہ چیز نہ رکھتا ہو اور کچھہ کسب نکرتا ہو اگر ایک دن کا قوت اور بدن پر کپڑا رکھتا ہے
تو وہ فقیر نہین ہے ہان اگر آدھے دن کا قوت رکھتا ہے اور اوسکے پاس پیرہن ہے دستار
یا دستار ہے پیرہن نہی تو وہ درویش ہے اور اگر آلہ سے کسب کر سکتا ہے اور کوئی آلہ نہین ہے
تب بھی وہ درویش ہے اور اگر طالب علم ہے اور کسب مین مشغول ہونے سے علم سے باز رہتا ہے
تو بھی درویش ہے سوایسی درویشی والے کم ملتے ہین مگر اطفال اسکی تدبیر یہ ہے کہ
ایسا درویش ڈھونڈے جو عیال دار ہو فقیر کو حصہ اون اطفال کا سپرد کردے دوسری

نوع مسکین ہے سو جسکا خرچ مہم دخل سے زیادہ ہو گو وہ خانہ و جامہ رکہتا ہو تو وہ مسکین ہے
لکن جو کہ کفایت یک سالہ نہین رکہتا ہے اور کمائی اوسکو وفا نہین کرتی تو جائز ہے کہ اوسکو
اتنا دین کہ ایک سال کو بس ہو اور اگر فرش و ظروف خانہ رکہتا ہے اور کتاب بہی رکہتا ہے
لکن اوسکی طرف محتاج ہے تو بہی مسکین ہے اور اگر کچہہ حاجت سے زیادہ رکہتا ہے تو پہر
مسکین نہین ہے تیسری نوع وہ لوگ ہین جو زکوٰۃ کو جمع کرتے ہین اور مستحقین کو پہنچاتے
ہین انکی مزدوری اسی مال زکوٰۃ سے دیوے نوع چوتہی مؤلفۃ القلوب ہین اگر ایک محتشم
مسلمان ہو جائے تو اوسکو اسلئے مال دین کہ اورون کو بہی رغبت اسلام مین ہو نوع پنجم
مکاتب ہے کہ کسی کا غلام ہو اپنی جان کو آقا سے کسی قدر مال کما کر دینے پر خرید لے اور قسط
مقرر کرے چہٹی نوع وہ شخص ہے کہ قرضدار ہو لکن یہ قرض بابت کسی معصیت کے نہ کیا ہو
خواہ درویش ہو یا تونگر بلکہ وہ قرض کسی مصلحت کے لئے کیا ہو کہ فتنہ دب جائے ساتوین
نوع غازی ہین کہ انکی کچہہ تنخواہ کچہری سے مقرر نہو اگرچہ تونگر ہون راہ کا ساز و برگ
انکو مال زکوٰۃ سے دیا جائے آٹھوین قسم مسافر ہے جسکے پاس زاد راہ نہین ہے یا اپنے
شہر سے سفر کو جاتا ہے اوسکو بقدر زاد و کرایہ کے زکوٰۃ مین سے دین **ف** جو شخص
کہے کہ مین درویش یا مسکین ہون اوسکی بات قبول کرنا درست ہے تا جبکہ یہ معلوم نہو کہ
وہ جہوٹ کہتا ہے لکن مسافر و غازی اگر سفر و غزا کو نہ جائین تو زکوٰۃ کو اونسے واپس کر
رہے باقی اقسام شش گانہ اونکا مستحق ہونا معتمد لوگون کے کہنے سے معلوم ہو سکتا ہے
انتہی کلام الغزالی رح **ف** مثنوی شرح موطا مین کہا ہے فقیر نزدیک ابو حنیفہ رحمہ کے
وہ شخص ہے جو نصاب سے کم رکہتا ہے یا بقدر نصاب کے لکن وہ نصاب بڑہتی نہین ہے
حاجت مین مستغرق ہے مسکین وہ شخص ہے جو کچہہ بہی نہین رکہتا محتاج سوال کا واسطے
قوت کے یا بدن چہپانے کے ہے اور عامل کو بقدر اوسکے عمل کے دین خواہ فقیر ہو یا غنی
اہل علم اسی پر ہین مؤلفۃ القلوب دو طرح پر ہین ایک وہ جو مسلمان ہو گئے اور اونکی نیت

ضعیف ہے ۲ دوسرے وہ جنکو کوئی شرف حاصل ہے اونکے دینے مین توقع ہے اسلام غیر کی
ابو حنیفہ نے کہا سہم انکا بسبب غلبۂ اسلام کے ساقط ہے رقاب سے مراد مکاتب ہین
نزدیک شافعیہ و حنفیہ کے غارم نزدیک ابو حنیفہ کے وہ ہے جسپر قرض ہے اور مالک نصاب کا
فاضل دین سے نہین ہے یا اوسکا مال لوگون پر ہے لکن لے نہین سکتا ہے سبیل اللہ
سے مراد غازی ہین جنکے لیے فیئی نہین ہے ابو حنیفہ کے نزدیک انکا فقر شرط ہے اور
شافعی کے نزدیک باوجود غنا کے بہی اونکو دیا جاسکتا ہے ابن السبیل سے مراد غریب
منقطع عن المال ہے نزدیک ابو حنیفہ کے یا وہ جو سفر کو جانا چاہتا ہے یا سفر مین ہے
نزدیک شافعیہ کے پہر ان اقسام ہشتگانہ مین اسلام کا ہونا شرط ہے نزدیک اہل علم کے
اور نزدیک شافعی کے استیعاب انواع ہشتگانہ کا واجب ہے اگر عامل ہو ورنہ ہفت
قسم کا اور برابری کرنا درمیان اصناف کے نہ درمیان آحاد کے واجب ہے اور ابو حنیفہ
کے نزدیک صنف واحد و شخص واحد مین صرف کرنا بہی جائز ہے مالک نے کہا امر نزدیک
ہمارے تقسیم صدقات مین یہ ہے کہ یہ تقسیم نہو مگر بروجہ اجتہاد طرفسے والی کے جو نسے
صنف مین حاجت و عدد ہو اوسی کو والی اپنی رائے کے موافق اختیار کرے اور قریب ہے
کہ بعد ایک سال دو سال کے یا سالہا سال کے پہر وہ ایک صنف سے طرف دوسرے
صنف کے نقل کرے وعلی ھذا ادرکت من ارضی من اھل العلم انتھی شوکانی
نے فرمایا ہے کہ ائمہ تفسیر و حدیث و فقہ و کلام نے اصناف ہشتگانہ پر اور جو کچھ ہر صنف مین
معتبر ہے کلام طویل کیا ہے حق یہ ہے کہ معتبر صادق آنا وصف کا ہے شرعا یا لغۃ سو جسپر
یہ بات صادق آسکے کہ وہ فقیر ہے وہ مصرف ہے زکوٰۃ کا اسی طرح حال سائر اوصاف کا
ہے اور جب واسطے وصف کے کوئی حقیقت شرعیہ نہو تو پہر رجوع کرنا طرف مدلول لغت کے
اور تفسیر کرنا اوسکا بطور لغت کے واجب ہے سو جو شروط و اعتبارات اہل علم نے ذکر کئے
ہین اگر وہ مدلول وصف مین لغۃ یا شرعا داخل ہین یا کوئی دلیل اوسپر دلالت کرتی ہے

تو وہ لائق اعتبار کے ہین ورنہ کسی ایک بات کا بہی اعتبار نہین ہے انتہی **ف** مین کہتا ہون
یہ بات اون احادیث سے ثابت ہو سکتی ہے جو کہ متعلق انواع ہشتگانہ ہین اسلئے پہلے
اونکو ذکر کیا جاتا ہے پہر لغت سے معنی ہر ایک لفظ کے لکہے جائینگے ایک نوع فقرا ہین ابن عمر
نے رفعًا کہا ہے لا تحل الصدقة لغنی ولا لذی مرة سوی رواه احمد و
ابوداؤد والترمذی ولاحمد ایضا والنسائی وابن ماجة عن ابی هريرة
مثلہ عبید اللہ بن عدی کہتے ہین کہ دو آدمیون سے اونسے کہا کہ ہم پاس حضرت کے صدقہ
کا سوال کرنے گئے تہے حضرت نے ہمکو نظر غور سے دیکہا اشٹنڈا پایا فرمایا ان شئتما
اعطیتکما ولا حظ فیها لغنی ولا لقوی مکتسب رواه احمد وابوداؤد
والنسائی باسناد جید قوی دوسری صنف مساکین ہین اس باب مین حدیث
ابو ہریرہ رفعًا یون آئی ہے لیس المسکین بهذا الطواف الذی یطوف علی الناس
فترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان قالوا فما المسکین یا رسول الله
قال الذی لا یجد غنی یغنیه ولا یفطن له فیتصدق علیه ولا یسأل
الناس شیئا رواه الشیخان صنف سوم عاملین ہین جو مال زکوٰة اوگہاتے ہین
وہ اس مال سے مستحق ایک قسط کے ہین لکن یہ جائز نہین ہے کہ وہ اقربار رسول خدا صلعم
سے ہون کہ جنپر صدقہ حرام ہے کیونکہ صحیح مین آیا ہے کہ عبد المطلب بن ربیعہ بن الحارث
اور فضل بن عباس نے حضرت کے پاس جاکر سوال کیا تہا کہ ہمکو عامل صدقہ مقرر کرو
فرمایا ان الصدقة لا تحل لمحمد ولا لآل محمد انما هی اوساخ الناس صنف
چہارم مؤلفة القلوب ہین یہ کئی قسم ہین ایک وہ جنکو اسلئے دیا جاتا ہے کہ اسلام لاوین
جسطرح حضرت نے صفوان بن امیہ کو غنائم حنین سے دیا تہا حالانکہ وہ حنین مین بحالت
شرک حاضر ہوئے تہے صفوان کہتے ہین فلم یزل یعطینی حتی صار احب الناس
الی بعد ان کان ابغض الناس الی رواه احمد ومسلم والترمذی دوسرے

وہ جنکو اسلیئے دیا جاتا ہے کہ وہ پکے مسلمان ہو جائیں اونکے دل مسلمانی پہ ثابت رہین
جسطرح کہ حضرت نے دن حنین کے ایک جماعت صنادید طلقا و اشراف کو سو سو اونٹ
عطا کیئے تھے اور فرمایا تھا انی لاعطی الرجل وغیرہ احب الی منہ خشیۃ ان
یکبہ اللہ علی وجہہ فی نار جہنم صحیحین مین ابو سعید سے آیا ہے کہ علی بن ابیطالب نے
کچھ کچا سونا مع خاک کے یمن سے پاس حضرت کے بھیجا تھا حضرت نے چار شخصون
مین تقسیم کر دیا اقرع بن حابس عیینہ بن بدر علقمہ بن علاثہ زید الخیر اور فرمایا اتالفہم
یعنی مین انکی تالیف کرتا ہون تیسرے وہ جنکو اس لیئے دیا جاتا ہے کہ اونکے نظائر
یعنی ہمسر اسلام لے آئین چوتھے وہ جنکو اسلیئے دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے پاس کے لوگو
سے صدقہ اوگھا کر لائین یا حوزۂ مسلمین سے اطراف بلاد کا ضرر دور کرین اسکی تفصیل
کتب فروع مین ہے رہی یہ بات کہ بعد حضرت کے اب بھی مولفہ کو دیا جائے یا نہین
اسمین خلاف ہے عمر و عامر شعبی اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ اب بعد حضرت کے نہ دیا جائے
اسلیئے کہ اللہ نے اسلام اور اہل اسلام کو عزت بخشی بلاد مین متمکن کر دیا اور رقاب عباد کو
اونکے لیئے ذلیل فرمادیا دوسرون نے کہا نہین بلکہ دینا چاہیئے اسلیئے کہ حضرت نے بعد
فتح مکہ اور شکست ہوازن کے دیا تہا اور یہ ایک امر محتاج الیہ ہے انمین صرف کرنا چاہیئے
صنف پنجم رقاب ہین حسن بصری و مقاتل بن حیان و عمر بن عبد العزیز و سعید بن جبیر و نخعی
و زہری و ابن زید نے کہا مراد اس سے مکاتبین ہین ابو موسی اشعری سے بہی اسکی
لگ بھگ روایت ہے یہی قول ہے شافعی و لیث کا ابن عباس و حسن نے کہا آزاد
کرنا گردن کا زکوۃ سے لا باس بہ ہے یہی مذہب ہے احمد و مالک و اسحق کا یعنی لفظ رقاب
عام ہے اس سے کہ مکاتب کو دے یا کوئی بردہ خرید کر کے آزاد کر دے ثواب مین اعتاق
و فک رقبہ کی بہت سی احادیث آئی ہین اور حدیث ابو ہریرہ مین فرمایا ہے ثلاثۃ
حق علی اللہ عونہم الغازی فی سبیل اللہ والمکاتب والمدین یرید الاداء

رواه احمد واهل السنن الا ابا داؤد صنف ششم غارمین ہین یہ کئی قسم ہین
ایک وہ جو متحمل حمالہ یا ضامن قرض ہے اور وہ قرض اسکے گلے لگا ہے اور یہ مال کی طرف سے
تنگدست ہوگیا ہے یا ادائے قرض مین قرضدار ہوگیا ہے یا کسی معصیت مین لیکن پھر اوس سے
توبہ کرلی ہے تو ایسون کو مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہئے اصل اس باب مین حدیث قبیصہ
بن مخارق ہلالی ہے کہا مجھپر حمالہ تھا مینے حضرت سے سوال کیا فرمایا صدقہ آنے تک ٹھیر پھر ہم
تجکو دلا دینگے پھر فرمایا یا قبیصة ان المسئلة لا تحل الا لاحد ثلاثة رجل تحمل
حمالة فحلت له المسئلة حتى يصيبها ثم يمسك ورجل اصابته جائحة
اجتاحت ماله فحلت له المسئلة حتى يصيب قواما من عيش او قال سدادا
من عيش ورجل اصابته فاقة حتى يقوم ثلاثة من ذوي الحجا من قومه
فيقولون لقد اصابت فلانا فاقة فحلت له المسئلة حتى يصيب قواما من
عيش او قال سدادا من عيش فما سواهن من المسئلة سحت يا كلها صاحبها
سحتا رواه مسلم صنف ہفتم سبیل اللہ ہے انمین ایک تو غازی ہین جنکا کچھہ حق
دیوان مین نہین ہے اور نزدیک امام احمد و حسن و اسحق کے حج بھی بدلیل حدیث داخل
سبیل اللہ ہے لیکن یہ لفظ اپنے عموم سے شامل جملہ وجوہ خیرات و محاسن اسلام ہوسکتی ہے
اگرچہ تصریح اوسکی کسی جگہہ نہین دیکھی خصوصًا ایسے حال مین کہ اکثر اصناف میسر نہین آتے
یا زکوٰۃ اونکو دیکر کچھہ مال زکوٰۃ کا فاضل بچتا ہے اس لفظ کی تحقیق کے لئے طرف تفاسیر کتاب اللہ
کے رجوع کرنا ضرور ہے صنف ہشتم ابن السبیل ہے جو کہ مسافر راہگذر ہوتا ہے اور اوسکے
پاس کچھہ نہین ہے جس سے کہ وہ اپنے سفر پر مدد لے اوسکو صدقات مین سے اتنا
دینا چاہئے کہ وہ اپنے شہر کو پہنچ جائے اگرچہ وہان اوسکا مال ہو یہی حکم اوس شخص کا ہے
جو اپنے شہر سے سفر کرنا چاہتا ہے اور اوسکے پاس کچھہ نہین ہے تو اوسکو بقدر آمد و شد
کے مال زکوٰۃ مین سے دینا چاہئے دلیل اسپر ایک تو یہی آیت ہے دوسری دلیل حدیث

ابوسعید سے ہے کہ حضرت نے فرمایا لا تحل الصدقۃ لغنی الا لخمسۃ العامل علیہا او رجل اشتراہا بمالہ او غارم او غاز فی سبیل اللہ او مسکین تصدق علیہ منہا فاہدی لغنی رواہ ابو داؤد وابن ماجۃ دوسرا لفظ ابوسعید خدری کا مرفوعاً یون ہے لا تحل الصدقۃ لغنی الا فی سبیل اللہ وابن السبیل او جار فقیر فیہدی لک او یدعوک رواہ ابو داؤد ان احادیث مین تامل کر لیجیے اور اونکے الفاظ مین غور فرمایئے تو حقیقت شرعیہ ہر ایک نوع کی ان انواع ہشتگانہ سے ظاہر ہوتی ہے رہا بیان ان انواع کا از روی لغت کے سو صراح مین کہا ہے فقیر درویش کہ اندک چیزے دارد مسکین آنکہ ہیچ ندارد و یقال مخلاً ایضاً پھر لفظ الف کے نیچے لکھا ہے تالیف سازواری دادن دو چیز را باہم ومنہ المولفۃ قلوبہم لفظ کتب کے تحت مین لکھا ہے مکاتبت بہای بندہ بروی برید ہ کردن مکاتب بندہ بہا بر خود برید ہ لفظ غرم مین لکھا ہے غریم ہو الذی لہ الدین والذی علیہ الدین لفظ غزو مین کہا ہے غزو با دشمن دین جنگ کردن وہو غاز وہم غزاۃ لفظ سبیل مین کہا ہے سبیل راہ وابن السبیل رونده و آینده انتہی ما فی الصراح **ف** بنی ہاشم اور اونکے موالی یعنی غلام و کنیز پر لینا زکوۃ کا حرام ہے بدلیل حدیث مرفوع ابوہریرہ انا لا ناکل الصدقۃ وفی لفظ انا لا تحل لنا الصدقۃ وہو فی الصحیحین وغیرہما ابو رافع کا لفظ رفعاً یہ ہے ان الصدقۃ لا تحل لنا وان موالی القوم من انفسہم رواہ احمد وابو داؤد والنسائی والترمذی وصححہ وابن حبان ابن خزیمۃ وصححاہ ابن قدامہ نے کہا ہے لا نعلم خلافاً فی ان بنی ہاشم لا یحل لہم الصدقۃ المفروضۃ انتہی اور ابن رسلان نے شرح سنن مین اسپر اجماع کو حکایت کیا ہے اسی طرح بنی ہاشم کا دینا زکوۃ فرض دوسری بنی ہاشم کو بہی منع ہے وہ آل جنپر صدقہ حرام ہے اونمین اختلاف ہے اظہر یہ ہے کہ مراد بنی ہاشم ہین اور حکم انکے موالی کا وہی حکم انکا ہے اور جو اغنیا روا قویا مکتسبین ہین اونپر بہی زکوۃ لینا حرام ہے اسکی دلیل گزر چکی حجۃ بالغہ مین کہا ہے وہ تونگری جو مانع ہے سوال سے مقدار و سکا

ایک اوقیہ یا پچاس درہم ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ جسکے پاس صبح وشام کا کھانا ہو وہ غنی ہے سو یہ حدیثین کچھہ متعارض نہین ہین اسلئے کہ مراتب آدمیون کے مدارج مختلفہ پر ہین اور جو شخص ایک طرح کا کسب رکھتا ہے جسکو چھوڑ نہین سکتا حرفہ والا معذور ہے جبتک کہ آلات حرفہ پاسکے تب تک وہ معذور ہے جب تک کہ آلات زرع پائے تاجر معذور ہے جبتک کہ بضاعت ہاتھہ آئے اور جو جہاد پر ہو اوسکو صبح وشام کا رزق غنائم سے دیا جائیگا جس طرح اصحابہ کا حال تھا اسلئے ضابطہ اس جگہہ بھی پچاس درہم ہین اور جو شخص عیال یا احباب ہے اور مثل انکے ہے اوسکے لئے ضابطہ وہی قوت صبح وشام کا ہے انتہٰے **ف** صدقۂ فطر ایک صاع ہے قوت معتاد سے طرفسے ہر فرد کے عبد وحر و ذکر وانثیٰ وصغیر وکبیر اس باب مین احادیث کثیرہ آئی ہین اور غلام کی طرفسے سید پر واجب ہے اور صغیر کی طرفسے نفقہ دینے والے پر و نحوہ اور نماز عید سے پہلے دیدے اور جسکے پاس ایک رات دن کا قوت ہو نہ زیادہ اوسپر فطرہ نہین اور مصرف اس صدقہ کا وہی مصرف زکوٰۃ کا ہے اسلئے کہ حضرت نے اسکا نام زکوٰۃ رکھا ہے اور فرمایا ہے من اداھا قبل الصلوٰۃ فھی زکوۃ مقبولۃ اور ابن عمر نے کہا ہے ان رسول اللہ صلعم امر بزکوۃ الفطر لکن فقیر کو مقدم کرے پھر جو بچے وہ سائر انواع مین صرف کرے مگر سفر السعادۃ مین کہا ہے حضرت یہ صدقہ خاص فقرا کو دیتے تھے اصناف ہشتگانہ پر تقسیم نہ فرماتے اور نہ اسکا حکم دیا ہے وبہ قال العلماء معہذا صرف کرنا اسکا اقسام ہشتگانہ پر جائز ہے اور مساکین کو خاص کرے انتہٰے **ف** جس مال کی زکوٰۃ نہین دیجاتی ہے اوسکو کنز کہتے ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ابن عمر نے کہا ہے الکنز ھو المال الذی لا تؤدی زکاتہ دوسر الفظ انکا یہ ہے ما ادّی

زکاته فلیس بکنز وان کان تحت سبع ارضین وما کان ظاهرا لا تؤدی زکاته
فهو کنز اسی طرح ابن عباس وجابر وابو ہریرہ سے بھی موقوفا ومرفوعا مروی ہے عمر بن
خطاب نے بھی مانند اسکے کہا ہے کہ ایما مال ادیت زکوته فلیس بکنز وان
کان مدفونا فی الارض وایما مال لم تؤد زکاته فهو کنز یکوی به صاحبه
ان کان علی وجه الارض بخاری مین ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ یہ حکم قبل نزول آیت
زکوۃ کے تہا جب آیت زکوۃ کی اوتری تو اللہ نے زکوۃ کو طہرت اموال ٹھہرایا عمر بن عبد العزیز
وعراک بن مالک نے کہا ہے اس آیت کو **قولہ تعالی** خذ من اموالهم صدقة
نے منسوخ کر دیا ابو امامہ نے کہا حلیہ سیوف بہی جملہ کنز کے ہے مین تمسے وہی بات
کہتا ہون جو مینے حضرت سے سنی ہے علی مرتضی نے فرمایا ہے اربعة آلاف فما
دونها نفقة فما کان اکثر من ذلك فهو کنز ابن کثیر نے کہا یہ اثر غریب وقد جاء
فی مدح التقلل من الذهب والفضة وذم التکثر منهما احادیث کثیرة انتهی +

## صفت زکوۃ

عادت حضرت کی زکوۃ وصدقات دینے مین مراعات فقرا کی مع مراعات اصحاب اموال کے
تہی دونون جانب کو اقصی غایت تک ملحوظ رکہتے زکوۃ کو تین طرح کے مال مین جنکا دوران
درمیان خلق کے اکثر رہتا ہے اور لوگون کو اوسکی حاجت ہوتی ہے واجب فرماتے
ایک کشت ومیوہ دوم بہیمة الانعام جیسے شتر وگاو وگوسفند سوم زر وسیم کہ قوام معاش
خلق کا اسی پر ہے زرع وثمار مین وقت درو کرنے اور پکنے کا مقرر کہا اور یہ کمال
عدل ہے اور موافق ہر شخص کے سعی کی تحصیل مال مین اور اوسکی سہولت ومشقت
کی مقدار واجب مین تفاوت فرماتے اور جو مال بے مشقت وتکلف ہاتہ آتا ہے جیسے
گنج اوسمین سال کا آنا معتبر نہ کیا بلکہ جسوقت ہاتہ آئے تب ہی زکوۃ واجب دے

وہ ایک خمس ہے اور جو مال مشقت وکلفت سے ہاتھہ آتا ہے اوسمین ایک عشر واجب کیا ہے جیسے پہل کہیتی کہ آب باران سے حاصل ہو اور جو مال محتاج زیادہ تکلف کا ہو جیسے دولابی وچاہی یا خریداری آب سے یا مانند اوسکے اوسمین نصف عشر رکہا ہے غرضکہ ہر نوع مال مین مطابق مصلحت حال کے ایک نصاب مقرر فرمائی ہے نقرہ مین دوسو درہم اور ذہب مین بیس مثقال اور غلات وثمار مین آٹھہ سو من شرعی کہ پانچ اونٹ کا بار شتران عربی سے ہوتا ہے اور گوسفند مین چالیس گاؤ مین تیس شتر مین پانچ پھر جسکو اہل زکوٰۃ جانتے اوسکو زکوٰۃ دیتے اور اگر کوئی زکوٰۃ مانگتا اور اوسکا حال معلوم نہوتا تو اوسکو بہی دیتے اگر معلوم ہو جاتا کہ وہ غنی ہے تو فرمادیتے کہ غنی کا حصہ اس زکوٰۃ مین نہین ہے اور نہ اوس شخص کا حصہ ہے جو کمائی کرسکتا ہے **عادت شریف** یہ تہی کہ جس شہر یا گاؤن کی زکوٰۃ ہوتی اوسی جگہہ کے فقرا پر صرف کرتے اگر کچھہ بچ جاتا مدینہ مین پاس حضرت کے لاتے یہان کے فقیرون کو دیتے جب کوئی پاس آپکے زکوٰۃ لاتا اوسکو دعا دیتے اللھم بارک فیہ وفی اھلہ کبہی کہتے اللھم صل علیہ اور متصدق کو اس سے منع فرماتے کہ وہ مال اپنے صدقہ کا خریدکرے اور شتران صدقت کو اپنے دست مبارک سے داغ دیتے غالبًا یہ داغ کان پر دیا جاتا تہا اور کبہی واسطے مصالح مسلمین کے مال صدقہ پر قرض لیتے اور وقت ضرورت کے زکوٰۃ دوسالہ پیشگی طلب فرماتے زکوٰۃ فطر کے لئے کوچہ وبازار مین منادی بہیجتے کہ سن لو زکوٰۃ فطر ہر مسلمان مرد وزن وآزاد وبندہ وخرد وبزرگ پر واجب ہے دو مد گندم یا ایک صاع طعام نسائی مین آیا ہے جب علی خلیفہ ہوئے کہا اللہ نے تم پر وسعت کی ہے تم بہی وسعت کرو ایک صاع گندم وغیرہ دیا کرو عادت نبوی یہ تہی کہ زکوٰۃ فطر نماز عید سے پہلے دیتے اور فرماتے من اداھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ فطرہ بعد نماز کے کافی نہین ہوتا ہے بعض علما اسکے قائل ہین کہ صرف کرنا فطرہ اتواع

شمائیہ مین جانا نہین ہے بلکہ خاص ہاتھ سے ساتھ مساکین کے اور صدقہ تحفہ و ہدیہ [illegible]
دوست رکھتے اور اوسکے دینے سے ایسے خوش ہوتے جتنا کہ بخیل لینے سے خوش ہوتا او
جس قدر راہ حق مین صرف کرتے اوسکو بہت نہ جانتے اور کم بھی نہ سمجھتے اور جو کوئی
آپ سے کچھ مانگتا اگر وہ چیز حاضر ہوتی تو دیتے اندک یا بسیار اور داد و دہش آپکی
ایسی تھی کہ گویا کچھ خوف فقر کا نہ تہا اور سبب عشاق کو بخشتے اپنا کہانا پینا [illegible]
و صدقہ مین تنوع فرماتے مال واسطے کسی کے [illegible] اور قیمت [illegible]
لیتے اور قرض سے زیادہ ادا فرماتے اور [illegible] مال سے زیادہ قیمت دیتے [illegible]
ہدیہ لیتے اور دو چند سہ چند اوس سے دیتے غرضکہ جسطرح ہوتا احسان انواع کا خلق
کو ممکن ہوتا وہ کرتے اور لوگون کو صدقہ دینے پر ترغیب دلاتے اور [illegible] لوگون کو
طرف سخاوت وسماحت کے بلاتے یہانتک کہ بخیل بھی آپکا حال دیکھکر متاثر ہوتا او
بذل وکرم اختیار کرتا اور جب کوئی آپسے مخالطت ومصاحبت کرتا تو اپنے نفس کا مالک
نرہتا یہانتک کہ احسان و داد و دہش کرنے لگتا اور ہمیشہ اس سبب سے منشرح القلب شادان
نفس منبسط الخاطر طیب النفس رہتے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہی ما فی سفر السعادۃ ملخصا

## فصل

جسطرح کہ نماز کے لئے ایک صورت و ایک حقیقت ہے اسی طرح زکوۃ کے لئے بھی ایک صورت
و روح ہے جو شخص اوس سر حقیقت کو نہین جانتا ہے اوسکی زکوۃ ایک صورت بے روح
ہوتی ہے وہ سر تین چیزین ہین ایک یہ کہ خلق مامور ہے کہ اللہ پاک سے محبت رکھے اور
کوئی مومن نہین ہے کہ وہ یہ دعوی نرکہتا ہو بلکہ خلق مامور ہے ساتھہ اسکے کہ کوئی چیز
بھی اونکو اللہ سے زیادہ دوست نہو جسطرح قرآن مین فرمایا ہے قل ان کان اباءکم
وابناءکم الآیۃ اور ہر مومن کو یہ دعوی ہے کہ وہ اللہ کو سب چیزون سے زیادہ دوست

رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ مین ایسا ہی ہون اسلیئے حاجت نشان و برہان کی ہوئی
تاکہ ہر شخص دعوی بیجا اصل پر دہوکا نہ کہا ۔ لئے سو مال چونکہ محبوب انسان تہا اس لئے
اوس سے انسان کا امتحان لیا اور کہا کہ اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہے تو اسمین اپنے
محبوب کو فدا کر تاکہ تجکو درجہ اپنا اللہ کی دوستی مین معلوم ہو جائے اسپر لوگ تین طرحکے
ہو گئے ایک طبقہ صدیقین کا تہا کہ جو کچہہ اونکے پاس تہا سب فدا کر دیا اور کہا کہ دو سو
درہم مین سے پانچ درہم دینا کام بخیلون کا ہے ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم سب دے ڈالین
کچھہ نہ رکہین جسطرح کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تہا کہ سارا مال اپنا پاس حضرت کے
لے آئے پوچہا عیال کے لئے کیا چہوڑا کہا اللہ و رسول کو دوسرے گروہ نے آدہا
مال دیا جسطرح عمر رضی اللہ عنہ نصف مال لائے پوچہا عیال کے لئے کیا رکہا کہا
اسی قدر فرمایا بینکما ما بین کلمتیکما تفاوت تمہارے درجہ کا سوافق تفاوت کلام
کے ہے طبقہ دوم وہ نیک لوگ ہین جنہون نے اپنا مال ایک بار خرچ نکیا اور اسکی طاقت
نرکہتے تہے لکن انتظار حاجات فقرا و وجوہ خیرات کا کرتے تہے اور خود برابر درویشون
کے رہتے تہے اور قدر زکوۃ پر قصر نکرتے تہے مگر جو درویش انکے پاس آتے اونکو
برابر اپنے عیال کے رکہتے تہے تیسرا طبقہ وہ ہے جسکو اس سے زیادہ طاقت نہین ہے
کہ دو سو درہم مین سے پانچ درہم دے اسنے مقدار فرض پر اکتفا کیا اور حکم شرع کو
خوشدلی او شتابی سے مانا اور کچہہ احسان درویشون پر نکیا یہ پچہلا درجہ ہے ایسا شخص
دوستی خدا سے بے نصیب ہے اسکی دوستی ساتہہ خدا کے سخت ضعیف ہے اور یہ شخص
زمرۂ دوستون مین بخیل ہے دوسرا سبب پاک کرنا دل کا ہے پلیدی بخل سے کیونکہ بخل
دل مین بمنزلہ نجاست کے ہوتا ہے کہ اوسکی وجہ سے بندہ لائق قرب حضرت حق کے
نہین ہوتا جسطرح کہ نجاست ظاہر کے سبب ناشایستگی قالب کی ہوتی ہے حضور نماز
سے سو دل بخل کی پلیدی سے پاک نہین ہوتا ہے مگر اسی طرح کہ مال کو نکالے ولہذا

زکوٰۃ پلیدی بخل کو دور کرتی ہے اور مثل پانی کے نجاست کو دہو دیتی ہے اسی لئے صدقہ
و زکوٰۃ حضرت پر اور اہل بیت حضرت پر حرام ہے کہ آپکے منصب کو چرک مال مردم سے
بچانا چاہئے تیسرا بھید شکر نعمت ہے کیونکہ مال ایک نعمت ہے حق مین مومن کے
اور سبب ہے راحت کا دنیا و آخرت مین سو جسطرح نماز روزہ حج شکر ہے نعمت بدن
کا اسی طرح زکوٰۃ شکر ہے نعمت مال کا تاکہ جب آپکو بسبب اس نعمت کے بے نیاز دیکھے
اور ایک دوسرے مسلمان کو جو اسیکی طرح ہے درماندہ پائے تو اپنے جی سے کہے
کہ یہ بہی بندۂ خدا ہے مثل میرے مین اس امر کے شکر مین کہ مجکو اللہ نے بے نیاز
کیا اور اسکو میرا نیازمند ٹہیرایا مین اسکے ساتھ کچھ رفق و مدارات کرون کہین ایسا نہو
کہ یہ آزمایش ہو اور اگر مین تقصیر کرون تو مجکو بہی اسیکی طرحکا کردے اور اوسکو میری طرح
کا کردے اسلئے ان اسرار زکوٰۃ کا جاننا ضرور ہے تاکہ عبادت ایک صورت بیمعنی نہو
ف جو شخص یہ چاہے کہ اوسکی عبادت زندہ ہو اور بے روح نہو اور ثواب اوسکا
دوچند ہو اوسکو لازم ہے کہ سات وظیفے نگاہ رکہے ایک یہ کہ زکوٰۃ دینے مین شتابی
کرے اور پہلے اس سے کہ واجب ہو اندر تمام سال کے دے ڈالے اسمین تین فائدے
ہین ایک یہ کہ اثر رغبت عبادت کا اوسپر ظاہر ہوگا کیونکہ دینا بعد واجب ہو لینے کے
خود ضرور ہوتا ہے اگر نہ دیگا معاقب ہوگا تو اوسوقت کا دینا ڈر سے ہو نہ دوستی سے
تو یہ بندہ ایسا ہوا کہ جو کچہہ کرتا ہے بیم سے کرتا ہے نہ دوستی و شفقت کی راہ سے دوسرے
یہ کہ دل مین درویشون کی خوشی پہنچائے تاکہ وہ اخلاص سے دعا کرین اور اسکو بہی
کوئی خوشی ناگہان حاصل ہو اور دعا فقرا کی ایک حصار ہوتا ہے جملہ آفات سے
تیسرے یہ کہ عوائق روزگار سے ایمن ہو کیونکہ تاخیر مین بہت سی آفتین ہوتی ہین شاید
کوئی عائق آپڑے اور اس خیر سے محروم رہجائے اسلئے جب دل مین کسی شی کی رغبت آئے
تو اوسکو غنیمت جانئے کہ وہ نظر رحمت سے قریب ہے کہین شیطان حملہ آور نہو فات

قلب المومن بین اصبعین من اصابع الرحمن ایک بزرگ غسلخانہ مین تھے اونکے
جی مین آیا کہ پیراہن ایک درویش کو دینا چاہئے مرید کو پکارا اور پیراہن اوتار کر اوسکو دیا
اوسنے کہا ای شیخ تمنے اتنا صبر کیا ہوتا کہ نہا کر باہر آتے کہا مین ڈرا کہ کہین دوسرا خطرہ
آکر مجکو اس کام سے باز نرکے وظیفہ دوم یہ ہے کہ جب زکوٰۃ دینا چاہے تو ماہ محرم مین دے
یہ مہینا حرمت والا ہے اور اول سال ہے یا رمضان مین دے کیونکہ وقت جسقدر شریف
ہوگا اوسی قدر ثواب مضاعف ہوگا حضرت بڑے سخی تھے مگر رمضان مین سب
ایام سے زیادہ تر سخی ہوجاتے تھے کچھ اپنے پاس نرکھتے سب دے ڈالتے تیسرا وظیفہ
یہ ہے کہ زکوٰۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور رہے اور اخلاص سے نزدیک ہو
حدیث مین آیا ہے کہ صدقۂ پوشیدہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے قیامت مین سات
گروہ سایۂ عرش کے نیچے ہونگے اونمین ایک وہ شخص بھی ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے
صدقہ دیا اور بائین ہاتھ نے نہ جانا اسکا درجہ برابر درجۂ امام عادل کے ٹھیرا کہ وہ بھی
زیر سایۂ عرش ہوگا اسی وجہ سے سلف اخفاء صدقہ مین اتنا مبالغہ کرتے تھے کہ نابینا
طلب کرتے اور اوسکے ہاتھ مین رکھدیتے اور بات نکرتے کہ وہ پہچانے کہ کون ہے اور
کسنے دیا اور کوئی کسی درویش خفتہ کے کپڑے مین باندہ دیتا اور بات نکرتا کہ کہین جاگ
نہ اوٹھے اور کوئی کسی کو وکیل کی معرفت دیتا یہ سب کام اسلئے کرتے تھے کہ درویش بھی
نجانے غرضکہ چھپانا صدقہ کا دوسرون سے ایک امر ضروری ومہم سمجھتے تھے کیونکہ برملا دینے
مین اندیشہ ریا کے آنیکا باطن مین ہوتا ہے اگر باطن مین بخل نرہا تو ریا آئی اور یہ صفات
منجملہ مہلکات کے ہین الکن بخل بچھو کی طرح ہے اور ریا سانپ کی طرح یہ قوی تر ہے سو جب
یہ بچھو کو قوت سانپ کی دیگا تو سانپ کو اور بھی زیادہ طاقت حاصل ہوجائیگی تو اب
وہ ایک تہلکہ سے چھوٹ کر اوس سے سخت تر تہلکہ مین جا پڑیگا پھر جب گور مین جائیگا
تو زخم ان صفات کا دل پر مثل زخم مار وکژدم کے پائیگا اسلئے برملا دینے کا ضرر نفع سے

بڑہکر ہے احیاء الاحیاء مین صدقہ اخفاء مین پانچ معنی ذکر کرکے لکہا ہے فینبغی ان یراعی
ھذہ الدقائق فان اعمال الجوارح مع اھمالھا ضحکۃ الشیطان لکثرۃ التعب و
قلۃ النفع ومثل ھذا العالم ھو ما قیل فیہ ان تعلم مسئلۃ واحدۃ افضل من
عبادۃ سنۃ وعلی الجملۃ الاخذ فی الملاء والرد فی السر اسلم المسالک فلا
یدفع بالتزویقات الا ان یکمل المعرفۃ بحیث یستوی عندہ السر والعلانیۃ
وھو الکبریت الاحمر یسمع ولا یری انتھی چوتہا وظیفہ یہ ہے کہ ریا سے ایمن ہو اور
اپنے دل کو نمود سے پاک کرے اور جانے کہ اگر مین بر ملا دونگا تو اور لوگ بہی میری پیروی
کرینگے اور اونکی رغبت صدقہ و زکوۃ دینے مین زیادہ ہوگی تو ایسے شخص کے لئے بر ملا دینا
افضل ہے یہ حالت اوس شخص کی ہوتی ہے جسکے نزدیک مدح و ذم ایک حکم رکہتی ہے
اور وہ سب کا مومنین اللہ کے علم پر کفایت کرتا ہے پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ صدقہ کو منت
و وحشت سے حبط نکرے قال تعالی لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی اذی کے
معنی ہین درویش کو آزردہ کرنا جیسے ترش روئی سے پیش آنا یا پیشانی پر بل ڈالنا اور سخت
بات کہنا اور اوسکو بسبب درویشی و سوال کے خوار رکہنا اور چشم حقارت سے دیکہنا اور یہ
حرکت دو طرح سے جہل و حماقت ہے ایک یہ کہ اسپر مال کا ہاتہہ سے دینا دشوار تہا اسلئے تنگدل
ہوکر بات زبر سے کرتا ہے سو جس شخص پر یہ بات دشوار ہے کہ ایک درم دے اور ہزار درم لے
وہ جاہل ہے کیونکہ وہ اس زکوۃ دینے سے فردوس اعلی اور اللہ کی رضامندی حاصل کریگا
اور اپنی جان کو دوزخ سے خرید لیگا تو آپ اوسپر صدقہ دینا کیون دشوار و ناگوار ہے اگر اسکے
انجام پر ایمان رکہتا ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ مجکو درویش پر شرف حاصل
ہے بسبب تونگری کے اور یہ نہین جانتا کہ جو شخص پانسو برس پہلے اس سے بہشت مین
جائیگا وہ اس سے شریف تر ہے اور اوسکا درجہ اس سے بہت بلند ہے اور اللہ کے نزدیک
شرف و فخر درویشی کا ہے نہ تونگری و آسودگی کا نشان اس شرف کا اس جہان مین یہ ہے

کہ تونگر کو شسناکرہ دنیا و مال و رنج دنیا مین مشغول کیا ہے حالانکہ نصیب اوسکا قدر حاجت سے
زیادہ نہین ہے اور اوسپر یہ بات واجب کی گئی ہے کہ وہ بقدر حاجت کے درویش کو
دیوے پس حقیقت مین تونگر اس جہان مین سخرہ درویش ہے اور اوس جہان مین پانسو
برس تک منتظر مغفرت کا رہیگا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * چہٹا وظیفہ یہ ہے
کہ منت نہ رکہے کیونکہ اصل منت کی جہل ہے اور یہ ایک صفت ہے دل کی یہ منت
رکہنا یون ہوتا ہے کہ اس طرح جانے کہ مینے درویش کے ساتہہ نکوئی کی ہے اور ایک
نعمت اپنے پاس سے اوسکو دی ہے اسلیئے کہ وہ درویش اسکا زیر دست ہے سو جب
اسطرح جانیگا تو نشان اس پندار کا یہ ہے کہ اس امر کا متوقع ہوگا کہ درویش اوسکی خدمت
زیادہ کرے اور اوسکے کاروبار مین لگا رہے اور ابتدا السلام کرے اور مجمع مین زیادہ
حرمت سے پیش آئے اور اگر اوس سے کوئی تقصیر اسکے حق مین ہوجائے تو پہلے حال سے
بہی یہ زیادہ متعجب ہو اور کہنے لگے کہ مینے اوسکے ساتہہ ایسا اور ویسا احسان کیا ہے
یہ سب جہل ہے بلکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ درویش نے اوسکے ساتہہ دوستی کی اور احسان
کیا کہ صدقہ اوس سے قبول کرلیا تاکہ وہ آتش دوزخ سے رہا ہو اور دل اوسکا پلیدی بخل
سے پاک ہو اگر کوئی حجام مفت مین اسکی حجامت کرتا تو اسپر احسان رکہتا کہ مینے وہ خون
جو سبب تیرے ہلاک کا تہا کہینچ لیا سو اسی طرح بخل باطن مین اور مال زکوۃ کا ہاتہہ مین
سبب اسکے ہلاک و پلیدی کا ہے اب جو یہ طہارت اسکو حاصل ہوئی اور نجات ملی تو چاہیے
کہ یہ اوس درویش کا احسانمند و منت پذیر ہو حضرت نے فرمایا ہے صدقہ پہلے دست
لطف حق مین پڑتا ہے پہر ہاتہہ مین درویش کے تو گویا یہ شخص اللہ ہی کو دیتا ہے
درویش لینے مین نائب حق ہے تو اب درویش کا ممنون ہو نہ یہ کہ درویش پر منت
رکہے اور جب تینون اسرار زکوۃ کے سوچیگا تو جان سکتا ہے کہ یہ منت رکہنا میراث جہل
ہے سلف اس منت سے بچنے کے لیئے یہانتک مبالغہ کرتے تہے کہ سامنے درویش کے

متواضع وار کھڑے ہوکر سوال کرتے کہ ہم سے اس مال کو قبول فرماؤ اور بعض ہاتھہ سامنے
کردیتے تا کہ خود درویش اپنے ہاتھہ سے اوٹھالے اور درویش کا ہاتھہ نیچا نہو کہ الید العلیا
خیر من الید السفلی اوسی کو نہ اوارہے جو منت رکہے عائشہ و ام سلمہ جب کسی درویش
کو کچہہ بہیجتین تو کہدیتین کہ یاد رکہنا کہ وہ کیا دعا دیتا ہے کہ اوسکی ہر دعا کا بدلا دعا
کرین تا کہ صدقہ خالص رہے اوسکی مکافات نہو بلکہ لالچ دعا کا بہی نہین کرتی تہین
اس گمان پر کہ کہین احسان کرنا نہ سمجہے کیونکہ محسن حقیقت مین درویش ہے جسنے یہہ
ذمہ داری تیری طرف سے کرلی ہے ساتوان وظیفہ یہ ہے کہ جو مال نیکوتر و بہتر و حلال تر ہو
وہ دیوے کیونکہ جس مال مین کچہہ شبہ ہوتا ہے وہ لائق قربت کے نہین ٹہیرتا اللہ تعالی
پاک ہے سوا پاک کے قبول نہین کرتا قال تعالی ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون
ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ یعنی اگر وہ چیز تمکو دین تو تم کراہت سے لو پہر اللہ کے
حصہ مین وہ چیز کیون خرچ کرتے ہو اگر کوئی شخص سامنے اپنے مہمان کے، وہ چیز رکہے جو گہر
مین سب سے بدتر ہو تو بیشک مہمان کا استخفاف کریگا پہر یہ بات کس طرح روا ہوسکتی ہے
کہ بدترین اشیا اللہ کو دے اور اوسکے بہترین بندون کو چہوڑدے دلیل بدتر دینے پر یہہ ہے
کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو کوئی صدقہ دل کی خوشی سے ندے تو اسہا کا ڈر ہے کہ وہ قبول نہو
حضرت نے فرمایا ہے ایک درہم صدقہ کا ہزار درہم پر صدقہ کے سبقت لیجاتا ہے یہ وہ
صدقہ ہوتا ہے جو دل کی خوشی سے دے اور بہتر سے بہتر دے **ف** جس درویش مسلمان
کو صدقہ دیا گیا فرض گردن سے اوتر گیا لکن تاجر آخرت کو چاہیے کہ زیادتی ربح سے ہاتھہ
نہ کہینچے صدقہ اپنی جگہہ پر دیا جاتا ہے تو اوسکا ثواب مضاعف ہوتا ہے اسلئے پانچ قسم
کے لوگ طلب کرے اول وہ جو پارسا و پرہیزگار ہون حضرت نے فرمایا ہے نہ کہلائے طعام
تیرا مگر متقی اور نہ کہائے تو مگر طعام متقی کا یہ اسلئے کہ اہل تقوی جو کچہہ لیتے ہین اوس سے
اللہ کی طاعت پر استعانت کرتے ہین اور یہ شخص اونکی طاعت مین شریک ہوتا ہے کیونکہ

اسنے اونکی اعانت کی ایک شخص تونگر تہا وہ سوا صوفیہ کے کسی کو صدقہ نہ دیتا کہتا یہ وہ قوم ہے جنکے سوا حق کے کچہہ ہمت نہین ہے انکو اگر کوئی حاجت ہوگی تو انکی فکر پراگندہ ہوجایگی اور مین ایسے ایک دلکو حضرت حق مین لیجانا دوست تر رکہتا ہون اس بات سے کہ سو دل ایسے لیجاؤن جنکی ہمت دنیا ہو اس بات کو کسی نے جنید رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا فرمایا یہ کلام کسی ولی اللہ کا ہے اور مینے مدت سے ایسی عمدہ بات نہ سنی تہی وہ شخص بقال تہا مفلس ہوگیا اسلیئے کہ درویش جو کچہہ اوس سے خرید کرتے یہ اونسے قیمت نہ لیتا جنید رح نے اوسکو کچہہ مال اپنے پاس سے دیا تاکہ تجارت کرے اور کہا تجہسے شخص کو تجارت کرنا زیان نہین کرتا دوسرے یہ کہ اہل علم سے ہو کیونکہ جب اوسکو صدقہ ملیگا تو اوسکو علم پڑہنے کی فرصت حاصل ہوگی اور یہ شخص ثواب مین اوسکے علم کے شریک رہیگا علم اشرف عبادات ہے اگر نیت صحیح ہو احیاء الاحیاء مین کہا ہے کان ابن المبارک یخصص معروفہ اهل العلم فقیل له فی ذالك فقال انی لا اعرف بعد مقام النبوة افضل من مقام العلماء فاذا اشتغل قلب احد هم بحاجته لم یتفرغ للعلم فتفریغهم افضل انتهی لیکن مراد اس سے علماء آخرت ہین نہ علماء دنیا جنکو فقہاء کہتے ہین تیسرے وہ شخص جو اپنی درویشی کو مخفی رکہتا ہے اور تجمل کے ساتہہ بسر کرتا ہے یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف اس قوم نے پردہ تجمل کا اپنے منہہ پر ڈالا ہے سوا ایسے کو دےنا اوسکو جو سوال کرنیسے کچہہ باک نہین رکہتا چوتہے وہ شخص جو عیال دار ہو یا بیمار کہ جسقدر حاجت و رنج کسی کا زیادہ ہوگا اوتنا ہی راحت پہنچانے کا ثواب زیادہ ملیگا پانچوین وہ شخص کہ رشتہ دار ہو کہ اسمین صدقہ و صلہ رحم دونون ہین اسی طرح جو شخص اس سے اللہ کے لیئے برادری رکہتا ہے وہ بہی درجہ اقارب مین ہے اور اگر کوئی ایسا شخص ملجائے کہ جسمین یہ سب صفات یا اکثر صفات ہون تو وہ سب سے اولی تر ہے غرضکہ ایسے لوگون کو صدقہ دیگا تو اونکی ہمت و فکرت و دعا اسکے لیئے ایک حصن حصین ہوگی اور یہ فائدہ

صحیح ہو اس سے رہا اور بخل دور ہوا اور شکر نعمت کا بجا لایا ہان مال زکوٰۃ کا علوی و ہندی کو نہ دے
اسلئے کہ یہ مال لوگون کا میل کچیل ہے اور علوی کا لینا یا کافر کا ایسے مال کو حق و بیحی ہے
**ف** جو شخص زکوٰۃ کا مال لے اوسکو چاہئے کہ پانچ امر کا لحاظ رکھے ایک یہ جانے
کہ اللہ نے بندون کو محتاج مال کا پیدا کیا ہے اسی سبب ہاتھہ مین بندون کے بہت سا
مال رکھا ہے لکن جن لوگون کے حال پر عنایت زائد تھی اونکو مشغلۂ دنیا و مال سے محفوظ
فرمایا اور بار و رنج کسب و حفظ دنیا کا تونگرون پر رکہا ہے اور اونکو حکم دیا کہ جو ہمارے
عزیز بندے ہین تم اونکو بقدر حاجت کے دیتے رہا کرو تاکہ وہ عزیز بندے نیاست بیکار رہکر
طاعت خدا مین ایک جہت ہون سو جب وہ بسبب حاجت کے پراگندہ ہمت ہوتا ہین
تو ہاتھہ سے تونگرون کے اونکو بقدر حاجت کے ملتا ہے تاکہ انکی پراگندہ ہمت اونکے لئے
کفارہ ہو اسلئے درویش جو کچہہ لے تو وہ اس نیت سے لے کہ اپنی کفایت مین صرف کرکے واسطے
طاعت کے فارغ البال خاطر جمع ہو اور اس نعمت کی قدر پہچانے کہ تونگر کو اوسکے لئے مسخر
کر دیا ہے وہ اسکا بیگاری ہے اور یہ عبادت مین مشغول رہے یہ وہی بات ہے کہ دنیا کے
بادشاہ جن غلامان خاص کا خدمت سے غائب ہونا نہین چاہتے ہین اونکو نہین چھوڑتے
کہ وہ کسب دنیا مین مشغول ہون لکن روستائیون اور بازاریون کو جو لائق اونکی خدمت
کے نہین ہین مسخرہ انکا کر دیتے ہین اور اونسے جزیہ و خراج لیکر جاگی غلامان خاص مقرر
کرتے ہین سو جسطرح مقصود بادشاہ کا ان سے استخدام خواص ہوتا ہے اسی طرح ارادہ
حقتعالی کا ساری خلق سے عبادت حضرت حق ہے ولہذا فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس
الا لیعبدون غرضکہ درویش جو کچہہ لے اسی نیت سے لے ایسا نام اوسی شخص سے
بنتا ہے جسکا قصد یہ ہوتا ہے کہ دین کے لئے فراغت ملے دوسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو کچہہ
لے یہ سمجہے کہ اللہ نے دیا ہے اور اوسی کی طرف سے ملا ہے تونگر کو مسخر جانے کہ اللہ نے
اوسکو دینے کے لئے اپنی طرف سے گماشتہ مقرر کیا ہے کہ وہ اللہ کا مال اسکو دے اور مکلف

ایمان اوس سے یہ مال دلواتا ہے کیونکہ نجات وسعادت اوسکی وابستہ ساتھہ اسی صدقہ کے ہے
اگر یہ ایمان نہوتا تو ایک دانہ بھی وہ کسیکو ندیتا پس سارا احسان اللہ کا ہے کہ اوسنے یہ موکل
ایمان اوسپر مقرر کردیا ہے پھر جب یہ جان لیا کہ تونگر فقط ایک مسخر اور واسطہ ہے تو اللہ کا شکر
اور اوسکا شکر بجالائے کیونکہ حدیث مین آیا ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اللہ
اگرچہ خالق ہے اعمال جملہ عباد کا لکن اوسنے عباد پر ثنا کی ہے اور اونکا شکر ادا فرمایا ہے اور
کہا نعم العبد انہ اواب اور فرمایا انہ کان صدیقا نبیا یہ اسلئے کہ جسکو واسطہ خیر کا بنایا
ہے اوسکو عزیز رکہا ہے سو اللہ کے عزیزون کی قدر پہچاننا چاہیئے یہی معنی ہین شکر کے
کہ دینے والے کو دعا دے اور کہے طہر اللہ قلبک فی قلوب الابرار وزکی عملک فی
عمل الاخیار وصلی علی روحک فی ارواح الشہداء حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی
تمہارے ساتھہ نیکی کرے تم اوسکا بدلا کرو اگر نہ کرسکو تو اتنی دعا دو کہ جان لو کہ تمنے بدلا
کردیا اور تمام شکر یہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکہے اور اوسکے صدقہ کو اندک وحقیر
نہ جانے جسطرح کہ دینے والے کے لئیے یہ شرط ہے کہ وہ گو بہت کچہہ دے لکن حقیر جانے
اور چشم تعظیم سے ندیکہے تیسرا وظیفہ یہ ہے کہ جو صدقہ حلال نہو اوسکو نہ لے اور ظلم کا مال
اور سود خوار کا مال نہ لے چوتہا وظیفہ یہ ہے کہ اوسی قدر لے جسکی احتیاج رکہتا ہے اور اگر واسطے
سفر کے لیتا ہے تو اتنا لے جو زاد وکرایہ کو بس ہو نہ زیادہ اور اگر قرضدار ہے تو مقدار قرض
سے زیادہ نہ لے اور اگر کفایت عیال مین دس درہم درکار ہین تو گیارہ درہم نہ لے کہ وہ
ایک درہم حرام ہوگا اور اگر گہر مین کچہہ قماش وچیز ولباس زائد موجود ہو تو پہر زکوۃ نہ لے
پانچوان وظیفہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے والا اگر عالم نہو تو دریافت کرلے کہ تو یہ مال سہم مساکین
سے مجکو دیتا ہے یا سہم قرضداران سے اسلئے کہ مذہب امام شافعی رح مین ساری زکوۃ ایک صنف
کو دینا نہ چاہیئے احیاء الاحیاء مین کہا ہے والمحتاج فی تقدیر حاجتہ مقامات فی
التضییق والیہ میل الورع وفی التوسع والیہ میل المتساہل واذا تحقق حاجتہ

فلا یاخذ من ماله اکثر من قوت سنۃ لان صلعم ادخر لعیاله قوت سنۃ ولان
اسباب الدخل یتکرر بتکرر السنۃ ولو اقتصر علی قوت شهر او یوم کان اقرب
الی التقوی والمعتدل کفایۃ سنۃ فماوراء لاخطر وما دونہ تضییق و لا یترخص
القابض تعللا بظاہر الفتوی نفیہ قیود و تخمینات و اقتحام شبہات انتہی ا
ف صدقہ دینے کا بڑا اجر ہے حضرت نے فرمایا ہے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ اور فرمایا
الصدقۃ تطفی غضب الرب اور اگر کچھ نہ دیسکے تو کوئی اچھی بات ہی سائل سے کہدے
قیامت مین ہر شخص سایہ مین اپنے صدقہ کے ہوگا یہانتک کہ خلق کا فیصلہ ہو اور اللہ صدقہ
کو لیکر اپنے ہاتھہ مین پالتا ہے جسطرح کہ کوئی شخص بچا اپنے اسپ کا پرورش کرتا ہے یہانتک
کہ ایک خرما برابر کوہ احد کے ہوجاتا ہے فرمایا صدقہ ستر دروازے شر کے بند کرتا ہے کسینے
پوچھا کون صدقہ بہتر ہے فرمایا وہ صدقہ جو تو حالت تندرستی و بخل مین دے اور مفلسی سے
نہ ڈرے نہ وہ صدقہ کہ جب جان حلق مین آگئی اوسوقت کہا کہ یہ فلان فلان کا ہے کہ وہ تو
خود ہی اوسکا ہوچکا خواہ تو کہے یا نہ کہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی
سائل کو اپنے در سے محروم پھیر دیتا ہے سات دن تک اوسکے گھر مین فرشتے نہین جاتے
حضرت صلعم دو کام کسی کو سپرد نکرتے خود کرتے ایک تو صدقہ اپنے ہاتھہ سے درویش کو
دیتے دوسرے پانی طہارت کا رات کو خود رکہتے اور فرماتے جو کوئی کسی مسلمان کو کپڑا پہناتا
ہے جب تک کوئی لتہ اوس کپڑے کا اوس مسلمان کے تن پر باقی رہتا ہے وہ شخص اللہ کے
حفظ مین ہوتا ہے عائشہ صدیقہ نے پچاس ہزار درہم صدقہ مین دئے اور خود پیوند دار کپڑا
پہنے ہوئے تہین اپنا پیراہن تک دوخت نکیا **حکایت** ابن مسعود نے لکھا ہی ایک شخص نے ستر
برس تک عبادت کی تہی اتفاقاً اوس سے ایک بڑا گناہ ہوگیا اوسکی ساری عبادت حبط ہوگئی
ایک درویش پر اوسکا گزر ہوا اسنے اوس فقیر کو ایک روٹی دی اللہ نے وہ گناہ اوسکا
بخشدیا اور وہ عمل ستر برس کا واپس فرمایا و لقد الحمد لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا تہا کہ

جب تجھسے کوئی گناہ ہو جائے تو تو صدقہ دے ابن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ مین شکر بہت دیتے
اور رکھتے اللہ نے فرمایا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اللہ جانتا ہے کہ مین
شکر کو بہت دوست رکھتا ہون شعبی نے کہا جو شخص آپ کو ثواب صدقہ کا محتاج زیادہ تر
درویش سے جو کہ محتاج اوس صدقہ کا ہے نجانے اوسکا صدقہ قبول نہین ہوتا ہے حسن
بصری نے پاس ایک نخاس کے ایک کنیز دیکھی وہ اچھی صورت کی تھی اوس سے کہا
تو اسکو دو درم پر فروخت کریگا اوسنے کہا نہین فرمایا جا اللہ تعالی حور عین کو دو دانہ پر فروخت
کرتا ہے جو کہ اس کنیز سے کہین زیادہ مرغوب ہے یعنی صدقہ دینے پر وللہ الحمد والمنۃ

## باب چوتھا بیچ حج کے

ارکان مسلمانی مین حج ایک رکن ہے اور یہ عبادت تمام عمر مین ایک بار فرض ہے اور بعد ہر
پنج سال کے مستحب اسکی فرضیت ویسی ہی ہے جیسی کہ فرضیت نماز و روزہ و زکوٰۃ
کی ہے بلا تفاوت یہی چارون چیزین مع کلمہ شہادت کے بنیاد ہین اسلام کی بنص
حدیث خیر الانام صلعم اس باب مین کئی فصلین ہین ❊

## فصل ترغیب و ترہیب حج مین

قال تعالی واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من
کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم قیل ھی التجارۃ فی الموسم والاجر فی الآخرۃ
بعض سلف نے جب اس آیت کو سنا تو کہا غفر لھم رب الکعبۃ حدیث ابو ہریرہ مین
آیا ہے کہ حضرت سے پوچھا کون عمل افضل ہے فرمایا ایمان لانا اللہ و رسول پر کہا پھر کون فرمایا
جہاد راہ خدا مین کہا پھر کون فرمایا حج مبرور رواہ الشیخان مبرور سے مراد وہ حج ہے
جسمین کوئی معصیت واقع نہو اور جابر نے رفعاً کہا ہے بر حج کا کھانا کھلانا اور اچھی

بات کہنا اور سلام کا پھیلانا ہے دوسرا لفظ ابو ہریرہ کا مسموعًا مرفوعًا یہ ہے من حج فلم
یرفث ولم یفسق رجع من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ رواہ الشیخان یعنی جس
حج مین بیحیائی وفسق کا کام نہین ہوتا ہے تو حاجی اپنے گناہون سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ
جیسے کہ آج اوسکو اوسکی مان نے جنا ہو اس حدیث سے مغفرت جملہ گناہون کی نکلتی ہے
لکن علما نے حقوق عباد کو اس سے مستثنے کیا ہے بدلیل دیگر احادیث معہذا اللہ کا
فضل وسیع اور اوسکا کرم بے پایان ہے ابن عباس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا
العمرۃ الی العمرۃ کفارۃ لما بینہما والحج المبرور لیس لہ جزاء الا الجنۃ رواہ الشیخان
عمرو بن عاص سے فرمایا تھا اما علمت ان الحج یہدم ما کان قبلہ رواہ ابن خزیمۃ
ومسلم بطولہ حدیث حسین بن علی مین حج کو واسطے ضعیف کے بمنزلہ جہاد کے رکھا ہے
ایک شخص نے کہا تھا انی جبان وانی ضعیف فقال ہلم الی جہاد لا شوکۃ
فیہ الحج رواہ الطبرانی جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے الحجاج والعمار وفد اللہ دعاہم
فاجابوہ وسألوہ فاعطاہم رواہ البزار ورواتہ ثقات اور حدیث ابو ہریرہ مین
مین کہا ہے اللہم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ رواہ ابن خزیمۃ دوسرا لفظ ابو ہریرہ
کا مرفوعًا یہ ہے من خرج حاجا فمات کتب اللہ لہ اجر الحاج الی یوم القیامۃ و
من خرج معتمرا کتب اللہ لہ اجر المعتمر الی یوم القیامۃ رواہ ابو یعلی وفی
حدیث مسند من طریق اہل البیت اعظم الناس ذنبا من وقف بعرفۃ فظن
ان اللہ لم یغفر لہ **ف** علی رضی اللہ عنہ نے مرفوعًا کہا ہے من ملک زادا وراحلۃ
تبلغہ الی بیت اللہ الحرام فلم یحج فلا علیہ ان یموت ان شاء یہودیا وان شاء
نصرانیا وذلک ان اللہ تعالی یقول وللہ علی الناس حج البیت من استطاع
الیہ سبیلا رواہ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ تارک حج کا باوجود ملکیت
زاد وراحلہ کے کافر ہو جاتا ہے اور کیسا کافر جیسے یہودی یا نصرانی عیاذا باللہ تارک نماز کی

تشبیہ مشرک سے آئی ہے اور تارک حج کی اہل کتاب سے دی ہے یہ اسلئے کہ اہل کتاب نماز پڑھتے
مین حج نہین کرتے اور مشرکین عرب حج کرتے تہے نماز نہین پڑہتے تہے غرضکہ ترک کرنا کسی رکن کا
ارکان اسلام سے مشابہ خروج کے ہے ملت سے ابو سعید خدری کا لفظ رفعًا یہ ہے یقول اللہ
عز وجل ان عبدا اصححت له جسمه ووسعت علیه فی المعیشة تمضی علیه خمسة اعوام لا
یفد الی لمحروم رواہ ابن حبان والبیہقی یہ حدیث قدسی ہے اسمین دلیل ہے اسبات
پر کہ بندہ تندرست وآسودہ حال اگر پانچ برس تک مکہ مین نہین جاتا ہے تو سمجھو کہ وہ
خیر سے محروم ہے علی ابن المنذر کہتے ہین ہمسے بعض اصحاب ہمارے نے کہا حسن بن حی
کو یہ حدیث بہت پسند آتی تہی اور وہ اس حدیث کو اخذ کرتے تہے اور واسطے مرد
آسودہ و تندرست کے یہ بات دوست رکہتے تہے کہ پانچ برس تک وہ حج ترک نکرے
یعنی بعد تین چار برس کے ضرور حج کے واسطے جایا کرے اگرچہ یہ حج تطوع ہوتا ہے ف

| دوبارہ می طلبم طوف کعبہ ای توفیق | ف | خدا دہد بہ پروبال من ہوای دگر |
|---|---|---|
| بتان ہند تسلی نمی دہند آزاد | | دوبارہ رو بسوئی آہوان بطحا کن |

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ حضرت نے حجۃ الوداع مین ہمسے کہا تہا هذه الحجة
ثم الجلوس علی الحصر فی البیوت رواہ ابو یعلی یعنی یہ تمہارا حج ہو گیا فرض ساقط ہوا
اب تم گہرون کے اندر بوریون پر بیٹہو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ جو حدیث سابق مین
حکم بار بار حج کرنے کا دیا ہے وہ حق مین مردون کے ہے رہین عورتین سو انکے لئے
یہی بہتر ہے کہ وہ ایکبار حج فرض ادا کرکے خانہ نشین گوشہ گزین رہین مگر یہ کہ واسطے
حج کے گہر سے باہر نکلین اونکے لئے بہی عزلت بہتر ہے یہ بہی معلوم ہوا کہ اوس عہد
مین نشست مستورات کی اندر گہرون کے بورئے پر ہوتی تہی زمین پر بیٹہتی تہین سو زنان
اہل صلاح کو اب بہی اسیطرح کرنا چاہئے تکلف خانہ داری و فرش و بساط کا واسطے اہل
دنیا کے ہے نہ واسطے ایمان والون کے ولہذا حضرت نے فرمایا ہے ان البذاذة من الایمان

یعنی خاکساری کی چال اور وضع غریبانہ ایمان کی نشانی ہے **حکایت** علی بن موفق
ایک بزرگ تھے وہ کہتے ہین ایک سال مین حج کو گیا شب عرفہ مین مین نے دو فرشتونکو خواب
مین دیکھا کہ جامہ سبز پہنے ہوئے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے کہا تو جانتا ہے
کہ اسسال حاجی کتنے تھے کہا نہین کہا چھہ لاکھہ تھے تجھے معلوم ہے کہ کتنے لوگون کا حج
قبول ہوا کہا نہین کہا اسسال چھہ شخصون کا حج قبول ہوا پس بس مین اسبات کے ہول
سے جاگ پڑا اور سخت اندوہناک ہوا اور مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین تو کسیطرح بھی ان چھہ
شخصون مین سے نہین ہون اسی اندیشہ واندوہ مین مشعر الحرام مین پہنچا وہان سو گیا خواب
مین اونہین دو فرشتون کو پھر دیکھا کہ وہی ذکر کرتے تھے اونہین سے ایک نے کہا تو جانتا ہے
کہ آجکی رات اللہ تعالی نے کیا حکم دیا کہا نہین کہا ہر ایک کو اون چھہ شخصون سے ایک ایک
لاکھہ بخشے اور اونکی طرح اونکو کر دیا مین خواب سے جاگا اور نہایت خوش تھا اللہ کا شکر ادا کیا
**ف** فتنۂ اعظم و مصیبت اجل جو کثیر الوجود ہے وہ حج مین یہ ہے کہ اکثر لوگ اس سفر
مبارک مین نماز نہین پڑھتے اور اگر پڑھتے ہین تو وقت پر ادا نہین کرتے اور یہ کفر ہے
دلیلاً اور حرام ہے اجماعاً جسکو یہ بات ثابت ہو گئی کہ اوسکا حصہ حج مین یہی ہے مرد ہو یا عورت
تو پھر اوسپر حج کرنا حرام ہے ابن الحاج نے مدخل مین کہا ہے ہمارے علما کہتے ہین جس
مکلف کو یہ بات معلوم ہو کہ اوس سے ایک نماز بھی سفر حج مین فوت ہو جائیگی تو حج کرنا
اوس سے ساقط ہے کسی نے امام مالک سے پوچھا تھا ایک شخص دریا پر سوار ہوتا ہے
وہ جگہہ سجدہ کی نہین پاتا مگر پشت برادر پر اوسکو حج کرنا جائز ہے کہا رحمہ اللہ ایرکب
حیث لا یصلی ویل لمن ترک الصلوۃ ویل لہ انتہی رہین عورتین سو اون مین
ایسی کم ہین جو وقت پر نماز پڑھتی ہین بلکہ اکثر تو نماز ہی نہین پڑھتین انا للہ **ف** بعض علما نے
مکہ مین رہنے کو مکروہ کہا ہے کئی وجہ سے ایک یہ کہ دل سے کہین حرمت مکہ کی ساقط نہو جائے
ولہذا عمر رضی اللہ عنہ بعد حج لوگون کو طرف اونکے بلاد کے مار کر نکال دیتے تھے دوسرے یہ کہ

دوبارہ شوق آنیکا باقی رہے قال بعضہم لان تکون فی بلد وانت مشتاق الی الکعبۃ خیر من ان تکون فیھا وقلبك فی بلد آخر ع بازہوائی جیسم آرزوست تیسرے یہ کہ وہان خوف رکوب خطایا و ذنوب کا ہے یہ بڑا خطر ہے ابن مسعود سے کہا ہے مامن بلد یوخذ فیہ العبد بالھمۃ قبل العمل الا مکۃ قال تعالی ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم ای علی مجرد الارادۃ اور بعض نے کہا ہے السیئات تتضاعف فیھا کما تتضاعف الحسنات لکن تحقیق یہ ہے کہ صغیرہ وہان بمنزلہ کبیرہ کے ہوتا ہے فقط ہان جو کوئی حق وہان کا پورا کرے تو مقام بہرحال افضل ہے اسلئے کہ مجرد نظر کرنا طرف کعبہ کے عبادت ہے اور ایک نیکی برابر لاکھہ نیکی کے ہوتی ہے پھر بعد مکہ کے کوئی موضع مدینہ سے زیادہ اشرف و افضل نہین ہے وہان بھی تضاعف حسنات کا ہوتا ہے ایک نماز مسجد نبوی مین برابر ہزار نماز کے بلکہ برابر پچاس ہزار نماز کے ہوتی ہے *

## فصل

وجوب حج کا ہر مکلف مستطیع پر بنص قرآن ہے ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا امت کا بھی اسی پر اجماع ہے کہ حج فریضہ محکمہ ہے منکر اوسکا کافر ہے مکلف قادر کو جب زاد و راحلہ وامن طریق میسر آیا تو اب حج کرنا اوسپر فرض ہوگیا فورًا بدلیل حدیث ابن عباس رفعًا تعجلوا للحج فان احدکم لا یدری ما یعرض لہ اخرجہ احمد عمر بن خطاب نے فرمایا تھا لقد ھممت ان ابعث رجالا الی ھذہ الامصار فینظروا کل من کان لہ جدۃ ولم یحج فیضربوا علیھم الجزیۃ ماھم بمسلمین رواہ سعید بن منصور مالک و ابو حنیفہ و احمد و بعض اصحاب شافعی کا قول یہی ہے کہ حج علی الفور ہے شافعی و اوزاعی و ابو یوسف و محمد کہتے ہین کہ علی التراخی ہے راجح یہی ہے کہ علی الفور ہے واللہ اعلم بہرحال جو مسلمان وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا وقت حج کا شوال ذیقعدہ

نودن ذیحجہ کے ہین صبح روز عید تک احرام باندہنا حج کا اس مدت مین درست ہے اگر اس سے پہلے اگر احرام حج کا کیا ہے تو وہ عمرہ ہوگا نہ حج کو دکہ مین کا حج درست ہے غرضکہ شرط درستی حج کی وقت حج ہے اور شرط ادای فریضہ حج کی یہی ہے کہ مسلمان عاقل بالغ ہو اور شرط نیابت حج کی یہ ہے کہ قریب طرف سے قریب کے حج کرے نہ غریب طرف سے غریب کے اور شرط وجوب حج کی استطاعت ہے یہ دو طرح پر ہوتی ہے ایک یہ کہ توانا ہو اپنے تن سے حج کرے اسکے لئے تین چیزین درکار ہین ایک تندرستی دوسرے امن راہ اگر راہ مین دریای خطرناک یا ایسا دشمن ہو جو مال یا جان برباد کرے تو پہر وجوب نہین ہے تیسرے اتنا مال ہو کہ آمد و شد کو بس ہو اور عیال کو واپس آنے تک کا نفقہ دیجا لئے اور کسی کا قرض نہ کسے اور کرایہ کی سواری کرسکے پیادہ جانا لازم نہین ہے جب استطاعت حاصل ہو تو اب جلد ہی کرے دیر نہ لگائے گو جائز ہے پہر اگر اتنی تاخیر کی کہ مر گیا اور حج نہ کیا تو سخت عاصی ہوا اوسکے ترکہ سے کوئی رشتہ دار نیابتہً حج بجالائے گو اوسنے وصیت نہ کی ہو کیونکہ یہ قرض اوسکی گردن پر قرض ہے **ف** نوع حج کا معین کرنا واجب ہے نیت ایک نوع خاص کی کرلے تمتع یا قران یا افراد تمتع یہ ہے کہ آفاقی حج کے مہینون مین عمرہ کا احرام کرکے مکہ مین داخل ہو کر عمرہ بجالا کر احرام سے باہر آئے پہر حج کرنے تک حلال رہے اور جو ہدی میسر ہو وہ ذبح کرے قران یہ ہے کہ آفاقی حج و عمرہ کا معاً احرام باندہ کر مکہ مین آکر حج سے فارغ ہونے تک محرم بنا رہے اوسکو ایک طواف ایک سعی کافی ہے جو ہدی میسر آئے اوسکو ذبح کرے وقت واپسی کے طواف وداع بجالائے افراد یہ ہے کہ صرف حج یا صرف عمرہ کا احرام کرے حاضر مکہ خود مکہ سے احرام باندہے ان اقسام سہ گانہ مین تمتع افضل ہے اگرچہ مسئلہ مین نزاع طویل ہے حضرت کا حج قران تہا مگر امر تمتع کا فرمایا ہے قول کو فعل پر ترجیح ہوتی ہے احرام میقات معروف سے کرے اہل ہند کا میقات یلملم ہے اور جو اندر میقات کے ہو وہ اپنے گہر سے اہلال کرے مکہ والے مکہ سے احرام باندہین **ف** محرم

پہننا قمیص و عمامہ و کلاہ و سراویل و جامہ رنگین ورس و زعفران کا منع ہے اگر پاپوش نہو تو موزہ کو ٹخنے سے نیچے قطع کر لے عورت نقاب منہہ پر نڈالے نہ دستانہ پہنے نہ جامہ ورس و زعفران اور ابتدا احرام مین خوشبو نہ ملے اگر احرام سے پہلے عطر ملا تہا اور ہنوز خوشبو باقی ہے تو کچہہ مضائقہ نہین ہے نظر بادلہ یہی راجح ہے اور بدن کے بال نہ لے مگر عذر سے اور فدیہ دے یعنی تین روزے رکہے یا چہہ مسکینون کو نصف نصف صاع طعام کہلائے حج مین رفث و فسق و جدال کرنا بنص قرآن ممنوع ہے یہ کام اگرچہ حلال کو بہی حلال نہین ہین لکن ہمراہ احرام کے اغلظ و اشنع ہین منذری نے کہا مراد رفث سے جماع و فحش اور گفتگوی متعلق جماع ہے ساتہہ بی بی کے فسق سے مراد ہر معصیت ہے جدال سے مراد لڑنا جہگڑنا غصہ کرنا ہے محرم نہ اپنا نکاح کرے نہ دوسرے کا نکاح کرائے نہ منگنی کرے اور نہ کسی طرح کا شکار کہیلے اور اگر قتل صید کریگا تو اوسپر جزا برابر مقتول کے بموجب تشخیص دو مرد عادل کے لازم آئیگی اور جسکو غیر محرم نے صید کیا ہے اوسکو محرم نہ کہائے مگر اوس صورت مین کہ حلال نے اسکے لئے صید نکیا ہو اور نہ کوئی درخت حرم کا اوکہیڑے مگر اذخر کہ یہ گہاس کہر ون اور لوہارون کے کام مین آتی ہے ہان محرم کو قتل کرنا پانچ فاسقون کا جائز ہے کوا چیل بچہو چوہا کتا کٹکہنا مسلم مین ابن عمر سے ذکر سانپ کا بہی آیا ہے انکے مار ڈالنے مین کوئی فدیہ وغیرہ لازم نہین آتا ہے مدینہ منورہ کے صید و شجر کا وہی حکم ہے جو حرم مکہ کا ہے اتنی بات ہے کہ جو حرم مدینہ کا درخت کاٹے یا اوسکے پتے جہاڑے اوسکا سلب واسطے واجد کے حلال ہے یعنی جو کچہہ اوسوقت اوسکے پاس ہو وہ چہین لے وج ایک وادی ہے طائف مین اوسکا درخت اور وہ خود بہی حرم ہے بدلیل حدیث مرفوع ابن زبیر ان صید وج وعضاہہ حرم محرم للہ عزوجل رواہ احمد وابوداؤد والبخاری فی تاریخہ وحسنہ المنذری وصححہ الشافعی یہی حق ہے اور جسنے اس حدیث مین قدح کی ہے

وہ کوئی دلیل صالح قدح نہین لایا **ف** حاجی جب مکہ مین پہنچے طواف کرے سات چکر لگائے
تین شوط مین تیز چلے باقی مین حسب معمول حجر اسود کو بوسہ دے اور ہاتھہ لگائے یا چہڑی سر کج
سے چہو کر اوس لکڑی کو چومے اور رکن یمانی کا استلام کرے قارن کو ایک طواف ایک سعی
کافی ہے وقت طواف کے باوضو ساتر عورت ہو حیض والی سوای طواف کے سب کام مثل
حاجی کے کرے وقت طواف کے ذکر اللہ کرنا مندوب ہے حضرت ربنا اتنا فی الدنیا حسنة
الخ پڑہتے رواہ احمد وابو داؤد والنسائی وصححہ ابن حبان والحاکم عن عبد اللہ
بن السائب رضی اللہ عنہ کیونکہ یہ دعا قرآن مین اتری ہے اور قید اللفظ ہے اس
فرصت کم کے مناسب حال یہی ہے یا تسبیح کرے رواہ ابن ماجة یعنی سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہے جب طواف کر چکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم
مین پڑہکر رکن کے پاس آکر استلام کرے ان دو رکعت مین سورۂ کافرون وسورۂ اخلاص
پڑہے رکن سے مراد حجر اسود ہے **ف** درمیان صفا و مروہ کے سات پہیرے کرے دعاے
ماثور پڑہے یہ تیسرا نسک ہے حضرت نے صفا پر چڑہکر خانہ کعبہ کی طرف منہ کرکے کہا تہا
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر
یہ سعی سوار و پیادہ دونون طرح درست ہے افضل یہ ہے کہ پیادہ ہو پہر اگر حاجی متمتع
تہا تو اب بعد اس سعی کے حلال ہو گیا جب دن ترویہ کا آئے یعنی ہشتم ذیحجہ تب اہلال حج
کا کرے اور صبح عرفہ کو عرفہ مین تلبیہ وتکبیر کہتا ہوا پہنچے ظہر وعصر کو جمع کرے اور خطبہ سنے
پہر بعد مغرب کے عرفہ سے چلکر مزدلفہ مین پہنچکر مغرب وعشا کو جمع کرے اور رات بسر کرکے
اول وقت نماز صبح پڑہ کر مشعر الحرام مین آئے وہان اللہ کا ذکر کرے اور ذرا ٹہیرے
کہ سورج نکل آئے یہ چوتہا نسک ہے پہر وہان سے چلکر بطن محسر مین آئے اصحاب فیل
اسی جگہہ ہلاک ہوئے تہے یہ جگہہ برزخ ہے درمیان مزدلفہ ومنی کے نہ اسمین سے ہے نہ
اوسمین یہان اللہ کے غضب سے ہراسان ہو پہر طریق وسطی سے چلکر جمرۂ عقبہ کو جو نزدیک

درخت کے ہے سات کنکریان مارے ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے یہ کنکری برابر دانہ نخود
یا باقلا کے ہو اور یہ رمی نکرے مگر بعد سورج نکلنے کے ہان عورتین اور بچے اگر پہلے اس سے
رمی کرین تو اونکو جائز ہے پہر حلق یا قصر سو ہی سر کرے یہ پانچوان نسک ہوا اب اسکو ہر
چیز حلال ہو گئی مگر عورت اور جسنے حلق یا ذبح یا افاضہ طرف خانہ کعبہ کے رمی سے پہلے
کیا تو کچہہ حرج نہین ہے پہر منی مین اکثر شبہای تشریق بسر کرے یہ چہٹا نسک ہے
اور ہر دن ایام تشریق مین تینون جمرات کو رمی کیا کرے سات سات حصاۃ سے پہلے جمرۂ
دنیا کو پہر وسطی کو پہر عقبہ کو اور جو شخص لوگون کو لیکر حج کرے اوسکو مستحب ہے کہ اونکو خطبہ
سنائے دن نحر کے وسط ایام تشریق مین اور حاجی دن نحر کے طواف افاضہ کرے اسکو
طواف الزیارۃ بہی کہتے ہین اور جب جملہ اعمال حج سے فارغ ہو تو طواف وداع بجا لائے
**ف** افضل ہدی شتر ہے پہر گوسفند شتر و گاو سات شخصون کی طرف سے کفایت کرتا ہے
اور ہدی والے کو ہدی کا گوشت کہانا درست ہے اور اشعار و تقلید کرنا ہدی کا مستحب
ہے اشعار یہ ہے کہ کوہان شتر مین زخم لگائے جس سے کچہہ خون نکلے تقلید یہ ہے کہ
اوسکے گلے مین کچہہ ڈال دے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ جانور ہدی کا ہے اور
جس شخص نے ہدی روانہ مکہ معظمہ کی اوسپر کوئی شئے جو محرم پر حرام ہوتی ہے حرام نہین
ہوتی ہے جو قربانی مکہ مین بتقریب حج و عمرہ کیجاتی ہے اوسکو ہدی کہتے ہین اور جو جانور
دوسرے شہرون مین دن عید الاضحی کے ذبح کرتے ہین اوسکو اضحیہ کہتے ہین اضحیہ
ہر گہر والے کے لئے مشروع ہے اور اقل اضاحی ایک گوسفند ہے اور یہی بڑا افضل
اضحیہ ہے وقت اضحیہ کا بعد نماز عید النحر کے ہوتا ہے آخر ایام تشریق تک پہر جو جانور
فربہ اندام تر ہو اوسکا قربانی کرنا افضل تر ہے اسکے احکام باب الاضحیہ مین لکہے جاتے
ہین اسجگہ ضرورت زیادہ تفصیل کی نہین ہے **ف** نزے عمرہ کے لئے میقات سے
احرام باندہے اور جو شخص مکہ مین ہو وہ حرم سے طرف حل کے نکلے اور نزدیک بعض

علما کے حق مین جانا ضرور نہین ہے مکہ کے اندر ہی محرم ہوکر اعمال عمرہ کے بجا لائے یعنی
طواف وسعی کرکے حلق یا قصر کرے عمرہ سال تمام مین مشروع ہے اسکے لئے کوئی مہینا
خاص مقرر نہین ہے ہمنے تفصیل ان احکام کی رسالہ رحلۃ الصدیق و رسالہ الفتاح المحجبہ
اور رسالہ طراز الخمرہ مین لکھی ہے ف بعد حج کے بہ نیت مسجد نبوی قصد مدینہ منورہ کا کرے
راہ مین درود بکثرت پڑھے جب آنکھ در و دیوار مدینہ پر پڑے کہے اللھم ھذا حرم رسولک
فاجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب وسوء الحساب پھر غسل کرکے مدینہ مین آئے اور عطر
ملے اور سفید پاک کپڑے پہنے اور بہت خاکساری و توقیر سے داخل مدینہ ہو اور کہے رب ادخلنی
مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا
نصیرا اور منبر کے نیچے دو رکعت نماز پڑھے حدیث مین آیا ہے مابین منبری وقبری
روضۃ من ریاض الجنۃ او کما قال صلعم عمود برابر دوش کے ہو کہ موقف حضرت
یہی تھا پھر قصد زیارت کا کرے ٥

| زبعد کعبہ نظیری زیارت ماکن | کہ دلبری نمکین است در مدینہ ما |
| --- | --- |

پشت بقبلہ کرنا اور ہاتھ سے دیوار کو روضہ مطہرہ کی چھونا اور بوسہ دینا سنت نہین ہے
بلکہ منع ہے دور کھڑا ہونا نزدیک تر بحرمت و ادب ہے اور کہے السلام علیک یا
رسول اللہ یا سید المرسلین یا خاتم النبیین وغیرہ الفاظ مدح و ثنا اور اگر کسی نے
وصیت سلام کے پہنچانے کی کی ہو تو یون کہے السلام علیک یا رسول اللہ
من فلان پھر شیخین رضی اللہ عنہما پر سلام کرے پھر گورستان بقیع مین جائے اور بزرگان
صحابہ کی زیارت کرے جب مدینہ سے پھرے زیارت وداع کرے رحلۃ الصدیق الی
البیت العتیق مین آداب زیارت کے مرقوم ہین ف ابو سعید خدری نے کہا ہے
کہ حضرت نے فرمایا ہے لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد مسجد الحرام والمسجد
الاقصی ومسجدی ھذا متفق علیہ اس حدیث مین نفی ہے تفضیلت شد رحل

کی مگر طرف ان تین مسجدونکے بہ نفی بمعنی نہی ہے یعنی سوا ان مسجدون کے سفر کرنا واسطے
حصول ثواب عبادت کے بیجا ہے مگر وہ سفر جو شرع مین آیا ہے جیسے طلب علم یا تجارت
ونحوہما نہ سفر زیارت قبور انبیاء وصلحاء واولیاء شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے نیچے اس
حدیث کے لکہا ہے کان اهل الجاهلیة یقصدون مواضع معظمة بزعمهم
یزورونها ویتبرکون بها وفیه من التحریف والفساد ما لا یخفی فسد النبی
صلعم لئلا یلتحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعة لعبادة غیر الله
والحق عندی ان القبر ومحل عبادة ولی من اولیاء الله والطور کل ذلک
سواء فی النهی والله اعلم انتهی کلام الحجة البالغة بہرحال نماز پڑہنے کا اجر
مسجد نبوی مین بہت ہے حدیث جابر مین فرمایا ہے صلوة فی مسجدی افضل
من الف صلوة فیما سواه الا المسجد الحرام وصلوة فی المسجد الحرام افضل
من مأیة الف صلوة فیما سواه رواه احمد وابن ماجة باسناد صحیح
یعنی مسجد مکہ مین ایک نماز برابر لاکہہ نماز کے ہے اور مسجد مدینہ مین برابر ایک ہزار نماز
کے ابوہریرہ کا لفظ رفعا یہ ہے صلوة فی مسجدی خیر من الف صلوة فیما
سواه الا المسجد الحرام رواه البخاری واللفظ له ومسلم انس مرفوعا کہتے ہین
من صلی فی مسجدی اربعین صلوة لا تفوته صلوة کتب له براءة من النار
وبراءة من العذاب وبرئ من النفاق رواه احمد یعنی چالیس نمازین بلا فوت
حضرت کی مسجد مین پڑہنا موجب برارت کا ہے نار وعذاب ونفاق سے دوسرا لفظ انس
کا یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا نماز آدمی کی اوسکے گہر مین ایک نماز ہے اور نماز مسجد قبائل
مین پچیس نمازین ہین اور مسجد جامع مین پانسو نمازین اور مسجد اقصی مین پچاس ہزار
نمازین اور میری مسجد مین پچاس ہزار نمازین اور نماز مسجد الحرام مین لاکہہ نمازین رواه
ابن ماجة حدیث سہل بن حنیف مین فرمایا ہے من تطهر فی بیته ثم اتی مسجد قبا

نصلی فیہ کان کاجر عمرة رواہ النسائی وابن ماجۃ واللفظ لہ اسید بن انصاری
کا لفظ مرفوع یہ ہے صلوۃ فی مسجد قبا کعمرة رواہ الترمذی سعد کہتے تھے
لان اصلی فی مسجد قبا احب الی من ان اصلی فی بیت المقدس رواہ الحاکم
ابن عمر نے سموعاً مرفوعاً کہا ہے من صلی فیہ کان کعدل عمرة رواہ ابن حبان
یعنی مسجد قبا مین گہر سے وضو کر کے جانا اور وہان نماز پڑہنا اجر مین برابر عمرہ کے ہے صحیحین
مین ابن عمر سے آیا ہے کہ حضرت قبا کی زیارت کرتے وہان سوار و پیادہ جاتے اور دو
رکعت نماز پڑہتے انتہی پس جو شخص مدینہ منورہ مین ہو اوسکو چاہیے کہ اس فضیلت
سے غفلت نکرے **ف** حدیث سعد مین فرمایا ہے المدینۃ خیر لھم لو کانوا
یعلمون لا یدعھا احد رغبۃ عنھا الا ابدل اللہ تعالی فیھا من ھو خیر
منہ ولا یثبت احد علی لاوائھا وجھدھا الا کنت لہ شفیعا و شھیدا
یوم القیامۃ رواہ مسلم اسمین فضیلت ہے اوس شخص کی جو مدینہ کی تکلیف وفاقہ
کشی و مشقت و محنت پر صبر کرے حضرت ایسے شخص کے لئے دن قیامت کو شفیع و
شہید ہونگے ابن عمر نے مرفوعاً کہا ہے من استطاع ان یموت بالمدینۃ فلیمت
بھا فانی اشفع لمن یموت بھا رواہ الترمذی وابن حبان یعنی جو کوئی مدینہ
مین جاکر مرسکے وہ وہان جاکر مرے کہ حضرت اوسکے شفیع ہونگے زہے نصیب حاکم
کا لفظ یہ ہے من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن مات باحد
الحرمین بعث من الآمنین یوم القیامۃ رواہ البیھقی یہ حدیث اوس شخص
کو شامل ہے جسنے منجملہ اہل مدینہ کے حضرت کی زیارت کی اور اوس شخص کو بھی جو بنیت
مسجد نبوی مسافر ہو کر مدینہ مین پہنچا اور مشرف بزیارت ہوا یہ بھی معلوم ہوا کہ مرنا مکہ
و مدینہ مین موجب امن و امان کا ہے عذاب سے دن قیامت کے اللھم ارزقنا شھادۃ
فی سبیلک واجعل موتنا فی بلد رسولک حضرت نے حق مین شر وصاع و مد

مدینہ کے دعا کی برکت کی ہے رواہ مسلم عن ابی هریرۃ اور مدینہ کو قبۃ الاسلام و
دار الایمان وارض ہجرت ومثوی حلال وحرام فرمایا ہے رواہ الطبرانی عن ابی هریرۃ
اور حدیث سعد مین فرمایا ہے والذی نفسی بیدہ ان غبارها شفاء من کل داء
راوی نے کہا مین خیال کرتا ہون کہ ذکر جذام وبرص کا بھی فرمایا رواہ رزین +

## فصل

جماہیر علما اسپر ہین کہ حضرت نے بعد ہجرت کے فقط ایک حج کیا تہا جسکو حجۃ الوداع کہتے
ہین یہ حج بلا خلاف سال دہم مین تہا اور پہلے ہجرت سے دو حج کئے تھے یہ بات جامع ترمذی
مین مذکور ہے مگر صاحب محلی نے کہا ہے کہ ہجرت سے پہلے زیادہ تین چار حج سے کئے تھے
لکن گنتی اونکی محفوظ نہین ہے فرضیت حج کی سال نہم ہجرت مین ہوئی تھی اوسی سال
سے طیاری اسباب سفر حج کی کرنا شروع کردی تھی جب عزم حج کیا تو صحابہ کو خبردار کردیا سب
نے طیاری حج کی کی اور یہ خبر دیہات وقصبات اطراف مدینہ مین پہنچی سارے
مسلمان دیہات کے مدینہ مین آئے اور راہ مین ہر طرف سے طوائف مردم آکر لاحق ہوئے
حاجی حصر وحساب سے باہر تہے حضرت نے دن پنجشنبہ یا شنبہ کو چوتھی ذیقعدہ نماز ظہر
جماعت سے مدینہ مین پڑہی اور سفر کیا اس سے پہلے خطبہ مین لوگون کو شرائط وارکان وآداب
حج کے تعلیم فرما دئے تھے یہ خطبہ دن جمعہ کے پڑہا تہا اس سے یہی نکلتا ہے کہ دن شنبہ
کے سفر کیا لکن احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ سفر کرنا دن پنجشنبہ کے دوست رکہتے تھے
صحیح بخاری مین ہے ما کان رسول اللہ صلعم یخرج فی سفر اذا خرج الا یوم
الخمیس بعد نماز ظہر کے سر مبارک مین شانہ کیا اور روغن ملا اور ازار پہنی اور درمیان
ظہر وعصر کے باہر نکلے اور ذو الحلیفہ مین آکر ٹہیرے نماز عصر کو قصر کیا اور رات کو وہان
رہے نماز مغرب وعشا وصبح وظہر اوسی جگہہ پڑہی یہ سب پانچ نمازین ہوئین اس سفر

مین سب امہات المومنین ہمراہ تہین اوس رات سب پر گشت کیا اور واسطے نماز صبح
کے نہائے پہر وقت ظہر کے دوسرا غسل احرام کے لئے کیا اور خطمی و اشنان خرچ مین لائے
عائشہ خوشبو لیکر آئین وہ ایک طیب مرکب تہی چند بوی خوش سے جیسے عطر مجموعہ اوسمین
مشک بہی تہا تن و سر مبارک مین اوسکو ملا چنانچہ اثر مشک کا فرق و محاسن مبارک
پر نظر آتا تہا پہر ازار و چادر احرام کو پہنا اور نماز ظہر قصر سے پڑہی اور اوسی جگہہ احرام
باندہا یہ بات منقول نہین ہے کہ احرام سے پہلے گردن مین بدنہ کے دو نعل لٹکائی ہون
اور جانب راست کوہان کو پہاڑا ہو اور اوسکا خون صاف کیا ہو احرام مین اختلاف ہے
کہ تلبیہ کس طرح پر کہا اکثر احادیث مین اسکی تصریح ہے کہ احرام حج و عمرہ دونون کا باندہا
اسی کو قران کہتے ہین اور فرمایا اتانی آت من ربی عز وجل فقال صل فی ھذا
الوادی المبارك وقل عمرۃ فی حجۃ اس بارہ مین بیس حدیث صحیح صریح سے زیادہ
آئی ہین اسی طرح بہت سی حدیثین صحیح یون ہین کہ احرام افراد کا تہا چنانچہ مسلم مین
ہے اھل بالحج مفردا ابن عمر سے آیا ہے اھللنا مع رسول اللہ صلعم بالحج
مفردا رواہ مسلم اسی طرح احادیث صحیحہ تمتع مین بہی آئی ہین طریق توفیق کا
ان احادیث مین یون ہے کہ پہلے احرام نرے حج کا کیا پہر عمرہ کو حج مین داخل کیا قارن
ہوئے اور فرمایا دخلت العمرۃ فی الحج الی یوم القیامۃ اور مراد قائل تمتع کی تمتع لغوی ہے
بمعنی انتفاع و التذاذ اوسمین شک نہین ہے کہ قران مین انتفاع و التذاذ حاصل ہے
کیونکہ دو نسک سے ایک نسک پر اکتفا کیا جاتا ہے اور افراد مین حج و عمرہ الگ الگ
ہوتا ہے صحابہ تین طرح پر تہے بعض نے احرام حج و عمرہ کا باندہا تہا یا نرے حج کا انکے
ساتہہ ہدی تہے اور احرام حج مفرد کا تہا یہ اوس احرام پر باقی رہے دن نحر کے احرام
کہولا بعض کے ساتہہ ہدی نہ تہے اونہون نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے انسے
فرمایا تہا کہ تم حج کو عمرہ کر ڈالو یعنی حج کے احرام کو عمرہ کے احرام سے بدل لو اور اعمال

عمرہ کو روز عرفہ سے پہلے پورا کرلو پہر مکہ سے احرام حج کا باندہ کر عرفات کو جاؤ بعض ایسے تہے کہ اونکے ساتہہ ہدی نہ تہے اور اونہون نے احرام حج کا باندہا تہا حضرت نے اونسے فرمایا تہا کہ احرام کو عمرہ سے بدل لو یہی معنی ہین فسخ حج کے ساتہہ عمرہ کے پہر حال جب حضرت نے نماز ظہر پڑہ کر احرام باندہا تو لبیک کہکر ناقہ پر سوار ہوئے جب ناقہ اوٹہا تو پہر تلبیہ کیا پہر جب پشت سواری پر برابر بیٹہے تب پہر تلبیہ کہا کبہی یون کہتے لبیک بحج وعمرۃ اور کبہی یون فرماتے لبیک بحج الفاظ لبیک کے یہ تہے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک آواز اتنی بلند کرتے کہ صحابہ سنتے اور فرماتے پکار کر کہو حضرت کی سواری ایک شتر تہا جسپر نہ پالان تہا نہ شغدف نہ محارہ نہ محمل نہ ہودج نہ محفہ ہمیشہ اسی قاعدہ پر تلبیہ کہتے اور صحابہ کی عادت تلبیہ مین کم وبیش تہی حضرت کسی پر انکار نہ فرماتے مدت احرام مین موی سر کو خطمی وغسل سے جمع کرلیا تہا بکسر غین سمجہ یہ ایک دوا ہے جس سے بال یکجا کئے جاتے ہین بعض نے اسکو عسل بمعنی شہد روایت کیا ہے تاکہ موی سر گرد سے محفوظ رہین جب رَوحا مین جو ۳۶ میل مدینہ منورہ سے ہے پہنچے ایک حمار وحشی کو زخمی دیکہکر فرمایا اسکو چہوڑدو اس کا زخمی کرنیوالا آتا ہوگا چنانچہ وہ اوسی وقت آگیا اوسنے کہا ای رسول خدا آپ اسکو لین جو چاہین سو کرین مینے اسکو شکار کیا ہے ابوبکر سے فرمایا اسکو رفقاء پر تقسیم کردو جب منزل اُثایہ مین پہنچے یہ ایک جگہہ ہے درمیان رُوَیثہ وعَرج کے تو ایک ہرن کو نیچے سایہ درخت کے سوتا پایا ایک شخص کو مقرر کیا کہ اوسکے پاس جا کہڑا ہو کوئی محرم اوسکو نہ چہیڑے جب عرج مین پہنچے غلام ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیچہے رہگیا تہا اور جو اونٹ پر تل کا تہا جسپر سامان ابوبکر وحضرت کا بار تہا وہ کہو گیا یہ زاملہ اوسی غلام کے سپرد تہا ابوبکر نے کہا اونٹ کدہر ہے اوسنے کہا گم ہوگیا یہ اوٹہکر بطور تادیب اوسکو مارنے لگے اور کہا کہ ایک شتر تہی خبرگیری مین دیا تہا تونے اوسکو بہی گم کردیا حضرت تبسم فرماتے اور کہتے انظر والی

ھذا المحرم ما یصنع اس سے زیادہ کچھہ نہ فرمایا مقام ابوا مین پہنچے صعب بن جثامہ
نے ایک حمار وحشی ہدیہ مین بہیجا وہ زندہ تہا قبول نکیا جب دیکہا کہ اونکو برا لگا تو فرمایا
کہ ہمنے تمہارا ہدیہ رد نہین کیا مگر ہم محرم ہین جب وادی عسفان مین آئے فرمایا اے ابوبکر
تو جانتا ہے کہ یہ کون وادی ہے یہ وادی عسفان ہے ہود و صالح علیہ السلام کا گزر
اسی وادی پر سے ہوا تہا دو شتر سرخ پر سوار اونکی چہال تہی خرمے کی اور تہبند اونکے
صوف کے تہے اور چادرین اونکی کمل تہین وہ حج کا تلبیہ کہتے تہے پہر جب سرف مین
پہنچے عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آیا وہ رونے لگین فرمایا کیون روتی ہو مگر حیض ہوا
کہا ہان فرمایا کچھہ رنج کی بات نہین ہے اللہ نے یہ امر دختران آدم علیہ السلام پر لکہا
ہے تیرے حج مین کچھہ نقصان نہین ہے جو کام سارے حاجی کرین وہ تو بہی کر مگر
طواف کعبہ نہ کر عائشہ نے نرے عمرہ کا احرام باندہا تہا فرمایا تہا کہ حج کا احرام باندہ لے
چنانچہ ایسا ہی کیا جب وہ پاک ہوئین تب طواف وسعی کی فرمایا اب تو حج و عمرہ سے فارغ
ہوگئی عائشہ نے کہا مین اپنے جی مین دغدغہ پاتی ہون کہ مینے طواف عمرہ کا نہین کیا
مگر بعد وقوف کے عبد الرحمن برادر عائشہ کو حکم دیا کہ انکو تنعیم پر لیجا کہ وہان سے احرام
باندہ کر آئین اور عمرہ ادا کرین علما کے اسجگہ اقوال ہین کہ یہ کیسا عمرہ تہا بعض نے
کہا عمرۂ زیارت تہا واسطے خوشی خاطر عائشہ کے ورنہ طواف وسعی اونکی حج و عمرہ
دونون سے کافی تہے اسلیئے کہ وہ متمتع تہین ابتداءً احرام مین لکن حج کو عمرہ مین
داخل کرکے قارن ہوگئی تہین یہ قول اصح اقوال ہے دلالت احادیث کی اسی پر ہے
بعض نے کہا کہ جب وہ حائض ہوئین تو حضرت نے اونکو حکم دیا کہ عمرہ چہوڑ کر حج کرو
یہ افراد ہوا جب وہ حج کر چکین تو فرمایا کہ عمرہ کر لو عوض عمرۂ اول کے جسکا احرام باندہا
تہا یہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے حنفیہ یہی کہتے ہین حضرت نے مقام
سرف مین صحابہ کو حکم دیا تہا کہ جسکے ساتہہ ہدی نہین ہے اور وہ اپنے نسک کو عمرہ

کرنا چاہتا ہے تو یہ بات اوسکو درست ہے مگر جسکے ساتھہ ہدی ہے وہ ایسا نکرے لیکن
جب مکہ مین پہنچے تو بطریق جزم و وجوب یون فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہین ہے وہ اپنی
نسک کو عمرہ کرڈالے اور احرام سے باہر آ لے اور جسکے پاس ہدی ہے وہ بدستور اپنے
احرام پر رہے اور فرمایا اگر میرے ساتھہ بہی ہدی نہوتے تو مین بہی حلال ہوجاتا یعنی احرام
کہول ڈالتا دخول مکہ سے پہلے ذی طوی مین پہنچے وہان اترے وہ شب یکشنبہ پنجم ذی حجہ
تہی نماز صبح اوسی جگہہ پڑہی اور غسل کیا اور شہر مکہ مین بعد ذراسی دیر کے طلوع آفتاب
سے راہ حجون سے داخل ہوئے جب باب بنی شیبہ پر پہنچے یہ دعا پڑہی اللھم زد بیتک
ھذا تشریفا و تعظیما و تکریما و مھابۃ بعض روایات مین آیا ہے کہ جب نظر کعبہ پر
پڑے ہاتہہ اوٹہا کر تکبیر کہے اور یہ دعا پڑہے اللھم انت السلام ومنک السلام حینا ربنا بالسلام اللھم
زد ھذا البیت تشریفا و تعظیما و تکریما و مھابۃ وزد من حجہ و اعتمرہ
تکریما و تشریفا و تعظیما و برا جب مسجد مین آئے تو سیدہی طرف کعبہ کے چلے اور
تحیۃ المسجد نہین پڑہے جب برابر حجر اسود کے پہنچے استلام کیا ہاتہہ نہین اوٹہائے
اور شروع تکبیر سے نہین کیا جسطرح کہ جہال کرتے ہین بلکہ طواف کرنے لگے اور کعبہ کو
دست چپ پر چہوڑا اور کسی جگہہ مین کوئی دعا مروی نہین ہے جو باسناد صحیح ثابت ہوئی
ہو مگر درمیان ہر دو رکن یمانی و حجر اسود کے کہ وہان یہ دعا پڑہے ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ
الخ اور تین طوف اول مین جلدی چلے اور قدم نزدیک نزدیک رکہے جسطرح کہ کشتی لڑنیوالے
چلتے ہین اور چادر مبارک کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر دوش چپ پر ڈالا اور چار طوف
باقی مین آہستہ چلے ؎

| | |
|---|---|
| ٹہہر گئے وہ جہان سرو باغ تہا گویا | اگر چلے تو نسیم بہار ہو کے چلے |

ہر بار جب برابر حجر اسود کے پہنچے تو ایک چوب سے جو دست مبارک مین تہی اوس سے
اشارہ طرف حجر کے کرکے اوس چوب کو بوسہ دیتے وہ لکڑی ایک سر کج ذرا سا عصا تہا

اور برابر بین رکن یمانی کے طرف رکن کے اشارہ فرماتے لکن ہاتھ لگانا یا چوبنے ستی کا
کا بوسہ دینا ثابت نہین ہے ہان حجر اسود کو آپنے بوسہ دیا تھا اور روی مبارک کو اوسپر
رکھا اور کبھی دست مبارک اوسپر رکھکر ہاتھ کو بوسہ دیتے ٭

| | بلائین ہاتھونکی لیتا رہا ہین مارہی ات | | بلائین ہاتھون لے سیر جو لین بہتا رہی ات |
| --- | --- | --- | --- |

اور حالت استلام مین بسم اللہ واللہ اکبر کہتے اور برابر حجر کے پہنچکر تکبیر کہتے اور نیز حجر اسود
پر پیشانی مبارک رکھ دیتے اور سجدہ کرتے پہر اوسکو بوسہ دیتے یہ ساری کیفیات صحیح مین ثابت
ہوئی ہین جب طواف کر چکے مقام ابراہیم مین آکر یہ آیت پڑہی واتخذوا من مقام
ابراھیم مصلی پہر دو رکعت نماز اوس جگہ ادا کی مقام اوس زمانے مین نزدیک کعبہ کے
رکھا تھا اون دو رکعتون مین کافرون و قل ہو اللہ پڑہی نماز پڑہکر طرف حجر اسود کے آئے
اور استلام کیا اور دروازہ درمیانی سے باہر نکلے صفا کی طرف جانے کو پانچ دراہین اونمین
سے وسط کو اختیار کیا اور بالاسی صفا پر آئے جب پاس صفا کے پہنچے یہ آیت پڑہی ان الصفا
والمروۃ من شعائر اللہ پہر کہا ابدء بما بدأ اللہ بہ اور روایت نسائی مین ابدؤا بصیغہ امر
آیا ہے صفا پر اتنا چڑہے کہ وہان سے کعبہ نظر آیا روبقبلہ کھڑے ہوکر تکبیر کہی اور فرمایا لا الہ الا
اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر لا الہ
الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اور دعا کی
اور کہا اللھم انا نسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل
بر والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا
کشفتہ ولا حاجۃ الا قضیتہا تین بار تہلیل کے درمیان تہلیل کے دعا کرتے پہر صفا
سے نیچے اوترے صفیہ بنت شیبہ نے کہا حضرت نے درمیان صفا و مروہ کے یہ دعا کی تہی
رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم اور پیادہ سعی کی صفا سے طرف مروہ کے اور مروہ
سے طرف صفا کے آتے جاتے اثنا سعی مین جب ازدحام سبب ہوا تو ناقہ پر سوار ہوئے

اور باقی سعی کو سوار ہوکر تمام کیا اور طواف قدوم پا پیادہ کیا تھا جسطرح کہ جابر نے کہا کہ تھے طوف اول مین رمل کیا کیونکہ رمل حالت رکوب مین متصور نہین ہے ہان طواف رکن کا بسبب عذر کے سوار ہوکر کیا اور سعی کو مروہ پر ختم کیا جب پاس مروہ کے پہنچتے وہی اذکار و دعوات جو صفا پر کیئے تھے پڑہے جب سعی کر چکے صحابہ کو فرمایا کہ جسکے ساتھہ ہدی نہو وہ حلال ہوجاے انے اس تحلل کو اونپر فرض کیا یہ تحلل پورا تھا وطی و خوشبو و جامہ دوختہ وغیرہ سب کو حلال کردیا چنانچہ روز ترویہ تک کہ ہشتم ذیحجہ ہے سب حلال رہے اور فرمایا کہ اگر مین ہدے نہ لاتا تو خود بہی حلال ہوجاتا یہ روایت کہ حضرت بہی حلال ہوگئے غلط ہے اس جگہ آپنے یہ دعا کی اللهم ارحم المحلقین تین بار انکے لئے اور ایک بار مقصرین کے لئے دعا فرمائی سراقہ بن مالک نے پوچہا کہ یہ فسخ و احلال اسی سال کے لئے ہے یا یہ حکم ہمیشہ کے لئے فرمایا یہ حکم دائم ہے ابد تک ابوبکر و عمر و علی و طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم بسبب اسکے کہ ہدی رکہتے تھے حلال نہوئے امہات المومنین البتہ حلال ہوئین اسلئے کہ انکے ہمراہ ہدی نہ تھے فاطمہ علیہا السلام نے بہی احرام کہول ڈالا اسلئے کہ بے ہدی تہین حضرت اس مدت اقامت مین نماز قصر پڑہتے اور اپنی منزل مین مکہ سے باہر ٹہیرے رہے جب چار دن گزرے یکشنبہ دوشنبہ سہ شنبہ چہارشنبہ اور آفتاب اونچا ہوا تو وقت چاشت کے دن پنجشنبہ کو طرف منی کے چلے مجموع خلائق ہمراہ آپکے تہی ٥

| | |
|---|---|
| سوہی منی ران و کرامت ببین | گرمی بازار قیامت ببین |

پہر جو شخص حلال ہوچکا تہا اوسنے اسدن احرام حج کا باندہا اور ہر شخص نے اپنی منزل سے احرام باندہا منی مین پہنچکر اوترے نماز ظہر و عصر کی پڑہی اور رات وہین بسر کی شب جمعہ تہی جب صبح کو سورج نکلا منی سے روانہ ہوئے ضب کے رستہ پر سے طرف عرفہ کے چلے بعض صحابہ تکبیر کہتے تھے اور بعض تلبیہ آپ کسی پر انکار نکرتے تھے جب نمرہ پر پہنچے جو کہ عرفات سے قریب ہے حضرت کا ڈیرہ اوسی جگہہ لگایا تہا وہان اوترے جب سورج ڈہل گیا فرمایا

سواری پر زین کسو سوار ہوکر خطبہ پڑہا خطبہ مین سارے قواعد مسلمانی ذکر کیئے اور جڑ شرک و جاہلیت کی بالکل اوکہیڑ ڈالی اور وہ محرمات جو ساری ملتون مین ثابت التحریم ہین ذکر فرمائے اور سارے اوضاع جاہلیت کو برطرف کیا اور ربای جاہلیت کو چہڑوایا اور امت کو وصیت کی کہ عورتون کے ساتہہ رعایت و لطف و احسان کرین اور جو حقوق عورتون کے شوہرون پر ہین اونکو بیان کیا اور امت کو وصیت فرمائی کہ اللہ کی کتاب کو پکڑے رہین جب تک ایسا کرینگے گمراہ نہونگے پہر پوچہا کہ تم لوگ میرے حق مین کیا گواہی دیتے ہو سبنے کہا ہم گواہی دیتے ہین کہ آپنے اللہ کے احکام ہمکو پہونچا دیئے اور امت کو پوری نصیحت کی اور جو حق رسالت کا آپ پر تہا وہ آپنے ادا کر دیا تب حضرت نے انگشت مبارک طرف آسمان کے اوٹہا کر فرمایا اللہم اشہد اللہم اشہد اللہم اشہد اور ارشاد کیا کہ حاضرین اس مجمع کے اس مجموعہ مواعظ کو غائبین تک پہنچا دین پہر اوترے اور بلال کو حکم دیا کہ اذان کہہ اور اقامت نماز ہوکر ظہر و عصر کو ساتہہ جمع و قصر کے پڑہا اہل مکہ بہی ہمراہ آپکے تہے اونہون نے بہی نماز اسی طریق سے پڑہی جب نماز پڑہ چکے سوار ہوکر عرفات مین آئے اور دامن کوہ عرفات مین جہان جہان بڑی بڑی ٹولین پتہر کی ہین سو بقبلہ ہوکر کہڑے ہوئے اور پشت شتر پر دعا و تضرع و ابتہال مین لگے یہانتک کہ سارا سورج ڈوب گیا تب وہان سے چلے اور فرمایا کہ کہڑا ہونا عرفات مین کچہہ اسی جگہہ جہان کہ مین کہڑا ہوا ہون مخصوص نہین ہے بلکہ ساری زمین عرفات کی موقف ہے اور جسوقت کہ حضرت دعا کرتے تہے ہاتہہ برابر سینہ کے مثل سائل مسکین کے اوٹہائے ہوئے تہے منجملہ اون دعوات کے جنکا پڑہنا موقف مین ثابت ہوا ہے ایک یہ دعا ہے اللہم لک الحمد کالذی نقول و خیرا مما نقول اللہم لک صلوتی و نسکی و محیای و مماتی و الیک مآلی و لک رب تراثی اللہم انی اعوذ بک من عذاب القبر و وسوسۃ الصدر و شتات الامر اللہم انی اعوذ بک من شر ما تجئی بہ الریح اللہم انک تسمع کلامی

وتری مکانی وتعلم سری وعلانیتی ولا یخفی علیک شئ من امری انا البائس الفقیر المستغیث المستجیر الوجل المشفق المقر المعترف بذنوبہ اسألک مسئلۃ المسکین وابتہل الیک ابتہال المذنب الذلیل وادعوک دعاء الخائف الضریر من خضعت لک رقبتہ وفاضت لک عیناہ وذل جسدہ ورغم انفہ اللہم لا تجعلنی بدعائک شقیا وکن لی رؤفا رحیما یا خیر المسئولین ویا خیر المعطین یہ دعا معجم طبرانی مین ثابت ہے اور امام احمد نے روایت کیا ہے کہ اکثر دعا حضرت کی دن عرفہ کے یہ ہوتی تہی لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئ قدیر اور سنن بیہقی مین آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اکثر دعا میری اور سارے پیغمبرون کی عرفات مین یہ تہی یعنی لا الہ الخ اللہم اجعل فی قلبی نورا وفی سمعی نورا وفی بصری نورا اللہم اشرح لی صدری ویسر لی امری اعوذبک من وسواس الصدر وشتات الامر وفتنۃ القبر اللہم انی اعوذ بک من شر ما یلج فی اللیل وشر ما یلج فی النہار وشر ما تہب بہ الریاح ومن شر بوائق الدھر عرفات مین یہ آیت اوتری الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا اوسدن ایک شخص حاضرین عرفات سے اونٹ پر سے گر پڑا اور مرگیا حضرت نے فرمایا کہ اوسکو پانی اور بیر کے پتون سے نہلا کر اوسی چادر و ازار احرام مین دفن کرین اور خوشبو نہ ملین اور اوسکے سر و پا کو نہ چہپائین یہ دن قیامت کے لبیک کہتا ہوا حاضر محشر ہوگا جب بعد تمام غروب کے عرفات سے چلے اسامہ بن زید کو اپنا ردیف کیا اور مہار شتر کو ہاتھ سے کہینچے رہے یہانتک کہ سر شتر کا برابر زین کے تہا اور فرمایا ای لوگو آرام سے چلو اور ساکن رہو کہ نیکی و خوبی کچہہ جلد جلد چلنے مین نہین ہے اور نہ پرہیزگاری شتابی کرنے مین ہے اور مازمین کے رستہ سے پہرے اوسی طریق و عادت پر جو عیدگاہ کے جاتے وقت رکہتے تہے وہی کام اس راہ عرفات مین بہی مرعی

رکھا اثنا ہی راہ مین شتر کو تھوڑا اسا فرو کیا درمیان شتاب ل وو دیہ کے جہان کشادہ جگہہ ملتی وہان
قدرے تیز کر دیتے اور جب بلندی پر پہنچتے باگ ناقہ کی چھوڑ دیتے تاکہ آسانی سے چڑھ جاوے
اور جمیع راہ مین تلبیہ کہتے ایک جگہہ راہ مین ایک درہ کوہ کی طرف مائل ہو کر اوترے
اور نقض وضو کر کے ہلکا وضو کیا اسامہ نے کہا کیا آپ نماز پڑھینگے فرمایا نماز آگے ہے
سوار ہو کر مزدلفہ مین آئے یہان کامل وضو کیا اور حکم دیا اذان ہوئی اقامت کہی گئی نماز
شام پڑہی پہلے اس سے کہ اونٹون کو بٹہا کر بار اوتارین جب اونکا بار اوتارا تو پھر اقامت
ہوئی اور نماز عشا پڑہی اس نماز کے لئے اذان نہین کہی گئی اور درمیان فرض مغرب
و فرض عشا کے کوئی نماز نہین پڑہی پھر سو رہے اور شب زندہ داری نہ کی یعنے نماز تہجد
نہین پڑہی شب مزدلفہ کے زندہ رکہنے مین کوئی حدیث صحیح وارد نہین ہوئی ہے
ضعفاء اہلبیت کو رخصت کر دیا کہ آگے جاوین اور منی مین صبح سے پہلے پہنچ رہین لیکن
یہ فرما دیا تہا کہ جب تک سورج نہ نکلے رمی جمار نکرین ہان ایک جماعت انسا کو وقت شب
بہیجدیا تہا او نہون نے بعذر خوف مزاحمت رات ہی کو کنکریان ماری تہین علماء کے
قول اس مسئلہ مین تین ہین شافعی و احمد کہتے ہین کہ بعد نصف شب کے سب کو رمی جمرہ
عقبہ جائز ہے ابو حنیفہ کہتے ہین کسی کو طلوع مہر سے پہلے جائز نہین ایک جماعت نے
کہا قادر کو جائز نہین مگر بعد سورج نکلنے کے اور معذور کو جائز ہے غرضکہ جب صبح ہوئی
نماز صبح اول وقت مین پڑہی نہ وقت سے پہلے جسطرح کہ بعض نے گمان کیا ہے پھر
سوار ہو کر مشعر حرام مین آئے یہ ایک ٹیلہ ہے درمیان مزدلفہ کے اوسپر عمارت نو بنا دی ہے
اور بعض مشائخ حدیث و فقہاء نے کہا ہے کہ مشعر ایک کوہچہ ہے جانب چپ پر حجاج
کے سو یہ سہو ہے اس جماعت کا صحیح یہ ہے کہ مشعر حرام یہی مقام معروف مشہور ہے
اس جگہہ رو بہ قبلہ کہڑے ہو کر دعا و تضرع و ابتہال مین مشغول ہوئے اور طلوع آفتاب کے
قریب تک ذکر و تکبیر و تہلیل کرتے رہے پھر طرف منی کے روانہ ہوئے اس مرتبہ فضل ابن عباس

ردیف تھے اور اسامہ بن زید درمیان قریش کے پیادہ چلتے تھے راہ مین فضل بن عباس
سے فرمایا کہ رمی کے لئے کچھہ کنکریان اوٹھالو اونھون نے زمین پر سے سات کنکریان چنکر
لے لین اور حضرت کو دین حضرت اپنے کف مبارک مین اونکو غبار سے پاک کرتے تھے
اور فرماتے تھے امثال هولاء فارموا وایاکم والغلو فی الدین فانما هلک من کان
قبلکم بالغلو فی الدین اس راہ مین ایک عورت قبیلہ خثعم کی نہایت خوبصورت سامنے
آئی اور پوچھا کہ میرا باپ بوڑھا ہے پشت شتر پر اچھی طرح نہین بیٹھہ سکتا مین اوسکی طرفسے
حج کرون فرمایا ہان تو اوسکی طرفسے حج کر فضل بن عباس حضرت کے ردیف تھے اوسکی طرف
دیکھنے لگے حضرت نے اپنے ہاتھ سے سامنے فضل کے اوٹ کرلی تاکہ ایک دوسرے کو
نہ دیکھے اسی راہ مین ایک بڑھیا سامنے آئی اور اپنی بوڑھیا ماں کا حال کہا کہ وہ بہت عاجز و ناتوان
ہے اگر مین اوسکو شتر پر لادون بیم ہلاک ہے کیا مین اوسکی طرفسے حج کرون فرمایا تیری ماں
پر اگر قرض ہوتا تو تو اوسکا قرض ادا کرتی یا نہین کہا ہان فرمایا مانکے لئے حج کر کہ اللہ کا قرض
ادا کرنا اولیٰ تر ہے جب بطن وادی محسر پر پہنچے جو ایک بیابان ہے اول منی پر شتر کو خوب
تیز ہانکا اور جلد اوس وادی سے باہر نکل گئے عادت شریف نبوی ایسے جمیع مواضع
مین جہان کہ اعداء حق پر کچھہ بلا و عذاب آیا تہا یہی تھی کہ جلد اوس جگہہ سے گذر جاتے
اس بطن محسر مین اصحاب فیل پر جو کچھہ گذرا تہا وہ قرآن پاک مین مذکور ہے اسکو وادی
محسر اسی لئے کہتے ہین کہ ہاتی اسجگہ تہک کر درماندہ ہوگئی تھی اور طرف مکہ کے کسیطرح
جنبش نکرتی تھی یہ بطن محسر ایک برزخ ہے درمیان منی و مزدلفہ کے نہ منی مین ہے نہ
مزدلفہ مین جسطرح عرنہ و نمرہ ایک برزخ ہے درمیان عرفہ و مشعر حرام کے غرضکہ اسی طرح
طریق وسطی پر طرف منی کے چلے اسفل وادی مین آگئے اور برابر جمرہ عقبہ کے کعبہ
کو دست چپ پر اور منی کو دست راست پر چھوڑکر سوار رہکر ہفت سنگریزون کو یک یک
محل جمرات پر مارا اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہا اور بعد رمی جمار کے تلبیہ کہنا قطع کیا بلالؓ

واسامہ بن زید ہمرکاب تھے ایک کے ہاتھ مین باگ اونٹ کی تھی اور ایک
چھوٹی سی چتری لگائے ہوئے تھا کہ زحمت دھوپ کی نہ پہنچے بعد رمی کے فرودگاہ
پر تشریف لائے نزدیک مسجد خیف کے اور وہان ایک خطبہ بلیغ پڑہا چنانچہ مجموع خلایق کو آواز
پہنچی اونکو بھی جو اندر خیمون کے تھے اور یہ ایک آپکا معجزہ تھا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس خطبہ مین خلایق کو اعلام کیا حرمت روز نحر و فضل نحر کا نزدیک حق سبحانہ وتعالی کے
اور لوگون سے فرمایا کہ مناسک حج کے سیکھہ لو شاید مین دوسری بار حج نکرون اور حکم
فرمایا کہ ہر امیر کی بات سنو اطاعت کرو جب تک کہ وہ طرف کتاب اللہ کے بلائے اور
مہاجرین و انصار کو اپنے منازل مین اوتار کر کہا کہ بعد اسکے اب تم کافر نہونا کہ بعض
بعض کو قتل کرین اور جان لو کہ جو شخص کوئی قصور کرتا ہے وہ اپنی جان پر کرتا ہے
واعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شہرکم واطیعوا اذا امرکم تدخلوا
جنۃ ربکم پہر لوگون کو رخصت فرمایا اور کہا جو لوگ اس مجلس مین حاضر ہین اونہون نے
جو کچہہ احکام اسلام کے سنے ہین وہ غائبین کو پہنچا دین پہر منحر مین آئے یہ ایک جگہہ
مشہور ہے درمیان بازار منی کے وہان ترتیب سے ۶۳ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر
کئے اونٹون کو ہاتھہ باندہکر کہڑا کیا یہ تعداد مطابق شمار عمر مبارک تھی اور علی مرتضی کو حکم
دیا کہ نحر صد شتر کو پورا کرو ۳۷ شتر اونہون نے نحر کئے فرمایا انکا گوشت پوست جہول سب
مساکین کو بانٹ دو اور جزار کو جو انکی کہال کہینچے کچہہ نہ دو بلکہ اجرت اپنے پاس سے دو
اور انس نے جو یہ کہا ہے کہ حضرت نے فقط سات اونٹ اپنے ہاتھہ سے نحر کئے یہ کچہہ
معارض حدیث سابق کے نہین ہے اسلئے کہ انس نے اتنے ہی شتر نحر کرتے دیکہے پہر
وہ چلے گئے جابر نے ۶۳ کا نحر ہونا دیکہا جب نحر سے فارغ ہوئے آگاہ فرمایا کہ تمام
زمین منی جای نحر ہے اور سب راہین مکہ کی راہ ہین اور کچہہ خصوصیت نحر کی بعض جگہہ
سے نہین ہے پہر حلاق کو بلا کر سر مبارک کو منڈایا معمر بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ

استرہ لیکر کہڑے ہوئے فرمایا یا معمر امکنک رسول اللہ من شحمۃ اذنیہ وفی یدک الموسی فقال معمر واللہ یا رسول اللہ ان ذلک لمن نعمۃ اللہ علی ومنہ قال اجل پہر اشارہ کیا کہ جانب راست سے حلق کرو جب وہ جانب راست سے حلق کر چکے اون بالونکو تقسیم فرمایا اون لوگونپر جو حاضر تہے پہر اشارہ طرف جانب چپ کے کیا جب اوس طرف کا حلق ہوچکا سارے بال ابوطلحہ کو دیے حالانکہ وہ جانب راست سے بہی حصہ لیچکے تہے سب لوگون سے زیادہ جب حلق ہوچکا اور لوگون مین ہرکسیکو ایک یا دو تار موہی نصیب ہوئے تب ناخن انگشتان مبارک کے کترائے اور وہ بہی لوگون مین تقسیم فرمائے اسی طرح بہت صحابہ نے حلق کیا اور تہوڑون نے تقصیر کی پہر زوال سے پہلے روانہ طرف مکہ کے ہوئے اور طواف افاضہ کیا اسکو طواف زیارت وطواف صدر بہی کہتے ہین بعض احادیث مین آیا ہے کہ طواف زیارت مین شب تک تاخیر کی مشائخ حدیث نے کہا یہ غلط ہے پہر طواف سے فارغ ہوکر چاہ زمزم پر آئے عباس اور اونکی اولاد پانی بہرتی تہی فرمایا پانی بہرو اگر یہ بات نہوتی کہ لوگ تمپر غلبہ کرینگے تو مین خود پانی کہینچتا اور تمکو سقایت آب پر مدد دیتا اونہون نے ایک ڈول پانی کا حضرت کے سامنے کیا کہڑے کہڑے پیا اور یہ کہڑا ہونا واسطے بیان جواز کے تہا یا واسطے ضرورت وحاجت کے حضرت اس طواف مین راحلہ پر سوار تہے سبب اس سواری کا بعض کے نزدیک کثرت ازدحام کی تہی یا واسطے اشراف واطلاع کے لوگون پر تاکہ سب حضار آپکو دیکہین اور طواف کا طریقہ سیکہ لین اور آداب طواف معلوم کرلین اور بعض نے کہا کہ پای مبارک مین زخم تہا اس ضرورت سے سوار ہوکر طواف کیا اور فی الفور منا مین واپس آئے اور نماز ظہر کی منی مین پڑہی صحیحین مین اسی طرح مروی ہے اور صحیح مسلم مین آیا ہے کہ نماز ظہر کی مکہ مین پڑہی اکثر علما نے اسی روایت مسلم کو ترجیح دی ہے کیونکہ اس حدیث کو دو صحابی نے روایت کیا ہے جابر وعائشہ نے اور پہلی روایت کو فقط ابن عمر نے روایت کیا ہے اور عائشہ

اخص ہین ساتھہ حضرت کے اور دانا تر ہین آپکے احوال سے اور بعض نے حدیث ابن عمر کو
راجح کہا ہے اسلئے کہ متفق علیہ ہے اور اوسمین کچھہ اضطراب نہین ہے اور نیز رجال اسناد اعظم
واجل ہین جب منا مین آئے رات وہین گزاری دوسرے دن انتظار کیا جب سورج ڈہل گیا
پیادہ پا پہلے نماز ظہر سے طرف جمرۂ اولی کے گئے یہ جمرہ پاس مسجد خیف کے ہے سات کنکریان
پہینک کر مارین اور ہر سنگریزہ کے ساتھہ تکبیر کہی جب رمی سے فارغ ہوئے چند قدم
جای رمی سے آگے بڑہکر جای سہل ہین پہنچکر برابر قبلہ کے کہڑے ہوکر دعا کی اتنی دیر تک
کہ کوئی شخص سورۂ بقرہ پڑہے غرضکہ دعا کرتے رہے جب دعا کر چکے جمرۂ وسطی پر آئے
اوسی طرح رمی کی وہان سے راہ دست چپ پر چلے چند قدم درمیان وادی کے جاکر کہڑے ہوئے
اور لمبی دعا کی برابر دعای اول کے پہر چلکر سامنے جمرۂ عقبہ کے آئے اور برابر جمرہ کے
کہڑے ہوکر کعبہ کو دست چپ پر اور منا کو دست راست پر کرکے سات کنکریان مارین
ہر رمی پر تکبیر کہی اور اوسی دم بے توقف پہرے اور وہان کچھہ دعا نہ کی اسکی دو وجہ ہین
ایک یہ کہ ازدحام عظیم تہا اور جگہہ کہڑے ہونے کی نہ تہی دوسرے یہ کہ دعای رمی صلب
عبادت مین کر لی تہی اور اندر عبادت کے دعا کرنا بہتر ہے اس سے کہ پیچہے عبادت کے
کرے اسی طرح نماز مین غالب دعوات حضرت کی بعد تشہد کے سلام سے پہلے ہوتی
تہی پہر کوچ کرنے مین جلدی نہین فرمائی بلکہ تین دن تمام ٹہیرے رہے اور کچھہ چوتہے
دن ٹہیرے وہ دن شنبہ و یکشنبہ و دوشنبہ تہا چوتہے دن سہ شنبہ کو بعد ظہر کے رمی کر
روانہ ہوئے اور محصب مین کہ ایک جگہہ ہے باہر مکہ سے اور اوسکو ابطح بہی کہتے ہین
اوترے اسلئے کہ ابو رافع جو حضرت کے گماشتۂ بارخانہ تہے وہ اس جگہہ اوترے تہے
اور حضرت کا خیمہ اوس جگہہ لگا دیا گیا تہا بحسب اتفاق نہ بمقتضای امر شریف لہذا
وہان منزل کی اور نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا پڑہی اور ذرا سا رات کو سوئے جب بیدار
ہوئے سوار ہو گئے اور مکہ مین جاکر طواف وداع کیا اس طواف مین رمل نہین کیا

عائشہ نے عمرہ نکیا تہا اوس رات چاہا کہ عمرہ کرین اونکو اجازت دی اور اونکے بہائی عبدالرحمن
کو ساتھہ کردیا کہ تنعیم تک جو حرم سے باہر ہے لیجاؤ وہان جاکر اونہون نے احرام باندہا مکہ مین
آکر عمرہ تمام کیا ابہی رات تمام نہوئی تہی کہ عمرہ سے فارغ ہوکر محصب مین آگئین حضرت نے
پوچہا تم فارغ ہو آئین کہا ہان حکم کوچ کا دیا سب نے کوچ کیا حضرت طواف وداع کو چلے گئے
اور وہان سے اسفل مکہ بمقام کدا کی طرف سے روانہ ہوئے تحصیب مین اختلاف ہے بعض علما
نے کہا امر اتفاقی تہا کچہہ آداب و سنن حج سے نہین ہے بعض نے کہا نہین بلکہ سنن حج
و تمام مناسک سے ہے اسلئے کہ حضرت نے منا مین فرمایا تہا کہ انا نازلون غدا ان شاء
اللہ تعالی بخیف منی حیث تقاسموا علی الکفر مراد خیف بنی کنانہ سے یہی محصب
ہے اسی جگہہ قریش و بنی کنانہ نے باہم عہد و حلف کیا تہا کہ بنی ہاشم و بنی مطلب سے
آمیزش نکرینگے اور مناکحت و مواصلت و مبایعت بجا نلائینگے جبتک کہ وہ حضرت کو
اونکے سپرد نکردین اور حضرت نے وہان پر اوترنے سے یہ قصد کیا تہا کہ شعائر اسلام
کو ظاہر کرین جہان کہ پہلے شعائر کفر ظاہر ہوئے تہے

## فصل

ایک جماعت اہل علم و فقہ نے کہا ہے کہ جب حضرت نے حج کیا تو اندر کعبہ کے گئے اسلئے اندر
کعبہ کے جانا منجملہ سنن حج کے ہے لکن احادیث و آثار دلیل ہین اسپر کہ جس سال حضرت
نے یہ حجۃ الوداع کیا اندر کعبہ کے نہین گئے بلکہ سال فتح مکہ ہشتم سال ہجرت مین گئے تہے
صحیحین مین ابن عمر سے اسی طرح آیا ہے مسندا فرمایا تہا انی دخلت البیت و وددت
ان لم اکن فعلت انی اخاف ان اکون اتعبت امتی من بعدی عائشہ نے درخواست
کی کہ مین اندر کعبہ کے جاؤن فرمایا دو رکعت حجر مین پڑہ لے کہ یہ ویسا ہی ہے جیسے کہ
کعبہ کے اندر پڑہین رہا وقوف کرنا ملتزم مین سو حدیث ابن عمر سے سنن ابوداؤد مین

ثابت ہے کہ حضرت درمیان رکن و کعبہ کے کہڑے ہوکر روے و سینہ کو دیوار کعبہ پر رکھکر اور دونون ذراع اور دونون دوش مبارک کھول کر دیوار سے ملائے محتمل ہے کہ یہ بات بہی سال فتح مین ہو یا سال حج مین یا دونون سالون مین بہر حال مجاہد و شافعی اور ایک جماعت اعلام نے کہا ہے کہ بعد طواف وداع کے ملتزم مین کہڑے ہوکر دعا کرنا مستحب ہے کوئی مخلوق اوس جگہہ کوئی سی بہی حاجت رب العزت سے نہین مانگتی مگر وہ حاجت اوسکی روا ہوتی ہے غرضکہ حضرت برابر کعبہ کے نماز صبح پڑہکر طرف مدینہ طیبہ کے روانہ ہوئے اس نماز مین سورہ والطور پڑہی تہی راہ مدینہ مین جب منزل روحا مین پہنچے رات کو ایک گروہ دیکہا اونپر سلام کیا اور پوچہا تم کون ہو اونہون نے کہا ہم مسلمان ہین تم کون ہو کہا مین رسول خدا ہون ایک عورت نے سامنے آکر کہا کہ اس کودک کا بہی حج درست ہے فرمایا ہان اور تجکو بہی ثواب ملیگا جب ذی الحلیفہ پہنچے رات کو وہان رہے صبحکو مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جب مدینہ کو دیکہا تین بار تکبیر کہی پہر کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیٔ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ پہر مدینہ مین داخل ہوئے **ف** جس ذبیحہ سے اللہ کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے وہ تین طرح ہے ایک ہدی دوسرے اضحیہ تیسرے عقیقہ حضرت نے ہدی مین گوسفند بہی بہیجی ہے اور شتر بہی اور امہات مومنین کے لئے گاؤ ہدی کی تہی جب حج کو گئے ہدی کو اپنے ہمراہ لے گئے اور جب عمرہ کو جاتے تب بہی ہدی ہمراہ لیجاتے اور جس سال نجاتے ہدی کو اورون کے ہمراہ بہیجدیتے لیکن اوسوقت کوئی چیز آپ پر حرام نہوتی عادت یہ تہی کہ جب بکری کو ہدی کرتے تو اوسکی گردن مین کچہہ لٹکا دیتے تاکہ علامت ہدی کی ہو اسی طرح اگر شتر کو ہدی کرتے تو تقلید کر دیتے اور اشعار بہی فرماتے اور جب

ہدی بہیجتے تو کہدیتے کہ اگر راہ مین مرنے لگے تو ذبح کردینا اور اوسکی نعل کو خون آلودہ کر کے
اوسکے صفحہ پر رکہدینا اور کوئی اوسکا گوشت نہ کہائے بلکہ جمیع اجنبی پر اوسکا گوشت تقسیم
کردینا اور شتر و گاو ہفت کس کی طرف سے ہدی کرتے اور سوار ہونا ہدی پر مباح فرماتے
لکن وقت حاجت کے جب تک کہ دوسری سواری بہیر آئے اور اونٹ کو لٹا کر کے اور
دست چپ باندہ کر نحر کرتے اور وقت نحر کے التسمیہ و تکبیر کہتے اور جب گوسفند ذبح کرتے
پای مبارک صفحہ پر رکہتے اور امت کے لئے مباح فرمایا ہے کہ وہ گوشت اپنے ہدی
و اضاحی کا کہائین پہر کبہی گوشت ہدی کا تقسیم فرماتے اور کبہی حکم دیتے کہ جسکو
حاجت ہو وہ کاٹ کر لیجائے اس سے بعض علما نے استدلال کیا ہے جواز نہب
و نثار پر اور جو ہدی کہ عمرہ مین لیجاتے اوسکو مروہ مین نحر کرتے اور جو حج مین لیجاتے
اوسکو منا مین اور ہرگز نحر نکرتے مگر بعد نماز عید کے اور عید سے پہلے بہی ہدی کو
نحر نکرتے ترتیب امور کی یون تہی کہ دن عید کے اول رمی جمرۂ عقبہ پہر نحر پہر حلق
پہر طواف کرتے اور ہرگز اضحیہ کرنا ترک نفرماتے گوسفند دنبہ دار ذبح کرتے اور
فرماتے کہ مجموع روز عید و سہ روز ایام تشریق ایام ذبح ہین مسائل ان ابواب کے
رسائل مناسک مین لکہے ہین اس جگہ مقصود اس ذکر سے فقط اتنا ہے کہ طالب
آخرت و تاجر عقبی کو چاہئے کہ عبادت حج و عمرہ کی مطابق سنت صحیحہ و سیرت نبویہ کی
بجالائے سو صورت حج کی یہ تہی جو اسجگہ لکہی گئی

## فصل

یہان تک جو کچہہ لکہا ہے وہ سب صورت ظاہری تہی اعمال حج کی ہر عمل کا ایک بہید
ہے اور مقصود اوس سے عبرت و تذکیر اور یاد کرنا ہے ایک کام کو آخرت کے کامون مین
سے سو اصل حقیقت اوسکی یہ ہے کہ آدمی کو اسطرح پیدا کیا ہے کہ اپنے کمال سعادت کو

نہ پہنچے جب تک کہ باقی کو فانی پر اختیار نکرے اور اسی کام کا منور رہے تابعداری ہوا کی سبب اوسکی بربادی کا ہے اور جب تک وہ اختیار رکہتا ہے اور جو کچہہ کرتا ہے وہ دستور شرع پر نہین کرتا ہے تب تک وہ پیرو ہوا کا ہے اور معاملہ اوسکا بندہ وار نہین ہے حالانکہ سعادت اوسکی بندگی مین ہے یہی سبب ہے کہ اگلے ملتون مین رہبانیت و سیاحت کرتے تہے تاکہ عبادت کرنیوالے اون لوگون کے بیچ مین سے نکلجائین جو عابد و طالب آخرت نہین ہین چنانچہ وہ لوگ شہرون سے نکل کر پہاڑون پر جا رہتے اور ساری عمر ریاضت و مجاہدہ کرتے حضرت سے پوچہا کہ ہمارے دین مین سیاحت و رہبانیت نہین ہے فرمایا ہمکو اوسکے بدل مین جہاد و حج دیا گیا ہے غرضکہ اللہ نے اس امت کو عوض سیاحت و رہبانیت کے حج دیا کیونکہ جو مجاہدہ سے مقصود ہے وہ اسمین حاصل ہے اور سوا اوسکے اور عبرتین یہی ظاہر ہین کہ اللہ نے کعبہ کو شرف بخشا اوسکو اپنی طرف منسوب کیا اور ایک بادشاہون کا سا دربار مقرر فرمایا اوسکے جوانب کو حرم ٹہیرایا اور وہان کے شکار اور درخت کو حرام کردیا واسطے تعظیم و حرمت کے اور عرفات کو سامنے حرم کے اسطرح رکہا جسطرح کہ سامنے درگاہ ملوک کے میدان ہوتا ہے تاکہ سب طرف لوگ اس گہر کا قصد کرین باآنکہ یہ بات بہی جانلین کہ اللہ منزہ ہے اس سے کہ کسی گہر مین یا مکان مین نزول و حلول کرے لیکن جب شوق بڑہا ہوا ہوتا ہے تو جو چیز کہ دوست کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ محبوب و مطلوب ٹہیر جاتی ہے ع اے گل بتو خرسندم تو بوئی کسے داری * اس بنیاد پر اہل اسلام نے اس شوق مین اہل و مال و وطن کو چہوڑ دیا اور جنگل و بیابان کا خطرہ اوٹہایا اور بندہ وار درگاہ الٰہی کا قصد کیا ہے

| کہ جان خستہ دلان سوخت در بیابانش | جمال کعبہ مگر عذر رہروان خواہد |
|---|---|

پہر اللہ نے اس عبادت مین ایسے کام بتائے جنکو عقل نہین پاسکتی ہے جیسے کنکریان مارنا اور درمیان صفا و مروہ کے دوڑنا یہ اسلئے کہ جو بات عقل دریافت کرسکتی ہے

نفس کو بھی اوس سے انس ہوتا ہے جانتا ہے کہ مین کیا کرتا ہون اور کسلئے کرتا ہون
کیونکہ جب یہ بات جان لیگا کہ زکوٰۃ دینے مین سلوک کرتا ہے ساتھ درویشون کے اور
نماز مین خاکساری کرتا ہے سامنے خدای جہان کے اور روزہ مین شکست دیتا ہے
لشکر شیطان کو تو طبیعت اوسکی موافقت عقل پر حرکت کریگی اور کمال بندگی یہ ہے کہ
محض فرمانبرداری کرے کوئی متقاضی باطن سے پیدا نہو سو رمی و سعی اسی طرح کی شئی ہے
کہ سوای محض بندگی کے نہین ہوسکتی اسی جگہہ سے حضرت نے دربارۂ حج بالخصوص یہ
فرمایا ہے لبیک بحجۃٍ حقا تعبدا ورقا اسکا تعبد ورق نام رکھا ایک گروہ کو جو یہ
تعجب ہے کہ مقصود و مراد ان اعمال سے کیا ہے سو یہ اونکی غفلت ہے حقیقت کار سے
کہ مقصود اس سے بے مقصودی اور غرض اس سے بغرضی ہے تاکہ بندگی پیدا ہو
اور نظر بندہ کی محض فرمانبرداری پر ہو اور عقل و طبع کو کوئی راہ طرف اوسکے اور کچھہ
نصیب اوس سے حاصل نہو تاکہ وہ یہ سب کام واسطے آخرت کے کرے کیونکہ سعادت
آدمی کی اسی نیستی و بے نصیبی مین ہے تاکہ بندہ سے سوای حق اور فرمان رب کے
اور کچھہ صادر نہو اور یہین عبرتین حج کی سو اس سفر کو ایک طرح سے مثل سفر آخرت کے
رکھا ہے کہ اس سفر مین مقصد خانہ ہے اور اوس سفر مین مقصد صاحب خانہ اب
چاہیئے کہ اس سفر کے مقامات و احوال سے اوس سفر کا احوال یاد کرے جب گھر والون اور
دوستون کو رخصت کرے جانے کہ یہ ویسا رخصت کرنا ہے جو کہ سکرات موت مین
ہوگا چنانچہ یہ چاہیئے کہ اس سفر سے پہلے ساری علائق سے فارغ البال ہو جائے پھر
باہر نکلے آخر عمر مین یہ چاہیئے کہ دل ساری دنیا سے خالی کر لے ورنہ سفر کرنا اوسپر تلخ
ہو جائیگا اور جب سارا زاد سفر جملہ انواع سے طیار کر لے اور سب طرحکی احتیاط بجالا
اور جان لے کہ وہ بیابان مین بے برگ نرہیگا تو اب یہ جانے کہ میدان قیامت اس
میدان سے کہین درازتر و ہولناک تر ہے اور وہان یہان سے بھی زیادہ حاجت

زادوبرگ کی پڑیگی اور جب ایسی چیز کہ جلد ہی تباہ ہوجاتی ہے اپنے ساتھ لے اسلئے
کہ وہ اوسکے پاس نہ رہیگی اور زاد سفر کے لائق نہین ہے تو یہ جانے کہ اسی طرح
ہر طاعت جو ریا و تقصیر کے ساتھ آمیختہ ہوتی ہے وہ لائق زاد آخرت کے نہین ہے جب
جنازہ پر بیٹھے جنازہ کو یاد کرے کہ بالیقین یہی جنازہ اوسکا سفر عقبی مین مرکب
ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ پہلے اس سے کہ وہ جنازہ سے اوترے وقت جنازہ کا آجائے
اسلئے یہ چاہئے کہ یہ سفر ایسا ہو کہ اوس سفر کے لئے زاد ہو سکے اور جب احرام کا کپڑا
پہنے اور جامہ عادت بدن سے اوتارے اور یہ احرام دو ازار سفید کا ہوتا ہے تو کفن
کو یاد کرے کہ اوس سفر کا جامہ بھی مخالف اس جہان کی عادت کے ہوگا اور
جب عقبات و خطرات صحرا و بیابان دیکھے تو چاہئے کہ منکر و نکیر و حیات و عقارب
گور کو یاد کرے اور جان لے کہ لحد سے محشر تک ایک بیابان عظیم ہے جسمین بہت
سی گھاٹیان دشوار گزار ہین اور جسطرح بے بدرقہ کے آفت صحرا سے سلامتی میسر
نہین ہو سکتی ہے اسی طرح گور کے ہولون سے بے بدرقہ طاعت کے سلامت
رہنا سخت مشکل ہے اور جسطرح کہ جنگل میں اہل و فرزند و دوستون سے تنہا ہوجاتا ہے
اسیطرح گور مین سب سے اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہے تو جانے کہ یہ جواب ہے اللہ
کی پکار کا روز قیامت مین بھی اسی طرح کی پکار ہوگی اوس دن کی ہول کا اندیشہ
کرے اور خطر مین اس ندا کے ڈوب جاوے کہ علی بن حسین علیہما السلام وقت احرام
کے زرد ہوجاتے بدن پر لرزہ پڑتا لبیک نہ کہہ سکتے پوچھا تو کہا مجھے ڈر ہے کہ
اگر مین لبیک کہون تو کہین یہ جواب نہ ملے لا لبیک ولا سعدیک یہ کہکر اونٹ
کے اوپر سے بیہوش ہو کر گر پڑے ابو سلیمان دارانی وقت احرام کے لبیک نکہا ایک
میل تک جاکے بیہوش ہو گئے جب افاقہ ہوا کہا اللہ نے موسی علیہ السلام کو وحی
بھیجی تھی کہ تو اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجکو یاد نکیا کرین اور میرا نام نہ لین

کیونکہ جو کوئی مجکو یاد کرتا ہے مین اوسکو یاد کرتا ہون اور جبکہ وہ ظالم ہین تو مین اونکو لعنت کے
ساتھہ یاد کرونگا اور مینے سنا ہے کہ جو کوئی مال شبہ کا خرچ کریگا اور لبیک کہیگا تو اوسکو یہ جواب
ملیگا لا لبیک ولا سعدیک حتی ترد ما فی یدیک طواف وسعی کی یہ صورت ہے کہ غریب
غریب اور بیچارے لوگ درگاہ مین بادشاہونکی جاتے ہین تو آس پاس کوشک ملک کے
پہرتے ہین کہ موقع پاکر فرصت دیکہکر اپنی حاجت عرض کرین اور میدان محلسرای مین آتے جاتے
ہین اور ایسے شخص کو ڈہونڈتے ہین جو اونکی سفارش کرے اور امیدوار ہوتے ہین کہ ناگاہ
بادشاہ کی نظر اونپر پڑے اور وہ متوجہ ہو سو صفا و مروہ کے درمیان جو مسافت ہے وہ مثل
اوس میدان کے ہے وقوف عرفات کا اور مجتمع ہونا انواع خلق کا اطراف جہان سے اور دعا
کرنا اونکا زبانہای مختلف و لغتہای گوناگون سے مانند عرصات قیامت کے ہے کہ وہان
ساری خلایق جمع ہوگی اور اولین و آخرین فراہم آئینگے اور ہر شخص اپنے حال مین مشغول
ہوگا اور درمیان رد و قبول کے متردد رہیگا پتہر مارنا سو مقصود اوس سے اظہار بندگی
کا ہے بطریق تعبد و رقیت کے اور نیز مشابہت پیدا کرتا ہے ساتھہ ابراہیم علیہ السلام کے
کہ وہان سامنے اونکے ابلیس لعین آیا تہا تاکہ اونکو شک و شبہ مین ڈالے سو اگر تیرے جی
مین یہ خیال ہے کہ اونپر تو شیطان ظاہر ہوا تہا اور مجہپر ظاہر نہین ہوا مین کسلیے پتہر مارون تو یہ
خطرہ خود تجکو طرف سے شیطان کے ہوا ہے اب تو پتہر مار کے اوسکی پشت کو توڑ دے کیونکہ
اوسکی پشت اسی بات سے شکستہ ہوتی ہے کہ تو بندہ فرمانبردار ہو اور جو کچہہ تجکو حکم ہوا ہے
وہ تو [illegible] بجا لائے اور تصرف دار باقی مین کرے اور حقیقت مین جانے کہ اس پتہر مارنے
سے تو نے شیطان کو مقہور کیا ہے یہ ذرا سا بیان ہے عبرت ہای حج کا جو شخص اس قدر کو
پہچان لیگا اوسپر بقدر صفای فہم و شدت شوق و تمام جد و جہد کے اسطرح کے اور بہت سے
معنی نمودار ہونے لگینگے اور ہر ایک معنی سے نصیب لیگا وہی معنی اوسکے عبادت کی
زندگی و جان ہوگی اور حد صورت سے کام اوسکا آگے بڑہ جائیگا **ف** حج کے بعد سفر مسجد

بھی ہے جب مدینہ منورہ میں پہنچکر مراتب نماز و زیارت ادا کرے تو اس نعمت کی قدر کیجئے
احیاء الاحیاء میں کہا ہے فاذا استقر فی منزلہ فلا ینسی نعمۃ اللہ علیہ من زیارۃ
البیت والنبی صلعم فیکفر النعمۃ ویعود الی الغفلۃ واللھو فما ذلک علامۃ الحج
المبرور بل علامتہ ان یزھد فی الدنیا ویرغب فی الآخرۃ ولقاء رب البیت بعد
البیت انتہی ایک روایت میں طریق اہلبیت سے آیا ہے اذا کان آخر الزمان خرج الناس
للحج اربعۃ اصناف سلاطینہم للنزھۃ واغنیاءھم للتجارۃ وفقراءھم للمسئلۃ
وقراءھم للسمعۃ انتہی اسکے بعد لکہا ہے کہ فاذا فرغ من ھذہ کلھا فلیلزم
قلبہ الخوف والحزن فانہ لا یدری اقبل حجہ ام لا ثم لینظر فی قلبہ فان وجدہ
متجافیا عن دار الغرور مستانسا باللہ فلیثق بالقبول وان کان بخلاف
ذلک فیوشک ان یکون حظہ من سفرہ العناء والتعب واللہ اعلم

## خاتمہ بیان میں ذکر حق تعالیٰ کے

لباب مقصود ساری عبادات کا یہ ہے کہ اللہ کا ذکر کرے نماز ایک ستون ہے دین کا
اوس سے بھی یاد کرنا خدا کا ہے جسطرح کہ فرمایا ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر
ولذکر اللہ اکبر قرآن پڑہنا افضل ترین عبادات ہے اسلئے کہ اللہ کا کلام پاک ہے اللہ
کو یاد دلاتا ہے جو کچھہ قرآن کے اندر ہے سبب ہے تازگی ذکر آلہی کا مقصود روزہ سے
بھی یہی ہے کہ شہوت توٹے سو جب دل زحمت شہوات سے خلاص ہوگا تو صاف
ہوکر قرارگاہ ذکر خدا ٹھیریگا کیونکہ جب تک دل آگندہ شہوت ہوتا ہے ذکر کرنا اوسکو
ممکن نہیں ہوتا اور اگر ذکر کرتا ہے تو وہ اوسکے اندر تاثیر نہیں بخشتا مقصود حج سے
کہ زیارت خانہ خدا ہے ذکر خداوند خانہ ہے تاکہ شوق اوسکے دیدار کا جوش مارے

| حاجی بره کعبہ و من طالب دیدار | | اوخانہ ہمی جوید و من صاحب خانہ |
|---|---|---|

پس ستر ولباب ساری عبادات کا ذکر خدا ہے بلکہ اصل مسلمانی کہ کلمۂ لا الہ الا اللہ ہے یہی عین ذکر ہے باقی ساری عبادتین اسکی تاکید ہین اور اللہ جو اپنے بندہ کو یاد کرتا ہے یہ ثمرہ اسی ذکر کا ہے اور اس سے بڑھکر اور کیا ثمرہ ہوگا ○

| لك البشارة فاخلع ما عليك نقد | | ذكرت ثم على ما فيك من عوج |
|---|---|---|

ولہذا فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم تم مجھے یاد کرو مین تمہین یاد کرونگا سو یہ یاد مدام چاہیئے اگر مدام نہو سکے تو اکثر احوال مین تو ضرور ہی درکار ہے کہ فلاح اسیکے ساتھ وابستہ ہے واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون غرضکہ کنجی فلاح کی یہی ذکر بسیار ہے نہ ذکر اندک جو بیشتر احوال مین ہو نہ کمتر احوال مین اسی جگہہ سے یہ فرمایا ہے الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبہم اُن لوگون پر ثنا کی کہ یہ کھڑے بیٹھے لیٹے ذکر خدا کیا کرتے ہین کسی حال مین بہی غافل نہین ہوتے ○

| ورد زبان و مونس جان ہست نام یار | | یکدم نمی رود کہ مکرر نمی شود | |
|---|---|---|---|

اور فرمایا واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفة ودون الجہر من القول بالغدو والاصال ولا تکن من الغافلین حضرت سے پوچہا تہا کہ کون کام بہت فاضل ہے فرمایا تو مرے اور تیری زبان ذکر حق سے تر ہو حدیث ابوالدردا مین فرمایا ہے کیا مین تمکو آگاہ نکرون کہ تمہارے اعمال مین بہتر اور مقبول تر نزدیک خداوند کے اور بزرگتر درجات مین اور بہتر صدقہ کرنیسے سونے چاندی کے اور جہاد کرنیسے ساتھ دشمنان خدا کے گو وہ تمہاری گردن مارین اور تم اونکی گردن مارو کیا ہے کہا ہان فرمائیے کہا اللہ کا ذکر کرنا رواہ احمد والترمذی والحاکم اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ ذکر علی العموم خیر اعمال ہے معاذ بن جبل نے رفعا کہا ہے کہ جنت والے کسی چیز پر حسرت نکرینگے مگر اس ساعت پر جو کہ اونپر دنیا مین بے یاد حق کے گزری ہے رواہ الطبرانی ہیثمی نے کہا رجالہ ثقات تحفة الذاکرین مین کہا ہے دفی کی نصحو

لا یحضرون الا علی هذه الخصلة اعظم دلیل علی انها عند الله تعالی بمکان عظیم وان اجرها فوق کل اجر انتهی ۵

| | |
|---|---|
| این ہم عشق تو صد حیف زعمری کہ گذشت | پیش ازین کاش گرفتار غمت می بودم |

یہہ بہی فرمایا ہے کہ جب کچہہ لوگ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرتے ہین تو فرشتے اونکو گہیر لیتے ہین اور رحمت اونکو ڈہانپ لیتی ہے اور اوسپر سکینہ اوترتا ہے اور اللہ اونکا ذکر اپنے پاس والون مین کرتا ہے رواہ مسلم عن ابی هریرة ۵

| | |
|---|---|
| آسمان سجدہ کند بہر زمینی کہ درو | یکدو کس یکدو نفس بہر خدا بنشینند |

حدیث معاذ مین فرمایا ہے ما عمل ابن آدم عملا انجی له من عذاب الله من ذکر الله قالوا ولا الجهاد فی سبیل الله قال ولا الجهاد فی سبیل الله الا ان یضرب بسیفه حتی ینقطع ثلاث مرات اخرجه الطبرانی وابن ابی شیبة یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے جہاد سے حدیث ابو موسی مین فرمایا ہے لو ان رجلا فی حجرہ دراهم یقسمها وآخر یذکر الله لکان الذاکر لله افضل رواہ الطبرانی یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ ذکر افضل ہے صدقہ سے حدیث انس مین رفعا آیا ہے اذا مررتم بریاض الجنة فارتعوا قالوا یا رسول الله وما ریاض الجنة قال حلق الذکر رواہ الترمذی حدیث قدسی مین بروایت ابو ہریرہ فرمایا ہے قال الله تعالی انا عند ظن عبدی بی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملاء ذکرته فی ملاء خیر منه رواہ الشیخان اسمین صراحت ہے اس امر کی کہ اللہ وقت ذکر کے ہمراہ اپنے بندہ کے ہوتا ہے مقتضی اس معیت کا یہ ہے کہ اوسکی طرف نظر رحمت فرماتا ہے اور توفیق وتسدید سے اوسکی مدد کرتا ہے یہ ایک معیت خاصہ ہے اور وهو معکم اینما کنتم مین معیت عامہ ہے پہر ذکر مخفی کا ثواب بہی مخفی مقرر فرمایا اور ذکر جہر کا ثواب جہر

غرضکہ ذکر خدا لب لباب و اصل مقصود اولوالالباب اور غایت مطلوب رب الارباب ہے اللھم وفقنا **ف** ذکر کے چار درجے ہین ایک یہ کہ زبان پر ہو اور دل غافل رہے ایسے ذکر کا اثر ضعیف ہوتا ہے گو کسی قدر اثر سے خالی نہو اسلئے کہ جو زبان خدمت مین مشغول ہوتی ہے وہ اوس زبان سے بہر حال بہتر ہے جو بیہودہ کام مین مصروف رہے یا معطل و بیکار رہے دوسرے یہ کہ ذکر دل مین ہو لکن متمکن نہو اور قرار نہ پکڑے بلکہ یہ حال ہو کہ دل کو تکلف سے اوسپر لگایا جاتا ہے یہانتک کہ اگر یہ مشقت و کلفت نہو تو دل خود بالطبع اوسکی طرف نہ آئے بلکہ غفلت و حدیث نفس مین مصروف رہے تیسرے یہ کہ دل مین جگہہ پکڑ لے اور مستولی و غالب و متمکن ہو جائے یہانتک کہ بتکلف اوسکو اور کام پر لگائین تو لگے والا فلا یہ بہت عظیم درجہ ہے چوتھے یہ کہ دل پر مذکور مستولی ہو نہ ذکر مذکور سے مراد حقتعالی ہے کیونکہ فرق ہے درمیان اوسکے کہ سارا دل اوسکا مذکور کو دوست رکھے اور درمیان اوسکے کہ اوسکا دل ذکر کو دوست رکھے **٥**

| فرق ست میان آنکہ یارش در بر | با آنکہ دو چشم انتظارش بر در |
|---|---|

کمال تو یہی ہے کہ ذکر و آگاہی ذکر کی دل سے چلی جائے اور فقط مذکور رہجائے خواہ ذکر تازی ہو یا فارسی کہ یہ دونون حدیث نفس سے خالی نہین ہوتے ہین بلکہ عین حدیث نفس ہین اور اصل یہ ہے کہ دل حدیث تازی و فارسی و ہر چیز سے خالی ہو اور بالکل محو مذکور ہو جائے کوئی اور چیز اوسمین گنجایش نکرے یہ نتیجہ ہے محبت مفرط کا محب صادق کی توجہ بالکل طرف محبوب کے ہوتی ہے بلکہ کمال شغل دل سے وہ اپنا نام تک بہی بہول جاتا ہے جب کسیکو ایسا استغراق ہوگا اور وہ آپ کو اور ہر چیز کو جو سوا حقتعالی کے ہے فراموش کریگا تو اب اول قدم تصوف پر پہنچے گا اس حالت کو صوفیہ فنا و نیستی کہتے ہین کہ جو کچہہ ہے اوسکے ذکر سے نیست ہو گیا ہے اور خود بہی نیست ہو اکہ آپ کو بہی بہول گیا اللہ تعالی کے بہت سے عوالم ہین جنکی

ہمکو خبر نہین ہے وما یعلم جنود ربک الا ہو اور وہ جہان ہمارے حق مین نیست ہین اور ہست ہمارا وہ ہے جس سے ہمکو آگاہی ہے اور ہم اوسکی خبر رکھتے ہین سو یہ عوام کہ ہست ہین خلق ہین جب کسیکو یہ فراموش ہو گئے تو پہر اوسکے سامنے نیست ہین اور جب اوسنے اپنی خودی کو بہی فراموش کردیا تو وہ اپنے حق مین ہی نیست ہو گیا پہر جب کوئی چیز پاس اوسکے نرہی سوا حق تعالی کے تو ہست اوسکا وہی حق تعالی ہوا جسطرح مثلاً کوئی آسمان و زمین کو دیکہتا ہے تو یہ سمجہتا ہے کہ جہان اس سے زیادہ نہین ہے جو کچہہ ہے سو یہی ارض وسما و ما بینہما ہے اسی طرح یہ شخص اگر کچہہ نہین دیکہتا مگر حق تعالی کو اور کہتا ہے جو کچہہ ہے سو اللہ ہے اوسکے سوا کچہہ نہین ہے اب جدائی درمیان سے اسکے اور اللہ کے اوٹہہ گئی اور یگانگی حاصل ہوئی یہ پہلا عالم ہے توحید و وحدانیت کا یعنی خبر جدائی کی نرہی کیونکہ اوسکو جدائی اور دوری سے آگاہی نہین ہوتی ہے جدائی تو وہ جانے جو کہ دو چیز جانتا ہو آپ کو اور حق کو اور اسکا تو یہ حال ہے کہ وہ اپنے آپ سے بیخبر ہے اور سوا ایک وحدہ لا شریک لہ کے کسی کو بہی پہچانتا نہین ہے وہ جدائی کو کیا جانے اور دوری کو کیا سمجہے ٥

| | |
|---|---|
| عجب داری از سالکان طریق | کہ باشند در بحر معنی غریق |
| بسودای جانان زجان مشتغل | بذکر حبیب از جہان مشتغل |
| بیاد حق از خلق بگریختہ | چنان مست ساقی کہ می ریختہ |
| الست از ازل ہمچنان شان بگوش | بفریاد قالوا بلی در خروش |
| مئے صرف وحدت کسی نوش کرد | کہ دنیا و عقبی فراموش کرد |

جب ذاکر اس درجہ کو پہنچ جاتا ہے تو صورت ملکوت کی اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہے ارواح ملائک و انبیار کی اچہی شکلو نمین سنوار ہوتی ہین اور جو درگاہ رب العزت کے خواص ہین وہ ظاہر ہونے لگتے ہین اور ایک حال عظیم پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ عبارت

وبیان مین نہین آسکتا پہر اگر وہ آپ مین بہی کسی وقت آتا ہے اور کار ہاے دیگر سے آگہی پاتا ہے تو بہی اثر اوس حالت کا ساتہہ اوسکے رہتا ہے اور شوق اوس حالت کا اوسیکے دل پر غالب رہا کرتا ہے اور دنیا اور مافیہا اور جس کام مین خلق ہے یہ سب چیزین اوسکے دل کو بری لگتی ہین وہ اپنے تن سے اسکے اندر اور اپنے دل سے غائب ہوتا ہے اور لوگون کو اسور دنیا مین مشغول دیکہہ کر تعجب کرتا ہے کہ یہ کس کام سے محروم ہین اور لوگ اوسپر ہنستے ہین کہ وہ بہی ہماری طرح کیون نہین مشغول دنیا ہوتا ہے اور گمان کرتے ہین کہ مگر دیوانہ وسودائی ہو گیا ہے حدیث مین فرمایا ہے اکثروا ذکرا اللہ حتی یقولوا مجنون رواہ ابن حبان عن ابی سعید الخدری واحمد وابو یعلی وقال الحاکم صحیح الاسناد یعنی جو لوگ ذکر خدا سے غافل ہین اوسکو پاگل ہٹری کہنے لگتے ہین کیونکہ ہر دم اوسکو ذکر مین دیکہتے ہین اور حرکت لب کو اور اضطراب بدن کو خوف خدا سے معلوم کرتے ہین تحفۃ الذاکرین مین کہا ہے وکثیرا ما تری من لاشغل لہ بالطاعات او من ہو مشتغل بمعاصی اللہ یظہر السخریۃ باہل الطاعۃ والاستہزاء بہم لانہ قد طبع علی قلبہ وصار فی عداد المخذولین انتہی غرضکہ پہلی منزل ذکر کی تو یہ ہے کہ سوا خدا کے کچہہ آگاہی کسی شئی کی نہو نہ اپنی اور نہ دوسرے کی ۵

| | |
|---|---|
| رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست | بر عارفان جز خدا ہیچ نیست |
| توان گفتن این با حقائق شناس | ولی خردہ گیرند اہل قیاس |
| کہ بس آسمان و زمین چیستند | بنی آدم و دام و دد کیستند |
| پسندیدہ پرسیدی ای ہوشمند | بگویم گر آید جوابت پسند |
| کہ ہامون و دریا و کوہ و فلک | پری آدمی زاد و دیو و ملک |
| ہمہ ہر چہ ہستند ازان کمتر اند | کہ با ہستیش نام ہستی برند |

کوئی اس سے یہ نہ سمجھے کہ واجب الوجود اور ممکن اس ذکر و استغراق سے ایک ہو جاتے ہین کہ یہ فہم مخالف شرع حق ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کمال استغراق سے سبکی نیستی اور حق کی ہستی ایسی دل پہ طاری وساری وجاری ہو جاتی ہے کہ سب فانی فی الحال اور حق باقی علی کل حال نظر آتا ہے اور یہ بات موافق شرع ہے حضرت نے یہ مصرع تمثیلاً پڑھا تھا ع الا کل شئ ماخلا اللہ باطل دوسرا مصراع اسکا یہ ہے ع وکل نعیم لا محالۃ زائل ۔ جسطرح نظامی گنجوی قدس سرہ نے فرمایا ہے ؎

| پناہ بلندی و پستی توئی | همه نیستند انچه هستی توئی |
| --- | --- |

ایسا ذاکر ساری مہلکات سے بیخبر اور ساری منجیات کے ساتھ متصف ہوتا ہے اسی کا نام ولایت حق ہے ایسے ہی شخص کو اللہ کا ولی فرمایا ہے اور اوسکو یہ مژدہ سنایا ہے الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون اور اونکی پہچان دنیا مین یہ بتائی ہے ان اولیاؤہ الا المتقون ف اگر کوئی شخص اس درجۂ فنا و نیستی کو نہ پہنچے اور یہ احوال و مکاشفات اوسکو پیدا نہون لکن ذکر اوسپر مستولی ہو تو یہ بھی ایک کیمیاء سعادت ہے کیونکہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت بھی مستولی ہوگی پھر وہ ایسا ہو جائیگا کہ اللہ پاک اوسکو سارے جہان و مافیہا سے زیادہ تر محبوب ہوگا والذین آمنوا اشد حبا للہ اصل سعادت یہ ہے کہ جب بازگشت طرف حق کے ٹھہری والی ربک المنتھی اور یہ رجوع مرگ سے ہوتا ہے تواب اوسکو کمال لذت مشاہدۂ حق کی بقدر محبت کے حاصل ہوگی جسطرح کہ دنیا کسی شخص کو محبوب ہوتی ہے تو اوسکا درد و رنج بھی فراق دنیا مین بقدر عشق دنیا کے ہوتا ہے سو جو شخص ذکر بہت کرتا ہو اور اوسکو احوال صوفیہ کے پیدا نہون تو اوسکو یہ نچاہیئے کہ نفور ہو جاوے کیونکہ سعادت کچھ اوسی حالت پر موقوف نہین ہے دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوگیا اور واسطے کمال سعادت کے مہیا و طیار ہوا تو اب جو کچھ اس جہان مین

پیدا نہوگا وہ بعد مرگ کے اوس جہان مین ظاہر و پیدا ہو جائیگا اسلیئے یہ چاہیے کہ ہمیشہ ملازم
ذکر اور مراقب دل کا رہے غفلت کو پاس آنے نہ دے کہ ذکر دائم کلید عجائب ملکوت و باب حضرت
لاہوت ہے و لہذا حضرت نے فرمایا ہے کہ تم ریاض جنت مین چرو مراد ان ریاض سے حلقہ ہاے
ذکر ہین رواہ الترمذی عن انس حاصل مقام یہ ہے کہ خلاصہ جملہ عبادات اور نخبہ جمیع
ریاضات کا ذکر ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ وقت پیش آنے امر و نہی کے اللہ کو یاد رکھے اور
معصیت سے دست بردار ہو کر فرمان برداری مین چست و چالاک رہے اور اگر ذکر سے یہ بات
حاصل نہین ہے تو پھر وہ ذکر حدیث نفس ہے اوسکی کچھ اصل و حقیقت نہین ہے **ف**
فضائل ذکر کے احادیث صحیحہ مین بہت آئے ہین اور صیغے ذکر کے کتب اذکار مین لکھے ہین
بہتر ذکر کلمۂ طیبہ لا الہ الا اللہ ہے سارے اذکار کا مرجع اسی مدعا کی طرف ہے اسکو تہلیل
کہتے ہین پھر تسبیح ہے یعنی سبحان اللہ پھر تحمید یعنی الحمد للہ پھر درود شریف پھر
استغفار الفاظ ان اذکار کے کئی طرح پر آئے ہین جیسے سبحان اللہ وبحمدہ
سبحان اللہ العظیم ان دو کلمون کے حق مین فرمایا ہے کہ زبان پر ہلکے رحمن کو پیارے
ترازو مین بھاری ہین رواہ البخاری اور جیسے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیٔ قدیر کہ اگر برابر کف دریا کے گناہ ہون تو
بخشدئے جائین اور جیسے استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب
الیہ یا جیسے سید الاستغفار ابن مسعود نے کہا ہے قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ
جو کوئی اونکو پڑھکر توبہ و استغفار کریگا اوسکے گناہ معاف ہو جائینگے ایک یہ آیت والذین
اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفروا لذنوبھم ومن
یغفر الذنوب الا اللہ دوسری یہ آیت ومن یعمل سوءا او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ
یجد اللہ غفورا رحیما اللہ نے اپنے رسول مقبول صلعم کو فرمایا ہے فسبح بحمد
ربک واستغفرہ انہ کان توابا چنانچہ بعد اسکے نزول کے حضرت یون کہا کرتے تھے

سبحانک اللھم وبحمدک اللھم اغفرلی انک انت التواب الرحیم کتاب
نزل الابرار مین اذکار وادعیۂ ماثورہ مع دلائل وتخریج وتفقہ معانی نہایت بسط سے مذکور
ہین اور ہر وقت وموقع کے لیئے دعوات واذکار مقرر ہین سلمان سے زیادہ نہو سکے تو
اتنا تو بہت ہی ضرور ہے کہ ہر کام کے لئے ایک دعا ای مختصر اور ہر وقت کے لیئے ایک
ذکر مقتصر منجملہ ماثورات کے خصوصاً جو کہ اصح الصحیح ہین یاد کرلے اور خیال کرکے اوس
موقع ووقت پر اونکو زبان ودل سے کہہ لیا کرے تاکہ الذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات
مین داخل رہے گو ابرار واخیار کے مرتبۂ عظیم کو نہ پہنچے یا رسی نفس مغفرت سے تو محروم
نرہیگا کیونکہ طبقات عباد چار ہین ایک فائزین دوسرے ناجین تیسرے معذبین چوتھے
ہالکین انکا بیان رسالۂ توزیع العباد مین لکھا گیا ہے ٥

| | |
|---|---|
| علی انتی راض بان احمل الھوی | واخلص منہ لا علی ولا لیا |

## فصل بیان مین اوراد کے

اللہ تعالی نے آدمی کو اس عالم غربت مین کہ ایک عالم خاک وآب ہے واسطے تجارت کے
بھیجا ہے ورنہ حقیقت اوسکی روح کی علوی ہے اور وہ وہان سے اس خاکدان فانی مین
آیا ہے اور پہر وہین کا رستہ لیگا ٥

| | |
|---|---|
| عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے | کہان سے ہم کہان پکڑے ہوئے بیگار مین آئے |

سرمایہ اوسکا اس تجارت مین یہی اوسکی عمر ناپائدار وحیات مستعار ہے یہ سرمایہ ہمیشہ
نقصان مین ہے اگر فائدہ ونفع اوس سے نہ لیں تو ساری پونجی زیان مین جائے اور
انجام اوسکا ہلاک ہو ولہذا ارشاد فرمایا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین
آمنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مثال اسکی اوس شخص کی
سی ہے کہ پونجی اوسکی یخ ہو اور وہ موسم گرما مین اوسکو فروخت کرے اور رکھے اپنی سلامتی

مہربانی کروا یسے شخص پر جسکی پونجی گلی جاتی ہے اسی طرح پونجی عمر کی گذر رہی ہے کہ جملہ تمام
عمر کا انفاس چند ہین علم مین اللہ کے سو جن لوگون نے خطر اس امر کا دیکہا وہ اپنے انفاس
کے مراقب ہوئے اور جان لیا کہ ہر نفس ایک گوہر بے بہا ہے اوس سے ہم شکار سعادت
ابدی کا کرسکتے ہین اور وہ اس سرمایہ پر مشفق تر تہے بہ نسبت اسکے کہ کوئی شخص سرمایۂ
زر وسیم پر خائف ہو یہ شفقت اونکی یون تہی کہ اونہون نے اوقات شب و روز کو
خیرات وحسنات پر تقسیم کر رکہا تہا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر کیا تہا اور اوراد
مختلف مقرر رکہے تہے تاکہ کوئی وقت ضایع نجائے کیونکہ وہ جانتے تہے کہ سعادت
آخرت اوسی شخص کے لئے ہے جو کہ اس جہان سے گیا اور انس ومحبت خدا کی اوسکے
دل پر غالب تہی سو یہ انس بدون دوام ذکر کے میسر نہین آتا ہے اور محبت بجز معرفت کے
نہین ملتی اور معرفت بغیر تفکر کے حاصل نہین ہوتی سو مداومت ذکر وفکر کی تخم ہے
ہر سعادت کا اور ترک کرنا دنیا وترک شہوات ومعاصی اسی لئے ہوتا ہے کہ فرصت
ذکر کی اور فراغت واسطے فکر کے ہاتہ آ لئے اور جو کہ دل کا ہمیشہ ایک صفت وحال
پر رہنا سخت مشکل ہے اسلئے اوراد مختلف رکہے گئے ہین کوئی کالبد سے جیسے نماز اور
کوئی زبان سے جیسے قرآن وتسبیح اور کوئی دل سے جیسے تفکر تاکہ ملال نہو اور ہر وقت
مین ایک نیا شغل سامنے آئے اور حالت بدلتی رہے سو اصل بات یہ ہے کہ اگر ساری
اوقات کار آخرت مین صرف نہو تو بیشتر اوقات تو صرف ہی کرے تاکہ پلہ حسنات کا جہکتا رہے
اگر نیمۂ اوقات دنیا وتمتع مباحات مین برباد جائے تو نیمہ اوقات تو کار دین مین صرف ہو
حالانکہ اس حالت مین یہ بیم لگا ہوا ہے کہ کہین پلہ سیئات کا راجح نہو جائے کیونکہ صرف
دل کا دین کے کام مین خلاف طبع ہوتا ہے اور مشکل سے اوسمین اخلاص آتا ہے
اور جو کار بے اخلاص ہے وہ بیفائدہ ٹہیرتا ہے بہت سے اعمال مین کبہی ایک عمل
اخلاص سے اتفاق ہو جاتا ہے اسلئے اکثر اوقات کا کار دین مین صرف ہونا مناسب ہے

دنیا کا کام تابع دین کے ہو ولہذا اللہ نے فرمایا ہے ومن آناء اللیل فسبح واطراف النہار لعلک ترضی اور فرمایا واذکر اسم ربک بکرۃ واصیلا ومن اللیل فاسجد لہ وسبحہ لیلا طویلا اور فرمایا وکانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون یہ سب اشارہ ہے طرف اسکے کہ بیشتر اوقات کا طاعت وعبادت خدا مین مشغول ہونا چاہیے سو یہ بات بغیر تقسیم اوقات کے نہین بن پڑتی ہے **ف** دن کے وظیفے پانچ ہین ایک صبح سے سورج نکلنے تک یہ بڑا مبارک وقت ہے اِس دم مراقب انفاس کا رہے خواب سے بیدار ہونے کی دعا پڑہے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور پہر طہارت ومسواک کرکے سنت فجر کی گہر مین پڑہکر مسجد مین آکر فرض صبح ادا کرے اور طلوع مہر تک تسبیح واستغفار وقرآن وتفکر مین مشغول ہو دوسرے یہ کہ طلوع سے اشراق تک مسجد مین صبر کرے تسبیح مین رہکر مشغول ذکر وفکر ہو پہر دو رکعت نماز یا چار رکعت پڑہے اور جب ایک پہر دن چڑہے تو نماز چاشت پڑہے عیادت بیمار مشایعت جنازہ یا حاجت بر آری مین کسی مسلمان کے رہے یا مجلس علم مین حاضر ہو تیسرے یہ کہ چاشت سے لیکر نماز ظہر تک چار کام مین سے ایک کام کرے اگر تحصیل علم پر قادر ہے تو یہ عبادت سب سے فاضل تر ہے ایسا علم حاصل کرے جو آخرت مین نافع ہو اور دنیا کی رغبت کو ضعیف کرے اور اعمال کے عیوب وآفات کو کہولے اور اخلاص کی طرف بلالے نہ علم جدل وخلاف وقصص وکلام وفلسفہ وغیرہ یا کسان علوم سے حرص دنیا کی بڑہتی ہے اور تخم حسد وفخر کا جمتا ہے **ہ**

| | |
|---|---|
| جز یاد دوست ہرچہ کنی عمر ضائع است | جز سر عشق ہرچہ بخوانی بطالت است |
| سعدی بشوی لوح دل از نقش غیر حق | علمی کہ رہ بحق ننماید جہالت است |

اور اگر قدرت علم پر نہین رکہتا ہے تو مشغول عبادت رہے یہ کام عابدون کا ہے اور ایک مقام بزرگ ہے خصوصًا ایسے ذکر مین مشغول ہونا جو دل پر غالب آجائے

یہ بھی نہو سکے تو علماء و صوفیہ کی خدمت کرے کہ یہ خدمت عبادت نفل سے فاضلتر ہے
خلق کو راحت پہنچانا مسلمانونکی مدد کرنا اجر عظیم رکھتا ہے اگر یہ بھی نہو تو کسب مین مشغول
ہو امانت و دیانت سے اپنے لئے اور اہل و عیال کے لئے کمائی کرے کسی کو ہاتھہ و
زبان سے نہ ستائے اور زیادہ طلبی سے باز رہکر قدر کفایت پر قناعت کرے یہ بھی
منجملہ عابدین کے ہوگا اور درجہ مین اصحاب الیمین کے گو سابقین اور مقربین سے کم ہو
کیونکہ اقل درجات یہ ہے کہ ملازم درجۂ سلامت رہے اور بہتر یہ ہے کہ نفع مال کا اشتر
سے زیادہ نہ لے سلف اسیطرح کیا کرتے تھے چوتھا وظیفہ وقت زوال سے عصر تک کا
ہے زوال سے پہلے قیلولہ کرے تاکہ رات کو تہجد پڑہ سکے پہر جاگکر اذان سے پہلے
مسجد مین پہنچکر تحیۃ المسجد پڑہکر نماز ظہر ادا کرے پہر ظہر سے تا عصر تعلیم علم و درس تفسیر
و حدیث و سلوک و معاونت مسلمین مین مشغول رہے یا قراءت قرآن یا کسی کسب
حلال مین بقدر احتیاج پس پانچوان وظیفہ عصر سے غروب تک کا ہے مسجد مین
آکر نماز عصر سے پہلے چار رکعت سنت پڑہے یعنی علاوہ تحیۃ المسجد کے اس نفل کا اجر
عظیم ہے پہر جو شغل اوپر لکہا ہے اونمین سے کسی کے ساتہہ مشغول ہو اور نماز شام سے
پہلے مسجد مین آکر مشغول تسبیح و استغفار رہے کہ فضیلت اسوقت کی مثل بامداد کی فضیلت
کے ہے اور جس شخص کی اوقات بے ضبط و ربط ہوتی ہین کہ کس وقت کیا اتفاق
پڑتا ہے تو اکثر عمر اوسکی برباد جاتی ہے رہے وظائف شب کے سو وہ تین وظیفے ہین
ایک مغرب سے عشا تک اسکے بیچ کا وقت زندہ رکہنا بڑی فضیلت رکہتا ہے کہا ہے
کہ تتجافی جنوبھم عن المضاجع سے یہی مابین عشائین مراد ہے پہر نماز عشا پڑہکر
لہو وغیرہ مین مشغول نہو کہ خاتمہ شغل کا یہی ہے اور آخر ہر کار کا خیر ہونا اچھا چاہیے
والعاقبۃ للمتقین دوسرا وظیفہ سونا ہے سو اگرچہ خواب عبادت نہین ہے لیکن جبکہ
آراستہ آداب و سنن سے ہوگی تو بمنزلہ عبادت کے ٹھہریگی آداب چاہیے کہ رو بقبلہ ہوکر

داہنے ہاتھہ کی کروٹ پر سوئے جسطرح مردہ گور مین رکھا جاتا ہے خواب برادر
مرگ ہے اور بیداری مانند حشر کے کیا لگتا ہے کہ جو روح خواب مین قبض کر لی ہے وہ پہر واپس
نہو اسلیئے یہ چاہیے کہ کام آخرت کا سنوار لے یعنی طہارت پر سوئے توبہ کر لے وصیت نامہ
لکھا ہوا زیر بالین طیار رکہے اور زبردستی نیند نہ لائے اور نرم فرش پر نہ سوئے کہ نیند غالب آجائے
کیونکہ خواب تعطیل عمر ہے بلکہ تمام رات دن مین آٹھہ ساعت سے زیادہ نسوئے کہ یہ
ایک تہائی ہے چوبیس ساعت کی اگر اسطرح بسر کریگا تو اگر ساٹھہ سال کی عمر ہوئی تو گویا
بیس برس اوسمین سے ضائع گئے اور سوتے گزرے اب اس سے زیادہ عمر برباد کرنا کیا
ضرور ہے آب و مسواک اپنے ہاتھہ سے مہیا کر کے پاس رکہے تاکہ تہجد کو اوٹھے اگر نیت
تہجد سو رہیگا اور آنکہ نہ کہلے تو بہی نیت کا ثواب پائیگا پہر سوتے وقت یہ دعا پڑہے
باسمك ربی وضعت جنبی وباسمك ارفعه اور آیة الکرسی و آمن الرسول و سورة تبارك
پڑہے اور با وضو سو جائے تیسرا وظیفہ تہجد ہے بعد نصف شب کے اسوقت دو رکعت نماز
کا پڑہنا بہت سی نمازہای دیگر سے فاضلتر ہوتا ہے کیونکہ اسوقت دل صاف ہوتا ہے
اور کچھہ مشغلہ دنیا کا نہین ہوتا اور دروازے رحمت کے کشادہ ہوتے ہین غرضکہ
یا اوقات شب و روز ہر وقت مین ایک کام کا ہونا چاہیے کوئی وقت بے شغل خیر
کے برباد نہ جائے جب ایک رات دن اس طرح پر گزرا تو ہر دن رات اسی طرح پر
بسر کرے آخر عمر تک یون ہی کرتا رہے اور اگر یہ نہ بن سکے تو پہر امل دراز کو کوتاہ
کرے اور اپنے جی سے یہ کہے کہ آج تو تو اسی طرح کاٹ شاید آج کی رات یا کل تو
مر جائے اسی طرح ہر روز جی کو سمجہائے اور جب مواظبت سے رنجور ہو تو جانے کہ
مین سفر مین ہون وطن میرا آخرت ہے اور سفر مین رنج غربت اوٹہانا پڑتا ہے لیکن
تسلی اس بات پر ہے کہ یہ سفر جلد ختم ہو جائیگا اور وطن مین جاکر آرام ملے گا اور مقدار
عمر کا خود ظاہر ہے کہ کتنا ہے خصوصاً جبکہ اوسکو عمر جاودان سے جو آخرت مین ہوگی

موازنہ کیا جائے سوا اگر ایک شخص مقدار ایک سال واسطے دس ۱۰ سال کی راحت کے رنج اوٹھائے تو کیا عجب ہے کہ سو برس کا رنج واسطے سو ہزار سال کے بلکہ واسطے راحت جاودان کے گوارا کرے وباللہ التوفیق آج یہ رسالہ روز یکشنبہ تاریخ ۲۹ ذیحجہ سنہ ۱۳۰۴ ہجری کو سات دن کی مدت مین تمام ہوا ختم اللہ لنا بالحسنی والحمد للہ اولاً و آخراً

تمت بالخیر

## صحت نامہ بذل المنفعہ

| صفحہ | سطر | خطا | صواب | صفحہ | سطر | خطا | صواب |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲ | ۱۳ | سہاد | سہاد | ۴۲ | ۱۱ | پھر پھر | پھر بھر |
| ۵ | ۱۷ | فریضۃ | فریفتہ | ″ | ۱۷ | خیر | خبر |
| ″ | ۱۶ | انجر | انجح | ۴۷ | ۱ | چاہے | چاہیے |
| ۹ | ۲۱ | تزبینۃ | تزیینہ | ۵۰ | ۴ | نتکون | فتکون |
| ۱۷ | ۴ | مُدای | مدای | ۵۴ | ۲۱ | سجدۃ | سجدتہ |
| ۱۹ | ۱۸ | تسعموا | تسمعوا | ۵۷ | ۱۹ | جھرہے | جھری |
| ۲۲ | ۱۵ | صلواتکم | صلوٰتکم | ۶۳ | ۱۱ | سے بہتر | کے بہتر |
| ۲۳ | ۷ | ین | بن | ۸۹ | ۱۴ | وخجر | وخجر وخر وترہ و |
| ۲۷ | ۱۱ | بہتر | بہتر | ۹۲ | ۳ | خشیتہ | خشیۃ |
| ۲۸ | ۴ | پڑہے | پڑھیے | ۹۶ | ۹ | با | یا |
| ۲۹ | ۲۰ | علائیۃ | علانیتہ | ۹۷ | ۱ | غازین | غاربین |

| صفحہ | سطر | خطا | صواب |
|---|---|---|---|
| ۹۸ | ۲ | عارم | غارم |
| " | ۱۶ | حیان | حبان و |
| ۱۰۰ | ۳ | زکوٰۃ | زکوات |
| ۱۰۱ | ۲۱ | فطرہ | فطرے کا |
| ۱۰۲ | ۱۳ | السفر | سفر |
| ۱۰۸ | ۳ | اسفلی | السفلی |
| ۱۱۲ | ۱۱ | نہ ڈرے | ڈرے |
| ۱۱۳ | ۱۷ | او | و |
| ۱۱۵ | ۴ | العیشۃ | المعیشۃ |
| ۱۱۶ | ۱۷ | پیراکب | ایرکب |
| ۱۱۹ | ۱۷ | واحد | واجد |
| ۱۲۰ | ۵ | حاجی کے | حاجی کو کرے |
| " | ۱۵ | نہم | ہشتم |
| " | ۱۰ | اور ذرا ٹھیرے کہ سورج نکل آئے | اور اتنا ٹھیرے کہ سورج نہ نکلے |
| ۱۲۹ | ۲۰ | پہونچے | پہونچتے |
| ۱۳۱ | ۴ | پڑہے | چڑہتے |
| ۱۳۲ | ۱۹ | الذی نقول | الذی تقول |
| " | ۲۰ | لسرب | سرب |
| ۱۴۷ | ۷ | واذکرو | واذکروا |